اذا فادات فق<u>العسر ضرت مولانا مُغتى جميال حمد ت</u>صا**نو**ي مي^ط

قیق و آدوین مرانا کیل احمر تصالوی

اوادا چران کی الاقار است اوادا چران کی الاقار است

بسراله الرحس الرحيم

ولقديسرنا القرآن للذكر فهلمن مذكر

مقالات القرآن

ازافادات نتیه آهم حضرت موانا مفتی جمیل احمد تعانوی قدس سره مختیدهٔ بری مواه ۱۶ می تلیل احمد تازی ماشر بریشتر از استان می تاشید ادار ماشهٔ نه استخدان دار اصلام اماران داد.

امر ادارهاشرف انتحقیق دارالعلوم الاسلامیه کامران بلاک علامه اقبال کاؤن لا جورفون: ۵۳۱۳۳۸۵ ry.blogspot.com

. نام كتاب: مقالات القرآن

نام مؤلف: فقيه العصر حضرت مولا نامفتى جميل احمد تھا نوگ قِدس سره

تتحقیق وید وین: مولانا قاری خلیل احمر تھانوی

طباعت اول: ١٣٢٢هـ / ١٠٠٠ع

كمپوزرز: على كمپوزرايند دُيزائنر _ فون: 5414385

باجتمام: اداره اشرف التحقيق دار العلوم الاسلاميه

r91_كامران بلاك علامها قبال ثاؤن لا *جور*

toobaa-elibra

بسم الله الرحمل الرحيم

﴿ (نا نعم نزلنا (لنزكر و(نا له لحافظو) ﴾ الترآن

(بے شک ہم نے ہی قرآن پاک کونازل کیااور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔)

toobaa-elibra

﴿ خَير كُو مِن مُعلَم (القرآق و الحلم ﴾ الحديث الحديث

(تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن پاک سیصے اور سکھائے)

فهرست مقالات قرآني

صفحةبب	عنوانات	نمبرشار
ra	عرض مرتب	ı
r 9	عرض مرتب نظم (کلام البی)	r
rı	ایک قرن کا خاتمه	
rr	حالات	٣
r z	اعاذِ تدريس	۴
rA .	تحريری خدمات	۵
rq	ا فتآء کے کام کی ابتداء	۲
M	ا نداز فتوی	۷
rr	فتوی میں احتیاط	۸
mr	ا کابر کے عمل پر نظر	٩
rr	فتوى ميس حضرت مفتى محمر شفيع صاحب براعتاد	1•
ra	انداز تحري	11
۳۷	مسكنت اور بے نفسی	IF
٥٠	شَكَفَتَكَى اورزنده دې اورېمت	۱۳
۵۱	احقر يرخصوصي شفقت اوراحيان	10

ary.blogspot.com

صفحه تمبر	عنوانات	نمبرشار
۵۵	نظم (بروفات حضرت مفتی جمیل احمد تفانویٌ)	10
۵٩	(پېلامقاله)قرآن اورېم	17
11	نعمت عظم ^ی ی	١∠
. 11	صِر ف رّجمه کلام البی نہیں ہوسکتا	IA
71	انجیل وتوریت وغیرہ کے ترجمہ کی حقیقت	19
71	قر آنی تراجم کے مجھے ہونے کی وجہ	r•
٦r	قرآن کے علاوہ کسی آسانی کتاب کی صحت کا ثبوت ممکن نہیں	rı
415	کتاب الهی کے ثبوت کی شرائط	rr
414	صرف قرآن سبشرا نظر پورااتر تا ہے	rr
YI"	ا عجاز قر آن	rr
40	تشریحات قرآن کی حفاظت کے لئے مختلف علوم کی ایجاد	ro
۵۲	دین صرف اسلام ہی ہے	ry
77	المحاككريي	1/2
YY	الفاظ ومعنی کی خدمت کیلئے ہم نے کیا کیا؟	۲۸
77	اغیار کی تحریف ہے بچانے کیا کیا؟	r 9
42	قيام مدارس ميس كيا كوشش كى؟	۳.
7 ∠	صیح تلفظ میں قرآن پڑھنے اور عملی زندگی میں جاری	۳ı
	کرنے میں ہمارا کیا کردار ہے؟	

toobaa-elibra

صفحةبسر	عنوانات	نمبرشار
۲۷	هاظت قرآن میں ہارا کیا کردار ہے؟	rr
۸۲	نعمت عظمی کی ناقدری	rr
۸۲	ناقدری کے عذاب سے بچنے کی ترکیب	77
49	(دوسرامقاله)تحریف قر آن کی مهم	
۷٣	قرآن کی تشریح کون کرسکتا ہے؟	ro
۷٣	قر آنی تشری کا صرف نبی کا منصب ہے	ry
۷٣	نی تشریحات خدا سے لیتے ہیں	٣2
۷٣	تشریح قولی بھی ہے علی بھی	۳۸
۷۵	غیرنبی کی تشریح تکذیب دا نکار ہے	٣٩
۷۵	کیاصحا به کوبھی ان علوم کی ضرورت تھی؟	۴٠,
۷۲	تشريحات نبوبيكا ثبوت	ام
۷۸	خودتر اشيده مفهوم كوخدا كى تحكم كهنا خدا كى كا دعوى يا خدا پر	rr
۷۸	بہتان ہے پھرنے تقاضوں کا کیاعلاج؟	۳۳
۷9	كيامسلمان نئ تشريح مان كيتية بين؟	بابا
۸٠	ناواقفوں کوتشریح کاحق کہیں نہیں	ra
ΔI	نى تشريحات يحميل دين كاا نكار بين	٣٦
۸٣	نئ تشریح کفریک پہنچاتی ہے	۳Z
۸۲	عائلی توانین کے نقصانات	۳۸

iry.blogspot.com

صفحةبسر	عنوانات	نمبرشار
۸۹	(تیسرامقاله)قر آن مجید میں لفظی تحریف	
91	سوال	٣٩
95	جواب	۵٠
91"	قرآن کوغیر عربی میں لکھناتحریف ہے	۵۱
91	انگریزی میں قرآن لکھنے سے بعض شکلوں میں معنی بدل کافیدندہ ترین	or
94	کر کفرلا زم آتا ہے انگریزی تلفظ فسادنماز کا سبب ہوگا	٥٣
90"	انگریزی میں اعراب نہ ہونے کی وجہ سے اشتباہ ہوگا	٥٢
90	غيرعر بي ميں لکھا ہوا قرآن وحی نہیں کہلا سکتا	۵۵
90	حروف کی کھی لازم آئے گی	ra
90	فتحه كاالف سے بدل جانا	۵۷
97	O اور W کے استعمال سے بھی جمعی تحریف لازم آتی	- 21
44	ہے مخرج ادر صفت کی تبدیلی ہے معنی بدل جاتے ہیں	۵۹
92	حرف کی تبدیلی	٧٠
9∠	اجماع کی مخالفت لا زم آئے گی	41
94	ترک تعظیم کا گناہ لازم آئے گا	44
91	کلام عربی نه رہے گا	45
9.5	قر آن کامہمل ہونالا زم آئے گا	71

صفح نمبر	عنوانات	تمبرثار
9.0	عدم ادغام کی وجہ ہے تحریف لا زم آئے گی	ar
99	قرآن کاحضوں کا لیے کے لہجہ میں پڑھنا ضروری ہے	77
99	غیر عربی میں لکھنا حفاظت خداوندی کے خلاف ہے	74
1++	تحریف قر آن لازم آئے گی	44
1**	نۋاب <i>سے محر</i> وی	49
1+1	عظیم خساره	۷٠
1•1	جنتی زبان ہے دشمنی	۷۱
1+1	قرآن عربی میں پڑھنالازم ہے	۷۲
1+1	الله تعالى پر تبهت	۷٣
1.5	غيرع بيحروف كوكلام التذنبيس كهديجة	۷۳
1.1"	لوح محفوظ میں عربی الفاظ محفوظ ہیں	۷۵
1.1	غیر عربی میں لکھا ہوا قرآن عربی قرآن کے برابر نہیں ہوسکتا	24
1.1	ا يک عظيم خطره	44
1+1~	خطرنا ک سازش	۷۸
1-0	تحریف لفظی ومعنوی کالز وم	۷٩
1+4	نواعدعر بيه كاخيال نه ركھنے ہے تحريف لا زم آئيگی	۸۰
1•4	فض عربی الفاظ کا مترادف دوسری زبان میں ہے ہی ہیں۔) AI

ary.blogspot.com

صفحةبمبر	عنوانات	نمبرشار
1•Λ	غیرعر بی میں ادغام ممکن نہیں	۸۲
1+A	مشد دحروف کی تبدیلی ہے معنیٰ میں تحریف	۸۳
1•٨	عین کو A سے لکھنے ہے معنیٰ میں تغیر ہوکر حرام ہوگا	۸۳
1+9	الله پر بهتان	۸۵
1-9	قرآن عربي مبين كامخالفت	۲A
1+9	الف کی مختلف شکلیں	۸۷
11+	رسم قرآن میں تحریف	ΑΛ ,
II•	وقف ووصل میں تحریف	٨٩
111	اہتمام وتف ووصل	9+
111	راء کے قواعد سے زہول	91
iir	ادغام کے قواعد ہے زہول	98
IIT	غيرعر بي ميں قواعد كااہتمام ممكن نہيں	91-
111"	ا تباع جبر ئيل كاتر ك لا زم آئيگا	٩٣
пr	شباوراس كاجواب	90
ΠΨ	تغیر معنی کی مثال	97
110	قاله) ملحدین اور قر آن کی طباعت وفروخت	(چوتھام
ΠZ	سوال	9∠
IIA	الجواب	9.4
119	کفار کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کی مختلف اقسام	99

toobaa-elibra

11

صفح نمبر	عنوانات	نمبرشار
irr	اگر اہانت کا خوف ہوتو قر آن کفار کے ملک میں بھیجنا بھی جائز نہیں	••
irr	جہاد میں چھوٹے لشکروں میں قرآن لے جانے کی ممانعت	1•1
ırr	اجماع امت	1+1
Irr	کفارکوقر آن پاک فروخت کرنامنع ہے	1.5
170	کفارکودینی کتابیں فروخت کرنامنع ہے	1•1
110	سمی کا فرکوقر آن شریف مُس کرنے دینا جائز نہیں	1+0
11/2	كافركوقر آن پڙھانا جائز نہيں	1•4
IFA	ا شهر	1•∠
IFA	جواب	1•٨
1179	د وسراشبه	1+9
I r-	<u>ج</u> واب	11+
114	تيراشه	101
171	جواب	III
ırr	حضرت عمرٌ کوحالت کفر میں قر آن چھونے اور پڑھنے کی اجازت دینے کی وجو ہات	IIF
186	چو تھا شبہ	IIM
٦٣٦	جواب	۵۱۱

ury.blogspot.com

صفينم	عنوانات	تمبرشار
ira -	پانچوال شبه	ΓII
iro	جواب	114
ira	قر آن پاک کی تھیج اور رسم الخط کی حفاظت فرض ہے	ĦΛ
IFY	کا فرکوا جازت طباعت دینے میں بےحرمتی یقینی ہے	119
IFY	ممبران اسبلی اورسر برامان کی ذیمه داری	11-
11"2	عوام کی ذ مهداری	Iri
1172	حکومت وقت کی ذ مه داری	ırr
ITA	شب	ırr
IFA	<u> جوا</u> ب	irr
179	شبه	۱۲۵
1179	جواب	IFY
irr	(پانچوال مقاله) عالمی مجلس قر اُت	
ira	اعتراض نمبرا	112
١٣٥	جواب	117
ira	قرآن الفاظ اورمعنی کے مجموعہ کا نام ہے	119
IC.4	الفاظ قرآن بهى مقصود بين	114
Irz	قر آن کے الفاظ وحر کات کی سیجے ادا ٹیگی فرض ہے	111
162	تلاوت میں خوش آوازی مطلوب ہے	ırr
ICA	الفاط ومعنی دونوں کی رعایت ضروری ہے	100

صفحه تمبر	عنوانات	فمبرشار
IM	اعتراض نمبرا	ITT
IMA	جواب.	iro
1179	قاری کی تلاوت میں جاراخمال	IFY
10•	بد گمانی ہے بچو	11-2
10+	مسلمان کادل خوش کرنے لئے عمدہ آوازے پڑھنا	IFA
۱۵۱	محفل قرأت كے فوائد	11-9
ist	قر اُت سننے والوں کا فائدہ ہی فائدہ	٠٠١٤
ior	اعتراض نمبر٣	الما
155	جواب	ırr
ior	تلاوت میں خوش آ وازی اختیار کرنے کا حکم	IMM
۱۵۵	گانے اور تجوید میں فرق	الدلد
rai	خوش آ وازی کی دوصورتیں	100
101	اعتراض نمبره	IMA
۱۵۷	جواب	167
104	مجلس قرائت میں شرکت کی دعوت کار ثواب ہے	IM
104	اعتراض نمبره	1179
IDA	جواب	10+
۱۵۸	تجوید کے ساتھ قرآن پاک کالوگوں تک پہنچانا واجب ہے	101
10,9	يورى تبحويد منز ل من الله ہے	ıar

ary.blogspot.com

صفحةبر	. عنوانات	نمبرشار
17•	قرائة رآن ممل تبليغ ہے	Ior
14+	حضورها فلينته كالوكول كوجمع كركة رآن سنانا	100
IHI	اعتراض نمبر ۲	۵۵۱
141	جواب	۲۵۱
141	تبليغي اجتماعات كي ابميت	۱۵۷
171	مجلس قر أت كے فوائد	۱۵۸
144	اعتر اض نمبر ۷	109
HT	جواب	14+
nr	محفل قرائت کو کھو کھلے مظاہرے کہنا غلط ہے	141
ואר	قر آن کے شع ہدایت ہونے اور سنوار کر پڑھنے میں کوئی تعارض نہیں	H
۵۲۱	اعتراض نمبر ۸	141
arı	جواب	IJМ
۱۲۵	مجلس قر أت كولهو ولعب كاسبب قرار دينا درست نبيس	۵۲۱
דדו	اعتراض نمبر ۹	177
۲۲۱	جواب	172
דדו	محفل قر أت ميں قد رضرورت روشنی کی اجزت	IAV
rri	محفل قر اُت کیلئے گیٹ بنانا، جھنڈیاں لگانااسراف ہے	179
147	قراء کے لئے اپنیج کی حقیقت	14.

صفح نمبر	عنوانات	نمبرشار
144	صدر مجلس کی حقیقت	121
ITA	مجلس قر اُت میں تالی بجانامنع ہے	121
IYA	مجلس قرائت میں انجیل کود کر داد دینے کی ممانعت	121
AFI	حسن قر اُت پرداد دینے کاعمہ ہطریقہ	الالا
179	قاری کی آید پرنعره تکبیرالله اکبرکهنا جائز نبیس	120
179	اعتراض نمبروا	124
14.	جواب	الالا
14•	محفل قر اُت میں تلاوت پراجرت حرام ہے	IZΛ
14+	قاری کیلئے کراہیآ مدورفت لینا جائز ہے	149
IZI	صدق الله العظيم بعد تلاوت مستحب ہے	(چھٹامقالہ)
121	سوال	1.4
144	الجواب	IAI
120	نبرا	IAT
120	نبرا	iar
140	نمبره	۱۸۳
ادم	نمبره	۱۸۵
124	نبره	IVA
144	نبر۲	IAZ
144	صدق الله العظيم يزهنے كے دلائل	IAA

ary.blogspot.com

صفحةبم	عنوانات	نمبرشار
144	صدق الله العظيم بدعت نبيس	IA9
IAI	(ساتوںمقالہ)فلم فضص القرآن	
۱۸۳	تصاو بريكاظم	19+
IAT	عورت کی آ وازعورت ہے	191
IAF	قرآن پاک کے اجزاء کولہو ولعب بنانا	197
IAC	تو بین قر آن کاسب	191
IAC	قر آن کی عظمت مجروح ہوتی ہے	1917
۱۸۵	قرآن کے قصص میں ادکام مضمرین	190
۲۸۱	فلم فضص القرآن كأعظيم نقصان	197
YAI	اسلام دشمنی	194
۱۸۷	الله ورسول متلفة برتهمت	191
IAZ	اسلام ومسلمان دشمني	199
IAZ	ایک عظیم خطره	r••
IA9	(آٹھواں مقالہ) مسائل القر آن	
195	بل كذبوا بلا لم يحيطوا بعلمه الخ	ř •1
191	بلا تحقیق کسی کے ہارہ میں رائے قائم کرنا	r•r
195	صحابہ کے بارہ میں لب کشائی ظلم ہے	r• r
195	ائمہ کے اجتبادیر آجکل کے ایک عالم کی نکتہ چینی	r•1*

صفيتبر	عنوانات	تمبرخار
191"	مخققین صوفیاء پرطعن کرنا درست نہیں	r•0
1914	بہتان وغیبت کی برائی	r•4
1917	حقیقت تقید	r•2
190	قاعده كليه	r• A
190	کس کی رائے معتبر ہے	r• 9
190	اسباب كفر	*1+
197	صفات الهی ، انبیاء علیهم السلام اور احادیث متواتر ہ کی تکذیب وتو بین کفر ہے	rii
194	ترجمه قرآن كيلئے علوم متعارفه كى ضرورت	rir
194	احاطهٔ علم کے معنی	rim
194	علم الصرف اورعلم لغت كي ضرورت	rim
19/	علمنحو کی ضرورت	rı۵
19/	علم معانی کی ضرورت	717
19/	علم تجوید کی ضرورت	Y IZ
199	مفہوم قرآن کی وضاحت کی صورتیں	rin
199	علم حدیث وتفییر واصول فقه کی ضرورت	119
r	قرآن فہی کیلئے آیت سے مندرجہ ذیل علوم کی ضرورت کا اثبات	rr•
r	علم کلام ،ملم فقداورعلم تصوف کا قرآن ہے ثبوت	rri

ry.blogspot.com

صفحةبسر	عنوانات	نمبرشار
r•1	ندکورہ بالاعلوم کی مہارت کے انبیر ترجمہ اور تشریح کرنا سب گمراہی ہے	777
F+1	علوم متعارفه حاصل كيے بغير درس قر آن كا نقصان	rrr
r•r	غیرعالم کے درس قرآن کا حکم	rrr
r•r	غيرعالم كي تغيير قر آن كائتكم	rro
r•r	آیت ہے درس نظامی کے حصول کا ثبوت	rry
* *	آیت کی تشریح	412
r•0	غیر منقول تغییر کے جواز کی شرائط	rta
r•2	غیر منقول تغییر کے جواز کے دلائل	rrq
** A	غیر منقول تفسیر کےعدم جواز سے متعلق احادیث	۲۳۰
r• 9	مذكوره آيات واحاديث مين تطيق	111
۲۱۰	کن آیات میں غیر منقول تفسیر بشرا نظمعتبر ہے	rrr
rii	تغییری نکات	trr
rir	كافرايك ملت بين	rrr
rır	حضور علیق کے لئے قیاس کی اجازت	rra
rir	ظلم کی تعریف	rry
rır	فقدمیں مذکوروہ کلمات جن ہے کفرلا زم آتا ہے کا اثبات	rr2
ria	جميل اللطائف (نِكات القرآن)	
Y IZ	تمصيد برائے جميل اللطائف	rra

صفحةبر	عنوانات	نمبرشار
ria	جميل اللطائف	rrq
riq	آ داب ضیافت	rr.
F19	مبمان کوزیادہ دیرانظارنہ کرائے	اسم
119	مہمان کی خدمت خود کرے	rrr
rr.	ماحضر پیش کرے	rrr
rr•	مہمان کے لئے کھاناوا فرہونا جا ہے	rmm
rr•	کھانے پر درجہ توسط کالحاظ رکھے	rra
rr.	کھاناغذائیت ہے بھر پور ہونا جا ہے	rry
rr•	گوشت بہترین غذاہے	rrz
rri	قرض ادھار کر ہے مہمانی کرنا ضروری نہیں	rea
rri	ذات وصنعت دونوں اعتبارے کھانا بہتر ہو	rra
rrr	حضرت ابراہیم کے بچھڑ اذبح کرنے کی وجہ	ro.
rrr	سنت کی اقسام	roi
rrr	نمائش نمود کی ایک صورت	rar
rrr	قربانی	
rrr	قربانی جان کافدیہ ہے	ror
rrr	شکارکرده جانورکی قربانی درست نبیس	ror
rrr	مال ورقم بجائے قربانی وینا درست نہیں	raa
rrr	حلال حانوروں کی قربانی	roy

ry.blogspot.com

صفحنمبر	عنوانات	نمبرشار
rrr	قربانی میں بکراوغیرہ اور ساتو اں حصہ مقرر ہونے کی وجہ	r 0∠
rrr	مرغی وغیره کی قربانی درست نہیں	ran
rro	قربانی نبی کی جان کافدیه	109
rro	قربانی کے بجائے صدقہ خیرات درست نہیں	14 +
rry	قربانی میں ذبح ضروری ہے	171
rry	قربانی کے فدیے ظیم ہونے کی وجہ	ryr
rr2	قربانی کاانکارموجب عذاب ہے	ryr
rr <u>z</u>	قربانی کس پرواجب ہے؟	٦٢٢
rr2	صاحب ژوت پروجوب	440
rta	قربانی کے لئے خرید کردہ جانور ایام قربانی کے بعد خیرات کرنا	ryy
rta	بجائے قربانی بچہ کوذئ کرنا حرام ہے	147
50 H 55 H 55 H 56 H	رضاعت (دوده کارشته)	
779	مئلەرضاعت كى دضاحت	rya
rri	رضاعت (دوده کارشته)	749
rri	دودھ پلانے والی ماں ہے	12.
rm	مرضعه کے رشتہ داروں ہے رشتہ داریوں کا قیام	121
rrr	مرضعہ کے دوس سے رشتہ داروں کے ساتھ حرمت کی حد	121
rrr	جور شنے نب میں ترام ، رضاعت میں بھی حرام	121

toobaa-elibra

صفحة نمبر	عنوانات	فمبرشار
rrr	رضاعی بہن بھائیوں کی اولا دمیں کون کون محرم ہے	121
rra	رشتەرضاعت كى حقيقت	120
	فهرست اعجاز کوثر	0.
rer	ماقبل سورة سے تقابل	1 24
rra	تفسيرا عجاز كوثر	144
rry	تحقيق معنى الكوثر	۲۷۸
roi	لفظ اعطاءاوراس كےمتراد فات كى لغوى تحقيق	129
roy	اعطينا كهنبي وجبه	۲۸•
r 02	مختلف قابل الاستعال صيغ	ÌΑΙ
ryr	نحر کے معنیٰ	M
ryr	فصل کے معنی	M
749	فصل لربك وانحر	tar
rya	لربك	Ma.
rya	وانحر	MY
۲ 79	قوله تعالى وانحر	MZ
ryq	ان شانئك هو الابتر	MA
F19	شنأئة اوراس كمتراوفات كي محقق	r/\ 9
121	دلائل اعجاز قرآن بصورت تحدي	19.

ury.blogspot.com

صفح نمبر	عنوانات	نمبرشار
122	اعطاء کوثر کے فوائد	191
1/29	نماز وقربانی کے حکم کے فوائد	rgr
rA•	قوله ان شانئك فيه خمس فوائد	rar
M	قرآن ہزاروں معجزات پرمشتل ہے	rgr
mr	قرآنی معجزات ہمیشہ کے لئے ہیں	190
rar	ساری دنیا کے لئے چیلنج ساری دنیا کے لئے چیلنج	797
PAY	. نظم ختم القرآن برمبارك باد	. r92

عرض مرتب

الْحَمْدُ لِللهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ وَالْصَّلُوهُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْائْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ ﴿

گذشته کی برس ہے جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ کا شعبۂ اشرف انتحقیق مخلف تحقیق المست بھنے وتالیفی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اب تک ۸۰ ہے زائد مواعظ حکیم الامت مولا نااشرف علی تھا نوی عنوا نات اور حواثی کے اضافہ کے ساتھ طبع کر چکا ہے جمیل الفتاوی اور احکام القرآن کی ترتیبہ وضح کا کام بھی اس ادار ہیں ہورہا ہے ، اور جب سے فقیہ الامت حضرت مولا نامفتی جمیل احمد صاحب تھا نوی نوراللہ مرقدہ کا انتقال ہوا ہے ہماری سے کوشش ہے کہ حضرت کے اُن علمی شاہپاروں کو جو مختلف اخبارات ورسائل میں بھر سے کوشش ہے کہ حضرت کے اُن علمی شاہپاروں کو جو مختلف اخبارات ورسائل میں بھر سے جا تھیں۔ جو کے ہیں تیجا کر کے عنوانات وحواثی کے اضافہ کے ساتھ کتا بی شکل میں ہدیہ قار کین کئے جا تھیں۔

میں ہے۔ چناچہ اس سلسلے کی پہلی کڑی حضرت کا ایک طویل مضمون ولائل وجوب قربانی سمانی شکل میں مرتب کر کے پیش کیا گیا اس کے بعد سیرت طیب پر مشتمل چار وقیع مقالے، نبی کل کا ئنات ، ذکر رسول ،عصمت انبیاء ،حیات النبی مقالات سیرت کے نام سے پیش سکے گئے۔

اور اب مقالات القرآن كا ايك مجموعه آپ حضرات كے ہاتوں ميں ہے اس مجوعه كا پيہلا مقالہ قرآن اور جم اب ہے كئى برس قبل خدام الدين ميں طبع ہوا تھا جس ميں اس بات كو ثابت كيا شميا ہے كہ دنيا ميں صرف مسلمان ہى ايك واحد قوم ہے جس كے پاس اللّٰد كا کلام اپنی اصل شکل وصورت میں موجود ہے اور ساتھ بی اس بات کا گلہ بھی ہے کہ ہم نے اس نعمت کی قدر نہیں کی۔

دوسرامقالہ جوتر جمان اسلام میں طبع ہوا تھا جس میں ادارہ ثقافت اسلام کے ایک اجلاس میں بیہ بات کمی گئی تھی کہ قرآن پاک کی تشریحات ہرزمانے میں حالات کے تقاضوں کے مطابق کی جاسکتی ہے حضرت نے اس کارد کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ قرآن پاک کی وی تشریح معتبر ہے جوحضور علی ہے اور کہار صحابہ سے منقول ہو۔

تیسرامقالیہ ماہنامہالاشرف کراچی میں طبع ہوا تھا جس میں اس بات پر بچاس عقلی دلائل دیۓ ہیں کہ قرآن کریم عربی کےعلاوہ کسی بھی زبان مثلاً رومن انگلش وغیر میں لکھنا درست نہیں۔

چوتھامقالہ ماہنامہ الخیر میں طبع ہوا جس میں اس بات کو انتہائی تحقیق کے ساتھ بیان کیا گیا کہ قرآن پاک کی طباعت وفروخت کی اجازت کسی غیرمسلم کو دینا ہر گز جائز نہیں۔ یہ مقالہ علی ساتھ مصرت تھانو گئے کے سامنے تحریر کیا گیا تھا اور حضرت تھانو گئے کے سامنے تحریر کیا گیا تھا اور حضرت تھانو گئے کے سامنے تحریر کیا گیا تھا اور حضرت تھانو گئے کے سامنے تحریر کیا گیا تھا اور حضرت تھانو گئے اس پراپنی پہندیدگی کا اظہار فرمایا۔

پانچواں مقالہ ہفت روزہ خدام الدین میں طبع ہوا جس میں محافل قراء ت جو منعقد کی جاتی ہیں ان کی شرعی حیثیت کو ثابت کیا گیا ہے اور اس پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات ہیں۔

چھٹامقالہ دراصل ایک صاحب کے اس اعتراض کے جواب میں لکھا گیا کہ بعد تلاوت''صدق اللہ العظیم''پڑ ھنابدعت ہے۔

ساتواں مقالہ کچھ بے دین لوگوں نے ایک فلم قرآن پاک بیں مذکور نصص پر بنائی تھی جس کے رد میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثانی مدخلہ نے البلاغ میں ایک ادار بیلکھا تھامفتی صاحب نے اس کے تکہلے کے طور پر مزیداس بات کے ردمیں دلائل لکھے کے قرآن میں مذکورتصص پرفلم بنا نا ہرگز جائز نہیں ہے بیالبلاغ میں طبع ہوا تھا۔

آخوال مقالہ مسائل القرآن کے نام سے ہے مفتی صاحب ؓ نے حضرت تھانویؓ کے حکم سے جواحکام القرآن عربی میں کاسی تھی اس کا اردور جمہ شروع کیا تھا اوراس کا نام مسائل القرآن رکھا تھا لیکن افسوس کہ وہ مکمل نہ ہوسکا اور اسکی صرف پہلی قسط ہی خدام الدین میں چھپی تھی جس میں مدارس دیدیہ میں درس نظامی کے تحت جوعلوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں ان کا اثبات قرآن حکیم کی آیت سے کیا گیا ہے قابل دید ہے۔

نوال مقالہ: حضرت مفتی صاحب نے آخر مزمین نکات کوجمع کرنا شروع کیا تھا اوراس کانام' جمیل اللطا کف' رکھا تھا افسوس کہ بیسلسلہ جو کہ بالکل آخر عمر میں شروع کیا تھا پورا نہ ہوسکا اگر مکمل ہوتا تو عجیب وغریب تفییر ہوتی ۔اس میں میز بانی ،قربانی اور رضاعت کے مسائل کوقر آن پاک کی ایک ایک آیت ہے عجیب انداز میں مستدم کیا ہے جو قابل دید ہے احتر نے ان تمام مقالات کومرتب کر کے ان پرعنوانات قائم کے اور کہیں کہیں حواثی کا اضافہ بھی کیا ہے۔

وسوال مقالہ: آمفتی صاحب قدس سرہ نے اس بات کے اثبات کے لئے کہ قرآن کیم میں جہاں جولفظ استعال کیا گیا ہے اور اس کوجس معنی میں استعال کیا گیا ہے ور آن کیا ہے عربی لغت و معنی کے اعتبار سے وہ سب سے بہتر ہے، اس سے بہتر الفاظ اور تعبیر اختیار نہیں کی جاسکتی۔ یہی قرآن کا اعجاز ہے کہ اس کی مثل لانے سے قیامت تک ہر مخص عاجز رہے گا اس مضمون میں مفتی صاحب نے قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سور ق' الکوژ'' کی تفییر لکھی ہے جس میں اس سور ق میں مذکور الفاظ کے متر ادف الفاظ ذکر کر کے قرآن میں مذکور الفاظ کی خولی کو ظاہر کیا ہے۔

قرآن پاک کی اس تعبیر میں جو نکات ہیں ان کا بھی اظہار کیا ہے جو قابل دید ہے۔ یہ ضمون مفتی صاحب نے عمر کے آخری ایام میں تحریر فرمایا تھا پھر کتابوں میں رکھ کر بھول گئے اور طبع نہ ہو سکا اس کی گمشدگی کا حضرت کو بہت افسوس تھا مقالات القرآن کی جب ٹرینگ بھی نکل چکی تھی تو اچا تک ایک روز کتابوں میں ہے مِل گیا ،حضرت مولا نا جب ٹرینگ بھی نکل چکی تھی تو اچا تک ایک روز کتابوں میں ہے مِل گیا ،حضرت مولا نا مشرف علی صاحب تھا نوی مدخلہ العالی نے فرمایا اس کو مقالات القرآن کا حصہ بنا کر طبع کردیا جائے تا کہ حضرت کی خواہش کی تحمیل ہوجائے اور علماء وعوام اس ہے مستفید ہو کیس۔اس مضمون پر احقر نے عنوانات قائم کئے اور پچھ حواشی لکھے ہیں۔اللہ تعالی نافع ہو کیا۔۔

اس کتاب کے شروع میں استاد مکرم حضرت مولا نامفتی محمود اشرف عثمانی مدخلد کا مضمون'' ایک قرن کا اختشام'' بھی شامل کیا گیا ہے جس میں حضرت مفتی صاحب کی زندگی کے مختصر حالات اور آ کی شخصیت کا ایک عکس قارئین کونظر آ ئے گا۔

شروع میں مفتی صاحب کی ایک نظم'' کلام الہی''اور آخر میں مولانامحموداشرف صاحب کے ختم قرآن پر کلھی گئی ایک نظم بھی شامل کی گئی ہے اس کے بعدان شاءاللہ مفتی صاحب کے فقہی مقالات اور سیاسی مقالات کو بھی پیش کرنے کا ارادہ ہے احباب سے درخواست ہمیکہ وہ دعافر مائیس کہ اللہ تعالی جلداس کام کی تھیل بھی کروادیں۔

الله تعالیٰ ہے میری دعا ہے کہ وہ میری اس کوشش کو قبول فر ماکر ذخیرہ آخرت بنائے اورمیرے والدین کے لئے اس کو بلندی درجات کا باعث بنائے۔ آمین -

> خلیل احمد تھا نوی خادم ادارہ اشرف انتحقیق

كلام البى

(از جناب مولا نامفتی جمیل احمرصاحب تھا نوی مفتی جامعداشر فیہ نیلا گنبدلا ہور)

حضور محمد عليه السلام

نبوّت کے سرمایہ ' اختتام

. هُوااِن پهنازل جونادر کلام

ہے وحی الہی کا سک الختام

نی آخری اور وحی آخری چلیس تابهآخریه دونوں نظام

وہ اوصاف مجز کے میزان کل

یہ احکام حقہ کی جمع تمام

رسالت کاجن وبشر تک عموم تو قرآن کا ہرتکم ہر اِک کوعام

> بؤت ہے جب تاابد دائی ہے قرآن بھی معجزہ بالدوام

وه قصر نبوّت کی خشت آخری اخبروں کو میہ آخری اِک پیام

> وه ختم المذاهب بينتم الامم وه ختم رسالت بينتم كلام

نبی ازازل تا ابد بےمثل کلام ازل بے بذل لاکلام نہ مخلوق خالق بھی بن سکے نہ پھر لے سکے شل کاکوئی نام

حفاظت کا وعدہ ہےاں کے لئے کداس پر ہے بنیادِ دینِ مدام

> وه هر حرف پرنیکیاں دس ثواب وه هر لفظ میں کیف هرضبح وشام

بیاب حبیب اتنا لطف وکرم که بین بنده بنده سےخود جمکلام

> زہے تسمتِ راہ غار ِحرا وہ آغازِ 'اقراء' کااوّل مقام

وه عرفات وعرفه وه جمعه کادن که ''الیوم اکملت'' تھا افتتام

> ہراک وصف کی انتہا وصفِ حق کلام خُدا انتہائے کلام

ہر آیت ہے جب دائی معجزہ ہزاروں ہیں یہ معجزات عظام

کہاں اور ہے آب خدائی کتاب کہ ہوبالیقیں حرف حرف اس کا عام نہیں کوئی بھی اتن کمبی کتاب کہ حفظ اس کوکر پائے ہرخاص وعام

حضرت مولا نامفتی محموداشرف عثانی مدخلا مفتی داستاذ الحدیث دارالعلوم کراچی

زرنظر مضمون ندحفرت مفتی صاحب قدس سرّ ہی سوائے حیات ہے، ندائے غیر معمولی کمالات وصفات کا آئینہ دار۔ان سب کے لیے مستقل تصنیف کی ضرورت ہے بیآئندہ سطور تو محض اپنے محسن وشفیق استاذ کے ساتھ تعلق خاطر کی چندیا دراشتوں کا مجموعہ ہے امید ہے کہ بیر ضمون اس حیثیت سے پڑھا جائیگا۔محمود عفی عند۔

بسم الله الرحمن الرحيم

فقيهالعصرحضرت مولا نامفتى جميل احمدتھانوی صاحب کاانقال ايک قرن کااختيام

الرجب هراس بروزاتوار مطابق ۱۵ دیسم ساوه بای کامیم بعدنماز فجراستاذ محترم مربی و مشفقی ،فقیه العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تعانوی رحمة الله علیه کا کیاانقال ہوا ایک نسل ،ایک بورے قرن کا خاتمہ ہوگیا۔ 'انالله واناالیه راجعون' حضرت مفتی صاحب قدس مره غالبًاس وقت برصغیر کے وہ واحد عالم دین تھے جنہوں نے شخ وقت ،محدث بے بدل استاذ الاکا برحضرت مولا ناظیل احمد سہار نبوری اور تحییم الامت مجد دالملت حضرت مولا نامحمد اشرف علی تھانوی سے نہ صرف با قاعد علمی استفادہ اور کسب فیض کیا تھا بلکہ ان دونوں جلیل القدر شخصیات کی صحبت بابر کت اور فیض تربیت سے اینے آپ کومنؤ رکیا تھا۔

حالات

حضرت مفتی صاحب غالبا ۱۳۳۱ھ / ۱۳۰۱ء کلگ بھگ تھا نہ بھون میں بیدا ہوئ ، مدرسہ کی ابتدائی تعلیم مراجو پورضلع سہار نپور میں شروع ہوئی جہاں آپ کی نضیال مقیم تھی پھراسکول کی ابتدائی تعلیم علی گڑھ میں حاصل کی جہاں والدصاحب ملازمت کے سلسلے میں مقیم تھے ، گراسکول کی تعلیم سے جلد ہی ول اچاہ ہوگیا اور مدرسہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون آکر ابتدائی فاری اور عربی کتب پڑھنا شروع کیں ، مولا نا اشفاق احمدصاحب تھانہ بھون آکر ابتدائی فاری اور عربی کتب پڑھنا شروع کیں ، مولا نا اشفاق احمد صاحب نے جلال آباد میں مدرسہ قائم کیا تو شرح جامی اور اعلیٰ کتب وہاں پڑھیں ۔ گر پھر حضرت سہار نپوری قدس مرہ کے ارشاد کے مطابق مدرسہ مظاہر العلوم سہار نپورتشریف لے آئے اور بھیہ ساری تعلیم یمیں مکمل کر کے ۱۳۳۲ ہے میں سند فراغت حاصل کی ۔ دورہ مدیث میں تمام طلباء میں سب سے اقال رہے جس پر حضرت سہار نپوری نے انعام میں کئی کتا ہیں اور ایک گھڑی عطافر مائی اور کتب صدیث کی خصوصی اجازت بھی مرحمت فر مائی۔

حضرت سہار نبوریؓ کی آپ پرخصوصی توجہ اور شفقت تھی ،ایک مرتبہ انگریزی جوتے پہنے ہوئے دیکھا تو فر مایا'' کیا کھوسڑ ہے ہے پہن رکھے ہیں؟''فر ماتے تھے کہ اس کے بعد انگریز ی طرز کے جوتے ایسے دل ہے اُترے کہ پھر پہننے کو دل ہی نہ چاہا۔ چنا نچ عمر مجرد لیں جوتے ہی استعال کئے۔

فراغت کے بعد حضرت سہار نپوریؓ بی کے علم سے پچھ عرصہ کے لئے حیدرآباد
دکن کے مدرسہ نظامیہ میں نائب شخ الا دب کے منصب پرخدمت کے لئے تشریف کے گئے
گرجلد بی وہاں کے ماحول سے ایسے برگشتہ ہوئے کہ حضرت سہار نپوریؓ کولکھا کہ آپ
مجھے واپس بلا لیجئے ۔ فرماتے سے کہ دہاں پیری ومریدی کا ایساز بردست ماحول تھا کہ آدمی کا
اس سے بچناممکن نہ تھا۔ جب وہاں تدریس کے لئے گیا تو لوگوں نے میرے ساتھ عظمت

وعقیدت کا وہ برتا کو شروع کیا جوغلور کھنے والے مُریدین اپنے پیر کے ساتھ کرتے ہیں ہو مجھے کچھ ہی عرصہ میں بیاحساس ہوگیا کہ اگر میں مزید کچھ وقت یہاں شہرار ہاتو ساراعلم غت ر بود ہو جائیگا اور میں صرف ایک پیربن کے رہ جاؤنگا چنانچے میں نے حضرت سہار نپورگ سے واپس بُلانے کی درخواست کی ، چنانچے حضرت ؓ نے مجھے واپس بُلا لیا اور مدرسہ مظاہر العلوم سہار نپور میں بحثیت مدرس میر اتقرر فرماد یا اور تدریسی کا م شروع ہوا۔

مظاہرالعلوم میں تدریس کا بیسلسلہ • کتابھ تک جاری رہا اس عرصہ میں آپ نے ہرعلم فنن کی کتابیں طلباء کو پڑھائیں اور تشنگان علوم کوسیراب کیا گر حضرت کی زیادہ شہرت ادب میں تھی اور طلباء ڈور ڈور سے استفادہ کے لئے حاضر ہوتے تھے۔

ای دوران ۲ میلا چی سپار نپورے رسالہ المظاہر اور پھر ۱۳۸۸ چی خود رسالہ دو بندار اور خادم سب پھی خود رسالہ دو بندار اور خادم سب پھی خود حضرت ہی تھے اور بے سروسامانی کے باوجود بہت استقلال اور ہمت کے ساتھ تدریک مصروفیات کے ہمراہ اِن رسائل کے ذریعے دعوت و تبلیغ اور علم و حکمت کی خاموش خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ حضرت سپار نپوری کے خاص شاگر داور کر ید باصفا تو تھے ہی مظاہر العلوم کے قیام کے دوران حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سے خصوصی عقیدت وارادت کا اور شخ الحدیث حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سے دموز ت کا تعلق بھی قائم ہوا۔ حضرت اپنی مجلسوں میں حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب کی در فرات تھے اور پریشانی وموز ت کا تعلق بھی قائم ہوا۔ حضرت آپی مجلسوں میں حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب کی در فراتے تھے اور پریشانی کی بازد کرفر ماتے تھے اور پریشانی کی بازد کرفر ماتے میں حضرت مولانا زکریا صاحب نے آپ کے ساتھ جو خصوصی تعلق رکھا اس کا بھی کئی بارد کرفر مایا۔

ببرحال ١٠ ١٣ نه مين حضرت مفتى صاحبٌ مظاهر العلوم سهار نيور سے تھانه

، بھون کی'' دکان معرفت'' یرمنتقل ہو گئے جہاں حکیم الامت مجدّ دالملّت حضرت تھا نویؓ کا َ آفَابِ عالمتابِ عارسُوعلم ومعرفت کی کرنیں بکھیرر ہاتھا۔ پی^{حضر}ت تھانویؓ کی علالت کا ز مانہ تھا۔حضرت مفتی صاحبٌ چونکہ حضرت تھانویؓ کے ایک طرح سے دامادیتھے اس لئے خلوت وجلوت میں حضرت بتھانویؓ کی صحبت کا شرف حاصل رہا ۔اس زمانہ میں حضرت تھانو گا سے ضعف کی بناء پر نہ صرف خطوط کے جوابات بطور املاء حضرت مفتی صاحبؑ ہے لکھواتے تھے بلکہ آنے والے استفتاء بھی آپ کے سپر دکرتے تھے، جن کے جوابات مفتی صاحبٌ لکھ کرحضرتٌ کی نظرے گذارتے تھے اور پھروہ فناوی روانہ کئے جاتے ، پیزمانہ حضرت مفتی صاحبٌ کی انتبالی مصرو فیت کا زیانه تقا ،حضرت تقانویؓ کی شب وروز خدمت کے ساتھ مدرسہ امداد العلوم میں تدریس ،اہم فتاویٰ کی تحریر اور قابل شحقیق مسائل کے حل کے ساتھ حضرت تھانویؓ کی خدمت میں آنے والے حضرات کی دیکھ بھال اس پرمشز ادتھی۔اسی دوران احکام القرآن عربی کی دومنزلوں کی تصنیف آپ کے سپر د ہوئی ،جس کا قصہ حصرت مفتی صاحبؓ خود سناتے تھے کہاوّ لا''احکام القر آن'' کی تصنیف کا کام حضرت مولا نا ظفر احمد عثمانی صاحبؓ کے سپر دہواتھا مگر جب وہ ڈھا کہ تشریف لے گئے اور کام میں تعویق ہوئی تو حضرت ؓ نے ارادہ فرمایا کہ بیکام اپنے احباب میں تقسیم کردیا جائے۔ چنانچہ آپ نے قرآن مجيد كي ايك آيت كالمنتخاب كياجس پرحضرت مولا ناظفر احمر عثاني صاحبٌ يبلي بي قلم أُثْهَا حِيكِ تقطى ، آپ نے وہ آیت مولا نامفتی محمد شفیع صاحبٌ اور مولانا ادریس صاحب کا ندھلوی کولکھ کر بھیجی کہ بطور نمونہ اس سے عربی زبان میں احکام قرآن مستنبط کر کے ہجیجیں ،اس زمانہ میں چونکہ میں (حضرت مفتی جمیل احمد تھانو کؓ) حضرت (تھانوی) کے خط املاء کروا کے روانہ کرتا تھا جب حضرتؓ نے یہ خطوط ان حضرات کو بھیجے تو مجھ ہے بھی فر مایا کہ: مولوی جمیل تم بھی اس پر لکھو! چنا چہ میں نے بھی حسب الحکم اس پر پچھولکھا ،أدھر أن

حضرات کی طرف ہے بھی جوابات آئے۔

حضرت نے دہ سب تحریری ملاحظہ فرمائیں اور حضرت مولا ناظفر احمد عثاثی کی سابقہ تحریر بھی ملاحظہ کی اور پھر فرمایا کہ بحمد اللہ سب حضرات بیاکام کر سکتے ہیں، چنانچے حضرت نے قرآن مجید کی پہلی دومنزلیس حسب سابق مولا ناظفر احمد صاحب کے پاس رہنے دیں، تعیسری چوشی منزل مولا ناشفتی محمر شفیع صاحب کے سپر د کم تعیسر دکی میزل مولا نامفتی محمر شفیع صاحب کے سپر د موئی اور ساتویں منزل مولا ناادریس صاحب ، کا ندھلوی گودی گئی۔

فرماتے تھے کہ حضرت تھانوی قدس سرہ کی زندگی میں بیہ کام شروع ہو گیا تھا مگر ابتدائی مراحلہ میں تھا کہ حضرت کا انقال ہو گیا۔ میں نے اپنے حصہ کی ایک جلد تحریر کی تھی کہ آنکھ کی تکلیف شروع ہوگئی چنانچہ کام رو کنایڑا تحریر شدہ جلد شروع میں میرے یاس رکھی ر ہی مگر جب حضرت مولا نا ظفر احمد صاحبٌ اور دیگر حضرات کے اجز اعظیع ہونے شروع ہوئے تو میں نے بھی اپناتح سرشدہ حصہ اُن حصرات کوروانہ کیا تا کہ وہ اسے ملاحظہ فر مالیں ۔ کیکن اِن حضرات کی رائے بیہوئی کہ میر تے تحریر شدہ مو دہ کاانداز چونکہ باقی حضرات کے تحربر شدہ متو دات ہے مختلف ہے اس لئے فی الحال اس کی اشاعت نہ کی جائے (حضرت مفتى جميل احمدصاحب تفانوي كامسؤ دهباقي حضرات كےمسؤ ده سےطویل بھی تھا نیز اس میں فقہی احکام پراکتفاءکرنے کے بجائے دوسرےعلوم ونکات بھی مفصل ذکر کئے گئے تھے جو حضرت مولا ناظفراحمه صاحبٌ اورحضرت مفتى شفيع صاحبٌ كے خيال ميں كتاب كے اصل موضوع'' دلائل القرآن علیٰ مسائل النعمان'' ہے باہر کی چیز تھے)اس طرح اس مسؤ دہ کی (۱) وقتی ضرورت کے تحت اس کی طباعت سوفر کی گئی تھی بعد میں مزید تعطل کا شکار اس لئے ہوئی کہ بہ نسخہ بہت باریک نکھا ہواتھا کا تب کے لئے اس کا پڑھنا مشکل تھا جب تک کہ کوئی اسکوتمل نقل نے کر لے الحمد للہ کہ یہ سعا دت اس ناکارہ کے حصہ میں آئی احتر نے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد اس کو کمل نقل کرنے میں کامیاب ہوگیا ے(خلیل احمر تھانوی)

iry.blogspot.com

اشاعت ممکن نه ہو تکی۔ (۱) یہاں تک کہ حضرت ؓ نے آخری زمانہ میں اپنامتو دہ حاصل کر کے اس کی تبییض اور تکمیل کا کام خود شروع فرمایا۔ دارالعلوم الاسلامیہ لا ہور کے مہتم اور آپ ؓ کے صاحبز ادے اور جلیل القدر عالم حضرت مولا نامشر ف علی تھا نوی صاحب مظلم نے اس مقصد کے لئے دارالعلوم میں آپ کے معاونین کا تقرر فرمایا اور کئی سال کی محنت شاقہ کے بعد بحد اللہ احکام القرآن کی بیتیسری اور چوشی منزل حضرت مفتی صاحب ؓ نے اپنی زندگی بعد بحد اللہ احکام القرآن کی بیتیسری اور چوشی منزل حضرت مفتی صاحب ؓ نے اپنی زندگی کے آخری ایا میں کمل کرلی۔ جواب زیرا شاعت ہے۔ (۱)

پاکستان بنے کے بعد حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھا نوی اپنی اہلیہ اور اہلیہ کی حقیقی والدہ حضرت چھوٹی بیرانی صاحبہ کے ہمراہ پاکستان تشریف لے آئے ، جہاں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب نور الله مرقدہ نے حضرت بیرانی صاحبہ کے خصوصی احترام کو محوظ رکھتے ہوئے انہیں وہ کو تھی الاٹ کروا کے دی جو حگام بالا نے حضرت مفتی محمد حسن صاحب کو دی تھی اور جو اُنکی نام الاٹ ہونے والی تھی (۲)۔ اس طرح حضرت مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہ نے شخے کے کمال عشق میں ان کی اہلیہ محتر مدے لئے ایک وسیع رہائش کا انتظام فرمایا ورحضرت مفتی جمیل احمد صاحب کا بحیثیت استاذ اور مفتی جامعدا شرفیہ میں تقرر فرمایا۔

جامعه اشر فیدلا ہور اس وقت حیار بڑے اکابر کا مرکز تھا ،حضرت مفتی محمد حسن

(۱) احتر نے سورۃ ہوئی ہے۔ سورۃ گل تک تیسری مزل کمل تقل کر کے مطرت مقتی صاحب کود کھائی جسمیں الحداثہ سورۃ ہوئی ہے جلد طبع ہوگی اور سورہ ہو دے سورۃ کی تیسری مطرت مقتی صاحب
نے ادارہ بھی بیٹے کر کمل کر لیتھی ابھی کمپوز ٹیس ہوئی اس پر کام جاری ہے۔ سولانا تغفر احمد ساحب شانی کی دوسری منزل تصنے ہوئی ہے تھی مولانا مشرف علی تھا نوی صاحب نے مطرف ہو تھی ہے تھی مولانا مشرف علی تھا نوی صاحب نے مطرف اقدی مفتی سیدع بدالشکور صاحب ترقدی ہے اس کی بھی تھیل کرائی ہو کمپوز ہو تھی ہے آجکل تھی ہے کہ مراحل میں ہے موالانا اور لیس صاحب کا مرحلوی کی ساتویں منزل کا ایک تھملہ بھی مفتی عبد الشکور صاحب نے تھی والیا ہے کہوز تھی کہوز تھی ہو کہوں ہو ہو کہوں ہو ہو کہوں کو اس کو کہوں ہو کہوں

صاحبٌ ، حضرت مولانا رسول خان صاحبٌ ، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کا ندهلوگُ اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کا ندهلوگُ اور حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھا نوگ ۔ إن جاروں اکابر کی محنت ، اخلاص ، فنائیت ، وسعت علم اور تقوی کی بدولت جامعه اشر فیہ پورے پاکستان میں جلد ہی علم دین کا اہم ترین مرکز بن گیا۔

حضرت مفتی صاحب وشروع سے عربی اردوادب کا خاص ذوق تھا۔ مظاہرالعلوم سہار نپور میں بھی ان کے دیوان متنی حماسہ وغیرہ کے درس کا شہرہ تھا، جامعہ اشر فیہ لاہور میں بھی وہ شہرت برقر ارربی اور اس کے ساتھ فقہ تغییر اور حدیث کی بڑی کتابوں کی تدریس رہی جس سے بلامبالغہ سینکڑوں طالب علموں نے استفادہ کیا۔ تدریس کے آخری دور میں ابوداؤد شریف اور بیضاوی کا درس کا فی عرصہ حضرت کے پاس رہا (جس کے ساتھ دارالافاناء کی کمل ذمہ داری بھی حضرت ہی کے سپر دھی) اس زمانہ میں اگر کوئی حضرت سے بوچھتا کہ حضرت کیا بڑھاتے ہیں تو فرماتے الف با (بعنی الف سے ابوداؤد اور ب سے بیشاوی)۔

اس کے بعد آخر میں صرف ابو داؤد شریف حضرت ؒ کے پاس رہ گئی اور جممہ اللہ ۱۳۸۹ھ میں احقر کوجھی حضرت ؒ ہے ابو داؤد شریف پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

۹ ۱۳۷۱ میں دل کی تکلیف اور دوسرے عوارض کی وجہ سے تدریس کا سلسلہ جو تقریب کا سلسلہ جو تقریب کا سلسلہ جو تقریباً تقریباً ۴۸ سال تک قائم رہا موقوف ہو کر صرف دارالا فقاء کا مشغلہ رہ گیا جوآخری سانس تک جاری رہا۔

انداز تدريس

حضرت کا انداز تدریس مظاہر العلوم سہار نپور کے رنگ پر تھا ،طویل بحثیں یا

ry.blogspot.com

محققانہ کلام کے بجائے حل کتاب پرزورہوتا۔ چھوٹے چھوٹے جملوں کے ذریعے الجھے ہوئے مسائل حل فرماتے ،اورسوال کی تشریح کے بجائے حدیث کی تشریح اس انداز سے فرماتے کہ سوال ہی پیدانہ ہوتا۔ اس لئے حضرت کے درس سے حجے استفادہ کرنے اور اسکا لطف اُٹھانے کے لئے ضروری ہوتا کہ آ دمی ہمہ تن متوجّہ ہوکر بیٹھے حضرت کے کلمات کوغور سے سے تاکہ اندازہ ہوکہ کس جملہ سے کس تحقیق کی طرف اشارہ ہے اور کس جملہ سے کون سا سوال دور ہوا ہے ؟۔

حضرت کے ای انداز تدریس کی بناء پران کے درس میں کتاب کی رفتار جرت انگیز حد تک تیز ہوتی تھی ،حضرت ہالعموم کتاب کے صفحات کو پورے سال کے دری ایا م پر تقسیم فرما کر ہرروز کی مقدار متعین کردیتے اور کوشش کرتے کہ وہ مقدار روزانہ لاز ما پوری ہوجائے ۔ای لئے حضرت کے یہاں جلالین اور ابو داؤد جیسی کتب کے روزانہ کئی کئی صفحات پڑھے جاتے اور بالعموم کتاب سال سے پہلے ہی ختم ہوجاتی۔

تحريرى خدمات

حضرت مفتی صاحب شروع میں فتوی کے آدی نہ تھے۔مظاہر العلوم سہار نپور
میں طویل عرصہ تک حضرت تدریس ہی ہے وابستہ رہے۔گرتر یرکا خاص ذوق وشوق تھاای
لئے ۲ سے البھ المظاہر "اور ۱۸ سے میں رسالہ" دیندار" کا اجراء فر مایا جس کے
طابع ناشر تاجر سب خود ہی تھے ان رسالوں کے لئے طویل طویل مضامین اور نظمیس حضرت "
خود تحریر کرتے جن کے ذریعے مختلف جہات ہے دین کی دعوت و بلنے کا فریضہ انجام دیا
جاتا تحریر میں حضرت کا خاص رنگ تھا کسی بھی موضوع پر دلائل کا انبار لگادینا حضرت " کے
لئے کوئی مشکل نہ تھا حضرت "بالعموم تحریر شروع کرتے وقت ہی طے فر ما لیتے کہ مجھے اس میں

اتنے مثلاً ہیں یا تمیں یا چالیس دلائل ضرور دینے ہیں (اور عام طور سے دلائل کی تعداد چالیس ہے کم نہوتی)اور پھر حضرت مختلف جہات سے دلائل کی وہ مقدار پوری فر مادیتے تھے۔

لہذا حضرت کی تحریر میں عام اور سامنے کے موضوعات پر بھی دلائل کی خوب کشرت ہوتی تھی۔ جن میں نعلّی دلائل بھی ہوتے اور عظی بھی ،آیات بھی ہوتیں اور احادیث بھی ،اور ان میں قار کین کے لئے بالعموم اور بعد میں آنے والوں کے لئے بالحضوص علم وحکمت کا بڑا سامان ہوتا۔

پاکتان آنے بعد بھی مضامین کا بیسلسلہ مسلسل ہی جاری رہا نخدام الدین 'صوت الاسلام' پیام اسلام' ترجمان اسلام' وغیرہ رسائل میں حضرت کے بیسیوں مضامین مختلف موضوعات پرطبع ہوئے مگر افسوں کہ وہ مضامین طبع ہوکر منتشر ہوگئے ،حضرت نے تو کمال تواضع اور فنائیت کے پیش نظر اس کی نقل رکھنی بھی گوارانہ کی ،اُدھراس زمانہ میں فوٹو اسٹیٹ کا بھی رواج نہ تھا۔ اس کا نتیجہ بیہ ہے کہ بیسب مضامین حضرت مفتی صاحب کے فوٹو اسٹیٹ کا جمی رواج نہ تھا۔ اس کا نتیجہ بیہ ہے کہ بیسب مضامین کا حصول ایک کھن مرحلہ ہے (وفق الله تعالیٰ له من بیندآء) ۔

افتاء کے کام کی ابتداء

۱۰ اسامی میں محکیم الامت مجد دالملت حضرت مولا نااشرف علی تھانوی قدس سره کی علالت کا آغاز ہوا تو ان کی ایماء پر حضرت مفتی صاحب تھانہ بھون تشریف لے گئے، حضرت مفتی صاحب کی ماجبز ادی اور مجد د الملت حضرت مفتی صاحب کی ماجبز ادی اور مجد د الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رہیہ تھیں اس لئے حضرت مفتی صاحب کی حیثیت داماد کی بھی تھی اور صاحب ادراس عرصہ میں حضرت مفتی صاحب تھانوی قدس

ury.blogspot.com

سرہ کے خدمت گذارر ہے خلوت اور جلوت میں ان کے دست و بازور ہے۔ حضرت تھا نوی
رحمۃ اللّٰہ علیہ اپنے نام آنے والے خطوط کے جوابات حضرت مفتی صاحب گواملاء کراتے
نیز بہت سے فقہی مسائل کے جوابات مفتی صاحب سے تحریر کرواتے جو حضرت کی نظر ثانی
کے بعدروانہ کئے جاتے تھے۔ (۱) حضرت سہار نپوری کی طویل صحبت کے بعد حضرت
تھا نوی کی اس خدمت اور صحبت نے مفتی صاحب گودو آتھ کردیا۔

تدریمی اورتحرین صلاحیت کے ساتھ اب فقد اور نصوف کی صلاحیتیں بھی اجاگر ہونی شروع ہوئیں ۔ ۱۲ساھ میں حضرت تھانوی کا انقال ہوا جس کے بعد تحریک ہونی شروع ہوئیں ۔ ۱۷ساھ میں حضرت تھانوی کا انقال ہوا جس کے بعد تحریک پاکستان میں بھی حضرت مفتی صاحب ؓ کی علمی اور تحریری شرکت رہی ۔ پاکستان بنا تو محت ایم حضرت مفتی صاحب ؓ پاکستان تشریف لائے پھر تاوم زیست ۴۵ سال تک جامعہ اشر فید کے دارالا فقاء میں مسلسل اور انتقک طور پرفتوی کی خدمت انجام دی جو بلا شبہ جامعہ اشر فید کے دارالا فقاء میں مسلسل اور انتقک طور پرفتوی کی خدمت انجام دی جو بلا شبہ جامعہ اشر فید کے لئے باعث برکت وشہرت بنی اور سینکٹروں نہیں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد نے کسب فیض کیا۔

حضرت مفتی صاحب بہت متواضع غریب المز اج ہونے کے ساتھ انتہائی درجہ کے خود دار تھے، ہمیشہ غربا فقراء کی طرح زندگی گذاری لیکن خود داری اور استغناء کا عالم بیتھا کہ اگر کسی شخص کی طرف ہے ذراسی لا پرواہی اور ہے اعتبائی دیکھتے تو اس کے ساتھ دیکئے استغناء کا معاملہ کرتے۔ اسی تواضع اور خود داری بلکہ ان دونوں باتوں ہے بھی بڑھکر فنائیت کا ملہ اور ثواب باتوں سے بھی بڑھکر فنائیت کا ملہ اور ثواب باتوں سے بھی بڑھکر فنائیت کا ملہ اور ثور داری جذبات کے تحت انہوں نے اس بات کی بھی کوشش نہیں

(۱) اس زمانے میں لکھے گئے فتاوی کو مصرت مفتی صاحب نے خودا کیک رجنر میں نقل کیا جوا کیک معتدبہ مجموعہ بن گیا جس کا نام تھیم الامت مجد دالملت مولا نااشرف علی تھا نوگ نے تمیل الفتاویٰ تجویز فر مایا۔ احتر کے پاس وہ محفوظ ہےاوراحقر آئے کل اس کی ترتیب وتخ تنج میں مشغول ہے جوالحمد للہ تھیل کے مراحل میں ہے۔ خلیل احمد کی کہ ان کے لکھے فاوی کاریکارڈ قائم کیا جائے اور وہ محفوظ ہوتے چلے جائیں ،اسے مفتی صاحب کی کہ ان کے لکھے فاوی کاریکارڈ قائم کیا جائے اور اور محفوظ ہوتے چلے جائیں ،اسے مفتی صاحب کے فاوی کا مطلقا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا گیا۔اور اب جولوگ مفتی صاحب کے فاوی کوجمع کرنے کی خواہش رکھتے ہیں ان کے پاس اس کے سواکوئی چارہ نہیں کہ وہ مختلف فر رائع سے ان فاوی کو مختلف اشخاص اور مختلف رسائل سے حاصل کریں ۔البتہ حضرت مفتی صاحب کے چھے مرصہ دار العلوم الاسلامیدلا ہور ہیں افقاء کی خدمت انجام دی تو اس زمانہ کے فاوی غالباً ایک رجٹر ہیں محفوظ ہیں۔(۱)

اندازفنوى

حضرت مفتی صاحب "عام مسائل کا جواب مختصر عطا فرماتے جس سے سائل کو مسئلہ معلوم ہوجائے ، دلائل اور حوالوں کی فکر نہ فرماتے ، کیکن جن مسائل میں سوال کرنے والے کو تحقیق ہی مطلوب ہوتی یا حضرت مفتی صاحب "اس میں تفصیل مناسب سمجھتے تو پھروہ فتو کی خوب شرح وبسط کے ساتھ لکھتے جن میں بالعوم دلائل سات ، دس ، ہیں اور جالیس کی تعداد میں ہوتے تھے ۔ ان ولائل میں نفتی اور عقلی دلائل دونوں قتم کے دلائل ہوتے ۔ شرعی دلائل کو عقلی تحکمتوں اور مصالح ہے ٹا بت کرنے کا مفتی صاحب و خاص ملکہ تھا اور فتو گا کے اندراس معاملہ میں ان کا کوئی ٹانی نہ تھا چنانچہ ان کے مبسوط فتا و کی عقلی تحکمتوں اور مصالح ہے بھر یور ہوتے تھے۔

⁽۱) احقر نے اس سلسلے میں مختلف احباب کوخطوط لکھتے ہیں کہ اگر کئی کے پاس حضرت کے پچھے فتا وی موجود ہوں تو ارسال کردیے جا ئیں اس سلسلے میں الحمد للہ احباب نے خاطر خوا ہ تعادن کیا ہے۔ اور پانچ پانچ سوسفحات پرمشمنل تقریبا و وجلدوں کامواد جمع ہو چکا ہے جس کی تر حیب میں احقر مشغول ہے۔ تھانہ بھون کے مجموعہ کے بعد انشاء اللہ اس کو بھی طبع کیا جائے گا۔

فتوى ميںاحتياط

حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی قدس سرہ فتو کی لکھنے اور مسئلہ بتانے میں غیر معمولی احتیاط فرماتے احتر سے باربار فرمایا کہ میں مقلّد ہوں اور سلف صالحین کی تحقیق کا پابند ہوں۔ دیفرماتے کہ ہم مفتی نہیں ہیں ہم ناقل فتو کی ہیں۔ اکا رنے جو پچھتح ریفر مایا ہے اُسے آگاہ کردینا ہم اور بس۔

اس کمال احتیاط کی وجہ سے حضرت مفتی صاحب بخقہی کتب کی عبارات سے سرِ موانح اف نہ فرماتے نابالغہ کے نکاح میں سوء خیار کا مسئلہ در پیش ہوا تو مفتی صاحب ؓ نے شامی کی عبارت سے ہمنا پہند نہ فرمایا حالا نکہ علا مہ شامی گنے اُسے بطوراصول نہیں بلکہ جزئیہ تخریر فرمایا تھا لیکن حضرت مفتی صاحب کا خیال تھا کہ شامی کے اس جزئیہ کی مخالفت بھی کم از کم میرے لئے درست نہیں۔

اكابر كيمل يرنظر

حضرت مفتی صاحب قدس سرہ بارباراس کی بھی تاکید فرماتے کہ کتابوں کے ساتھ اپنے اکابر علماء اور فقہاء کے ممل پرلاز با نظرؤنی چاہئے ،حضرت مفتی صاحب پورے جزم بمل اعتاد اور بھر پوریفیین کے ساتھ یہ بات ارشاد فرماتے کہ ہمارے اکابر کاممل ہمیشہ راجح پررہا ہے اگرا کابر کاممل بظاہر عام کتابوں میں ذکر کردہ مسئلہ پرنظر نہیں آرہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کتابوں میں ذکر کردہ مسئلہ پرنظر نہیں آرہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کتابوں میں ذکر کردہ مسئلہ مرجوح ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ اس کی مثال دیتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ اقامت میں حیعلتین (۱) کے وقت دائیں بائیں جانب منہ کانہ پھیرنا رائج ہے اور اس پر ہمارے ا کابر کا

⁽١) على الفلاح كت وتد

عمل رہاہے(۱)اورزیلعی علی الکنز کے حاشیہ میں اس کی تصریح بھی ہے۔

ای لئے حضرت مفتی صاحب قدس سرہ ان مفتیان کرام کی تحقیق پر اعتاد نہ فرماتے جن کامبلغ علم صرف کتب ہو تیں اور جوا پی تحقیقات کے سامنے اکابر کا تعامل با سانی روکر دیتے ہیں۔ مفتی صاحب نے اپنے اسی طرز فکر کی بناء پر اپنے ہے کم عمر ایک معاصر صاحب فتو کی کے فناوئی کی جلدوں پرصاف لکھ رکھا تھا کہ عبارات کے معاملہ میں ان صاحب کے حوالہ پر اعتماد کیا جاسکتا ہے لیکن ان کی اپنی تحقیق پر فتو کی دینا درست نہیں۔ مفتی صاحب کے حوالہ پر اعتماد کیا جاسکتا ہے لیکن ان کی اپنی تحقیق پر فتو کی دینا درست نہیں۔ مفتی صاحب نوٹو کی کتابوں پر صاحب نان صاحب فتو کی کتابوں پر خوب نظر ہے مگران کا جوفتو کی اکابر کے خلاف ہوتا ہے دہ ہرگز قابل اعتماد نہیں (او کما قال)

فتوى ميں حضرت مفتی محمر شفیع صاحب ٌ پراعتاد

حفزت مفتی جمیل احمد صاحب ٌ حفزت مفتی محمد شفیج صاحب قدس سرہ کا بہت احترام فرماتے ۔ کئی باراحقر سے فرمایا کہ حفزت مفتی صاحب ؓ کٹو کا کا ہا ٹیکورٹ تھے۔ إدھر اُدھر سے جومسئلہ لکھا جاتا آخری فیصلہ حضزت مفتی صاحب ؓ کے یہاں ہوتا تھا۔

مفتی صاحبؒ اپنے ذاتی مسائل اور ذاتی معاملات میں بھی اپنے آپ ہے فتویٰ لینے کے بجائے اس تم کے معاملات میں حضرت مفتی محمد مفتع صاحب قدس سرہ کو خط لکھتے اور جو جواب آتااس پڑمل فرماتے (۲) (پیرحضرت مفتی صاحبؒ کی بے فسی ، دین میں احتیاط

(۱) ال مسئلہ کے بارے میں میں نے حضرت ہے ہیں سنا ہے کہ مظاہر العلوم سہار نبور ، قعانہ بھون اور دیو بند میں ہم نے اپ سب اکا ہر
کوائی بھل کرتے دیکھا ہے بطیل (۲) پہنا نجے گولڈ مگ دوڈ کی کوئی جوکلیم میں الاٹ ہوئی تھی اور حکومت نے تو سیح کنگارام کے تحت جر ا
اکوائر کی تھی اس سلطے میں ایک دوسال حکومت کے خلاف عدالت میں کیس بھی کیا حکومت نے رقم بینک میں بھی کرادی کیس چانار با جب
فیصلہ ہوا تو اس وقت تک اس رقم پرستر بزار انٹرسٹ کے نام سے مزید اضافہ ہو پھی تھا منتی ساحب کو اشکال ہوا کہ بیر آ و بطاہر اصل
قیصلہ ہوا تو اس وقت تک اس رقم پرستر بزار انٹرسٹ کے نام سے مزید اضافہ ہو پھی تھا منتی ساحب کو اشکال ہوا کہ بیر آ
تیست سفا تھ ہے میرے لئے اس کالیمنا جائز نہیں ۔ مختف حاری سے استغناء کیا گیا سب نے جواز کا فتو کی دیا کہ جب آ پ نے مفتی صاحب کے فتو کی پر ممل
آ ب اس کے مالک نہیں اس پر اضافہ سو فیس مفتی شفیع صاحب نے تکھا کہ احتیاط نہ لینے میں ہے آپ نے مفتی صاحب کے فتو کی پر ممل
کرتے ہوئے ستر بزار کی فطیر رقم کو چھوڑ کرا ہے آپ کوشہ جرام سے بچایا۔ خلیل

اوراینے اکابر پراعتاد کی ایک ادنیٰ مثال ہے)

جب حفرت مفتی شفیع صاحب قدس سره کاانقال ہواتو پورے ملک بلکہ پورے عالم اسلام میں اس سانحہ کومحسوں کیا گیالیکن حضرت مفتی صاحب نے اس حادثہ کی خاص تکلیف محسوں کی ۔ ان دنوں میں احقر کی موجودگی میں ایک صاحب نے حضرت مفتی جمیل احمد صاحب کے سامنے اپنے تا ٹرات کاذکر کیا کہ حضرت مفتی شفیع صاحب کے انقال سے بڑا نقصان ہوگیا ہے ۔ حضرت مفتی جمیل احمد صاحب کے دریتو سنتے رہے پھر ایک خاص بڑا نقصان ہوگیا ہے ۔ حضرت مفتی جمیل احمد صاحب کے دریتو سنتے رہے پھر ایک خاص کیفیت میں فربایا

'' تمہارا کیا نقصان ہوا ؟ تمہیں کوئی مسئلہ معلوم کرنا ہو ہم ہے معلوم کرلیہنا ، نقصان تو ہمارا ہو ہے کہ ہمیں اب مسئلہ معلوم کرنا ہوگا تو کس سے کرینگے؟''

صدرایوب خان مرحوم کے زمانہ میں ایک مرتبہ رویت ہلال کا مسئلہ پیش آیا آخر
شب میں حکومت نے چاند کا اعلان کر دیا۔ شہادتیں ناکا فی تھیں۔ فیحرکی نماز کے بعد احقر
اپنے والد ماجد مولا ناز کی کیفی مرحوم کے ہمراہ جامعداشر فیہ حاضر ہواتو مدرسہ کے دفتر میں جو
ائس وقت مسجد کے حوض کی بالائی سطح پر تھا علاء جمع تھے ، حضرت مولا نا عبید اللہ صاحب
مؤلانا مفتی جمیل احمد صاحب تھا نوگ تشریف رکھتے تھے ، لوگوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ باہر
مؤلانا مفتی جمیل احمد صاحب تھا نوگ تشریف رکھتے تھے ، لوگوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ باہر
مولانا ادریس صاحب کی بحر مارتھی لوگ مہتم صاحب حضرت
مولانا ادریس صاحب کی کمرف اشارہ کردیتے حضرت مولانا ادریس صاحب فرماتے کہ
مولانا ادریس صاحب کی طرف اشارہ کردیتے حضرت مولانا ادریس صاحب فرماتے کہ
بھائی میتو شرعی مسئلہ ہے ہی بیس تو مفتی صاحب کی بات بھے گی اور مفتی جمیل احمد صاحب کی
طرف اشارہ فرمادیتے ۔ مفتی صاحب فرمات کے کہ حکومت جانے اوراس کا مسئلہ میں بہر حال
طرف اشارہ فرمادیتے ۔ مفتی صاحب فرمات کی حضرت مفتی شفیح صاحب قدس

سرہ سے بات ہوئی اور پھر ہالآخر مسئلہ کا صاف اعلان کر دیا گیا۔ اندازِ تحریر

حضرت مفتی صاحب کی تحریراور زبانی عبارت بالعوم مختصراور حشو و زوا کدسے خالی ہوتی تھی بلکہ بعض مرتبہ اختصار کی بناء پر مخاطب کے لئے بات سجھنا مشکل ہوجاتا تھا۔ ۱۳۹۹ء میں آ نکھ میں موتیا ہوجانے کی وجہ ہے آ نکھ بنوانی پڑی اور اس کے بعد بینائی کا موٹا چشمہ دگا ناپڑا اس کی وجہ سے مفتی صاحب کو اپنی تحریر شدہ عبارت موثی نظر آتی مگر وہ باریک ہوتی تھی کے چوتو حضرت مفتی صاحب کی عبارت مختصر، نیز شروع سے مفتی صاحب طبعی طور پر باریک خط میں تحریر کرتے تھے جس کے الفاظ قریب قریب ہوتے بعد میں آ نکھ بنوانے کی وجہ سے خط اور زیادہ ففی ہوگیا علاوہ ازیں ضعف کی وجہ سے نقطے اور شوشے بکشرت رہ جاتے وجہ سے خط اور زیادہ فنی ہوگیا علاوہ ازیں ضعف کی وجہ سے نقطے اور شوشے بکشرت رہ جاتے سے اس لئے مفتی صاحب گئے ہر کر دہ عبارت پڑ ھنامشکل ہو جاتا تھا۔

احقر ایک مرتبه حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھا نوی گی کوئی تحریر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سر وکی خدمت میں لا ہور ہے کراچی کیکر حاضر ہوا۔ حضرت مفتی صاحب قدس سر و نے سریر ہاتھ در کھ کرفر مایا۔ارے بھائی میں یے تحریر کیسے پڑھوں؟

آخر حیات میں حضرت مفتی صاحب " نے برادر عزیز مسعود اشرف سلمۂ کو'' اصلی نماز'' کے نام سے ایک تحریر لکھ کر دی اور تاکید فرمائی کہ اِسے جیبی سائز میں چھاپ دواس کے استے (غالبًا دویا تین ہزار) نسخے میں خود خرید کرتقسیم کرونگا۔ مسعود میاں سلمۂ نے پڑھنے کی کوشش کی مگر نہ پڑھی گئی کا تب نے کوشش کی مگر اس کے قابو بھی نہ آئی نتیجہ یہ کہ حضرت مفتی صاحب " کی یہ تحریران کی خواہش اور اصرار کے باوجود طبع نہ ہو تکی انتقال کے بعد احقر نے کوشش کی اور اسے صاف کاغذ پر منتقل کیا جہاں احقر کو بھی بچھ بچھ نہ آیا تو قریب ترین

ury.blogspot.com

الفاظ ہے اس تحریر کو کمل کیا۔ بیرسالہ بحد اللہ زیر طبع ہے اللہ تعالیٰ اے حضرت مفتی صاحب ً اور احقر کے لئے صدقہ جاربیہ بنادے۔ آمین۔

عجیب بات بہ کے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی عین مسلسل تحریری کام کیا۔ وہ تقریر کے نبیل تحریر کے آدمی تھے، ان گنت نآوی ان کے قلم سے جاری ہوئے بیشار مضامین اور عربی اردو فاری نظمیس انہوں نے تصیس جومعروف دینی رسائل عیں طبع ہو میں اور جیسا کہ شروع میں تحریر کیا''المظاہر، دیندا'' تو خودان کے اپنے جاری کردہ رسائل تھے جوان کے اپنے مضامین سے پُر ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ پاکستان میں'' خدام اللہ بن، ترجمان اسلام، صوت الاسلام، پیام شرق، البلاغ'' اور متعدد دینی رسائل میں ان کے علمی مضامین چھپتے رہے۔ گر جب حضرت مفتی صاحب کا انتقال ہوا تو ان کے پاس نہ اپنے مضامین چھپتے رہے۔ گر جب حضرت مفتی صاحب کا انتقال ہوا تو ان کے پاس نہ اپنے مضامین کے اصل مسودات تھے اور نہ مطبوع رسائل سلف کیسی عبدیت و فنائیت، اپنے مضامین کے اصل مسودات تھے اور نہ مطبوع رسائل سلف کیسی عبدیت و فنائیت، اپنے مضامین کے اصل مسودات تھے اور نہ مطبوع رسائل سلف کیسی عبدیت و فنائیت، اپنے کمال تو اضع اور بے فلکھا اللہ تعالی کی رضا کے لئے لکھا۔ اور پھر اللہ بی کے پر دکر دیا۔ اس لله ما احلے اور ا

احقر نے ان کی خواہش پر ان کی زیر نگرانی سلمان رشدی کے فتنہ ارتداد کے سلسلہ میں تو بین رسالت اور اس کی سزا پرستر ای صفحات کا ایک مضمون مرتب کیا تھا جس کی عبارات احقر نے جمع کی تھیں ان کا ترجمہ بھی احقر بی نے کیا تھا اور باقی مضمون حضرت مفتی صاحب کا تھا۔ احقر کی حیثیت ناقل کی تھی اصل فتوی حضرت کا تھا۔ یہ ضمون ما ہنا مہ'' الحسٰ''

⁽۱) احقر نے اب تک معزت مفتی سا دب کے بہتر مقالات ومضامین اور ؤ حائی بزارے زائدار وواشعار اور چارسوے زائد ہر ٹی اشعار جمع کر لئے جیں جوالت شا وافذ کتائی شکل میں شائع کے جائیں گے۔ جن میں سے بچھ جیپ چکے جیں ولائل و جوب قربانی مقالات میرت چار مقالے ۔ اور زیرنظر کتاب مقالات قرآئی کے آٹھ مقالے ۔ عربی اشعار پرایم ۔ اے کا مقالہ مولوی رشید احمد سلّمۂ بن قاری احمد میاں تقانوی نے تکھا ہے۔

ک ایک اشاعت میں طبع ہوا تھا۔ حضرت کے انقال سے پھے عرصة بل احقر نے چاہا کہ کم از کم حضرت مفتی صاحب کا بیا ایک مضمون ہی کتابی شکل میں طبع ہوجائے چنا نچہ احقر نے اسے ترتیب دے کر''تو بین رسالت اور اس کی سزا'' کے نام سے طبع کرنے دیا۔ مگر قدرت کا کر شمہ کہ بیہ کتاب بھی حضرت کے انقال کے ایک ہفتہ بعد ہی طبع ہو کر آئی۔ احقر کو ایسا معلوم ہوا کہ جسے حضرت مفتی صاحب نے اپنی زندگی میں اس دنیائے دنی سے کوئی جزاء نہ لینے کا تہیہ کیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے حق تعالی شانہ نے ان کے سب کا موں کا پورا پور ااجر احتراء بما آخرت کے لئے ذخیرہ فرمادیا۔ جبزاہ اللہ تعالی میں عیدہ خیر الجزاء بما ھو أبيله

حضرت مفتی صاحب کے انقال کے بعد ان کے سب سے بڑے صاحبزادہ استاذ محتر م حضرت مولا نامشر ف علی تھانوی صاحب مظلیم اور سب سے چھوٹے صاحبزادہ عزیز مولا ناخلیل احمد تھانوی سلم ہم اللہ نے حضرت کے آٹر کوجمع کرنے کا بیڑ ااٹھایا ہے اور جناب خلیل میاں بہت تندی سے بیکام کررہے ہیں۔امیدہ کدانشاء اللہ حضرت کے بیہ بنا بر ومعارف جمع ہوکر سامنے آئیں گے توامت کے لئے بہت نفع کی چیز ہوگی ۔ خلیل میاں کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ وہ مفتی صاحب کے آخری سالوں میں ان کے دست و باز و بین سعادت بھی حاصل ہے کہ وہ مفتی صاحب کے آخری سالوں میں ان کے دست و باز و بین سے برے برے بلکہ بلا مبالغد انہوں نے مکمل اوب پوری سعاد تہندی اور حکمت و دانائی ہے اپنے والد کی ایسی خدمت کی ہے جس کی مثال کم از کم احقر کے سامنے نہیں ۔ امید ہے کہ اپنے والد کی بیر مجب بھری جسمانی خدمت انشاء اللہ اب کیلئے روحانی اور علمی خدمت کا پیش خیمہ کی بیر مجب بھری ۔

مسكنت اور بے نفسی

الله تعالی جل شانه نے احقر کومحض اپنے فضل و کرم خاص سے اولیاءاللہ اور اپنے

زمانہ کے اکابرعلاء کی خدمت میں حاضری اور صحبت سے بلا استحقاق نواز ااور حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں تو بہت حاضری رہی۔ بلکہ حاضر باش رہا۔ احقر نے حضرت مفتی جمیل احمرتھانوی صاحب (اور حضرت مولانا محمد اور ایس کا ندھلوی) کے یہاں بنفسی مسکنت اور دنیا سے ول اٹھ جانے کی خاص کیفیت عجیب وغریب محسوس کی ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے والد کا بچپن میں انتقال ہوگیا تھا۔ والدہ ، بہنوں اور چھوٹے بھائی مولانا محمد احمد تھانوی (مہتم و بانی جامعہ اشر فیہ کھر) کی کفالت انہیں کے سرتھی پھر غربت وافلاس کے دور دورہ رہا۔ اس لئے مفتی صاحب نے بڑی مشقت کی زندگی برداشت کی اور بہت کا دور دورہ رہا۔ اس لئے مفتی صاحب نے بڑی مشقت کی زندگی برداشت کی اور بہت تکلیفیں اٹھا کرعلم دین کابر چم تھا ہے رکھا۔

شادی کے بعد بھی بعض اقرباء و متعلقین کی طرف ہے تکوینی طور پردل ٹوٹے کے ایسے واقعات چیش آئے جس سے حصرت مفتی صاحب کی طبیعت پر غیر معمولی اثرات پڑے، پھر جن ادارول سے ان کا تعلق رہا وہاں بھی ان کی ہمت افزائی کم ہوئی بلکہ عدم تعاون کا عمل زیادہ جاری رہا اس طرح انہوں نے تقریبا پوری زندگی تنہا گزار دی اس تنہائی میں ان کی عملسار ومونس وہ ذات باری تعالی حس کی پناہ ہر مسکین وغریب کیلئے سر ورقلب ونظر ہے۔

حضرت مفتی صاحب آخرشب میں تین چار بچے اٹھ بیٹھتے تھے بس وہ ہوتے اور ان کا پروردگار بعد میں دن بھروہ ہوتے اورمسلسل دینی کام ۔مفتی صاحب روزانہ پیدل یا

بس کے ذریعے پہلے گولڈنگ روڈ نز دگنگا رام کے گھرے جامعہ اشر فیہ نیلا گنبدتشریف لاتے، پھر جب ماڈل ٹاؤن تشریف لے گئے تو وہاں ہے سلم ٹاؤن جامعداشر فیہ بس کے ذر بعے تشریف لاتے اور بس کے ذریعہ ہی واپس جاتے تھے۔ایک پرانے کپڑے کے بیڑہ میں چند سکےان کے پاس ہوتے تھے جن کے ذریعے وہ بس کا کرایہادا کرتے تھے۔شدید گرمی کے زمانہ میں وہ ساری دو پہر دارالا فتاء میں گز ارتے تھے۔الی گرمی میں چند پیپول کا برف منگوا کرایک برانے تھر ماس میں وہ برف رکھتے تھے اس تھر ماس میں تھوڑا سایانی ڈال کر نکالتے ایک اجلے کٹورہ میں یانی نکال کراس ٹھنڈے نے بستہ یانی کو گھونٹ گھونٹ بی كرختم كرتے ـ بيغالبًاان كى سب سے بڑى عياشى تھى _جس كے وہ عادى تتے ـ ورنہ جائے یا اور دوسری چیزوں ہے انہیں کوئی خاص رغبت نہیں تھی۔عصر کے بعدوا پس بس کے ذریعے ہی گھر روانہ ہوتے ہم بھی بھار کوئی صاحب اسکوٹر پر حضرت کو ماڈل ٹاؤن لے جاتے تو مشقت تجحيكم بوجاتى آخر حيات مين ضعف زياده بوگياتو جامعهاشر فيه كے تنظمين كوحضرت کولانے اور بیجانے کیلئے مدرسہ کی کار کا بند وبست کردیا جوحضرت کولاتی اور لے جاتی تھی جس کے بعد حضرت مفتی صاحب کی یہ مشقت ختم ہو گیا۔

ابتدائی زندگی میں حضرت کے ذرائع آمدنی نہ ہونے کے برابر تھے بچ بھی زیر تعلیم تھے اس لئے مفتی صاحب کا ہاتھ تنگ تھا البتہ بعد میں صاحبز ادگان ماشاءاللہ اپنے یاؤں پر کھڑے ہو گئے تو وسعت ہوگئی۔

آخر حیات میں فرماتے کہ'' مجھے زندگی بھریہ خواہش رہی کہ میں شامی کا ایک نسخہ
زاتی طور پراپنے لئے خریدوں اس کی اس طرح جلد بندی کرواؤں کہ ہر صفحے کے بعد ایک
صفحہ سفید کاغذ لگا ہو۔ پھر ہر مسئلہ ہے متعلق شامی کے علاوہ دوسری کتابوں میں جو پچھ لکھا
ہودہ شامی کے سامنے قال کردوں تا کہ اس مسئلہ ہے متعلق تمام پہلوا یک جگہ جمع ہوجا کیں گر

افسوس که زندگی بھراتنے پیسے ہی نہ ہوئے کہ اپنی شامی خرید سکوں پھر فرمایا کہ اب بجمہ اللہ وسعت ہوگئی ہے مگراب صحت ہی ختم ہوگئی ہے۔ ۱۱) شگفتگی اور زندہ دلی اور ہمت

مسکنت، بے نفسی اور مشقت کی اس زندگی کے ساتھ حضرت مفتی صاحبٌ کا دل زندہ تھا۔ان کی ہمت بلا کی تھی اوران کی شگفتہ طبعی اور چیکلے اپنی مثال آپ تھے۔

جامعاشر فیدلا ہور کے دارالافتاء میں ایک دن ایک تا جرجن کا حضرت ہے جبت کا پراناتعلق تھا حاضر ہوئے ، دروازہ ہی ہے اپنی کمزوری اور بیاریوں کی شکایت کرنے گئے کہ حضرت میں کمزور ہوگیا ہوں اب جھے سے زیادہ چلانہیں جاتا۔ حضرت نے پوچھا کہ ارے بھائی ابتہاری عمر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضرت ساٹھ سال سے زیادہ ہوگئ ہے۔ (حضرت مفتی صاحب کی اپنی عمراس وقت کے مسال تھی) حضرت ان کی بات من کر سید ھے کھڑے ہوگئے جو گئے ہوگر میں تو ابھی جوان ہوں ابھی میری عمر ہی کیا ہے؟ سید ھے کھڑے ہوگئے میری عمر ہی کیا ہے؟ سال تو کل میری عمر ہی۔

ایک مرتبہ احقر حاضر ہوا عرض کیا حضرت طبعیت کیسی ہے کیا حال ہے؟ فرمایا بس اب میں دکا ندار نہیں رہا۔ احقر نے عرض کیا کہ حضرت تو پہلے بھی دکا ندار نہ تھے۔ فرمایا نہیں پہلے میں'' دوکان دار' تھامیر ہے دونوں کان صحیح کام کرتے تھے آج کل ایک کان بند ہے دوسراکام کررہا ہے اس لئے اب میں'' ایک کان دار' ہوگیا ہوں۔

پھر فر مایا کہ دکا ندار کو بھی دو کا ندار اسلئے کہاجا تا تھا کہ اس کے دونوں کان اور

(۱) مغرت یہ بھی فریات سے کہ طا سٹائی کے سامنے بھٹی کا بیں رہی جیں وہ کمی دوسرے مسنف کے سامنے نبیس رہیں اس لیے شای کی تھیل سب سے زیادہ قابل قبول ہے ابند ااگر پڑھے کتا بیس ان کی نظر سے نہ گذری بول یا کوئی تحقیق کسی اور کتاب بیس موجود ہو اور وہ شامی کے حاشیہ پردری کردی جائے قومفتیان کرام کے لئے بہت ہفتا صورت ہو جائیٹی بچھود فقی عنہ دونوں آئکھیں گا ہموں کی بات سننے اور انہیں دیکھنے میں منہمک رہتی ہیں۔ بہھی ایک گا کہک بات سنتا ہے بھی دوسرے گا کہ کی۔

ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحب کراچی تشریف لائے۔ کراچی وسیعی شہر ہے ملناملانا مشکل ہے۔ ایک صاحب حضرت مفتی صاحب کے ساتھ ہوئے ایک کار کا بندو بست کیاور مختلف جگہوں میں حضرت مفتی صاحب کو ملایا۔ حضرت مفتی صاحب کی اپنے بھیتیج مولوی راحت علی صاحب سے ملاقات ہوئی تو فر مایا بھائی آ دی کراچی آئے اور سب سے ملنا چاہے تو دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک کار اور دوسرا بے کار (یعنی ایک تو کار ہواور دوسرا کوئی ایسا مخض جوفارغ ہواور سب سے ملاقات کرادے)

حضرت مفتی صاحب کی عام گفتگو میں بیفظی اورعلمی لطائف بکثرت ہوتے تھے غالبًا حضرت کے صاحبز ادہ مولا ناخلیل احمد صاحب نے آنہیں جمع کرنا بھی شروع کردیا ۔

احقر يرخصوصى شفقت اوراحسان

اس ناچز پر حضرت والا کی شفقت بحد للہ بچپن ہی سے بلا استحقاق رہی۔ احقر کی مردس سال تھی جب حفظ قرآن کمل ہو۔ احقر کے دادا حضرت اقدس مفتی محمہ شفع صاحب قدس سرہ نے اس موقع پر فاری میں ایک نظر تحریر فر مائی جس کے ابتدائی دوشعر سے تھے۔ اے کہ تعمیم بائے تو بالا تر از حسبان ما ہم بتو فریاد ما از تنگی دامان ما ما نبود می ایک ان ما اور آخری شعر تھا اور آخری شعر تھا ہوں میں ایک ان ما اور آخری شعر تھا ہوں میں ایک اددار عالم قرآن گر دو حافظ قرآن ما بہر سال حفظ قرآن شرعائی یا ددار عالم قرآن گر دو حافظ قرآن ما اسلام

iry.blogspot.com

اس موقع پر حضرت مفتی جمیل احمرصاحب تفانویؓ نے بھی اردومیں ایک طویل نظم تحریر فرمائی تھی جواس شعرے شروع ہو ئی تھی۔

خدائے وحدہ کا خاص جب احسان ہوتا ہے۔ تو پتلا خاک کا یوں حافظ قر آن ہوتا ہے اور درمیان کے شعر یہ تھے:

کہتم پرحق تعالی کابز ااحسان ہوتا ہے مگرحافظ وہ ہے جو ماہر قرآن ہوتا ہے وہ رتبہ یاؤ جوعلم وعمل کی خان ہوتا ہے

مبارك موميال محمودتم كواس قدرنعت خدانے آج تو حافظ بنایاتم کوقر آن کا خداوہ دن کرےتم حافظ وقاری ہو عالم ہو ۔ وہ عالم ہو کہ جس پر سایئہ رحماین ہوتا ہے كروتم نام روشن خاندان علم وتقوي كا

اردومين ايك قطعه تاريخ لكهاجس كادوسراشعريه قعا بال بال مبارك آب كوسب اقربا احباب كو تاريخُ اگر يو چھے كوئى كہه ''حفظ قر آن ہو گیا''

الاتاله

ایک قطعه تاریخ فاری زبان میں تحریر فر مایا جو پیھا محمود توحافظ شدى عالم كناد الله بم تاریخ می برسنداگر گو حافظ قرآن ام

احقر كى شادى مولى تو تاريخ نكالى "شغف بسها حباً"

احقر کو بحمد للهٔ حضرت سے جلالین شریف اور ابوداؤ دشریف پڑھنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ جامعہ اشر نیہ لا ہور نے دورہ حدیث کرنے کے بعد جامعہ دارالعلوم کرا چی میں اینے جدّ مشفق حضرت مولا نا مفتی محد شفیع صاحب قدس سرہ کی خدمت میں تخصص فی الافقاء کے عنوان ہے رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جس کے بعد واپس جا کر جامعہ اشر فیہ میں بحثیت استاذ تقرر ہوا تو حضرت مولا نامفتی جمیل احمد صاحب کے پاس وارالافقاء میں بیٹھنے اور کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت مفتی صاحب کے بارے میں عام تاثر بیتھا کہ دارالافقاء لاہور میں حضرت کے پاس بیٹھنا اور حضرت سے استفادہ کرتا بہت مشکل ہے۔ لیکن حق تعالی کا کیے شکرادا ہوا ور حضرت مفتی صاحب کے استفادہ کرتا بہت مشکل ہے۔ لیکن حق تعالی کا کیے شکرادا ہوا ور حضرت مفتی صاحب کے احسانات کا کیے شکر بیدادا کروں کہ حضرت نے اس ناکارہ و آوارہ پر بہت ہی شفقت احسانات کا کیے شکر بیدادا کروں کہ حضرت نے اس ناکارہ و آوارہ پر بہت ہی شفقت فرمائی ۔ اور اپنے ساتھ لگائے رکھا۔ البتہ دوسال بعد فرمائیا: بحد اللہ تمہیں مناسبت ہے اور تم بیکام کر سکتے ہو۔ مگر میرامشورہ ہے کہ تم کتا بیں پڑھاؤ اور جب تک موقوف علیہ کی کتا بیں پڑھالوتو پھر بیکام کروتو انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ (۱) چنا نیچ حسب ارشاداحقر کتب کی طرف متوجد رہا اور مدرسہ کا سار اوقت تدریس میں لگانے لگا۔

احقر کے والدصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انقال کی وجہ سے بہن بھائیوں اور ادارہ اسلامیات کی ذمہ داری احقر پر بڑھ ٹی تو خاصے طویل عرصہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دارالا فقاء کے باضابط تعلق میں انقطاع رہا اور دارالا فقاء میں با قاعدہ بیضنے کی سعادت سے محروی رہی۔ یہاں تک کہ چھوٹے بھائی بڑے ہوگئے اور احقر کی گھریلو ذمہ داریوں میں پچھتخفیف ہوگئی تو ادھر آ ہتہ آ ہتہ نیچ کی تمام کتابیں پڑھا تا ہوا بحمہ اللہ احقر موقوف علیہ تک پہنچ گیا تو حصرت مفتی صاحب احقر کو تاکید کرنے گئے کہ اب تم دارالا فقاء میں کام شروع کردو۔ کئی مرتبہ احقر کو دکھے کرفر مایا: کہ سب کو دکھے کرخوشی ہوتی ہے مرتمہیں دیکھ کررنے ہوتا ہے احقر نے عرض کیا کہ حضرت کیوں؟ فرمایاتم کام کر سکتے ہوگر اب آتے دیکھ کررنے ہوتا ہے احقر نے عرض کیا کہ حضرت کیوں؟ فرمایاتم کام کر سکتے ہوگر اب آتے

⁽۱) حضرت مفتی صاحب بیمی فریاتے تھے کہ وی مفتی سے طور پرفتو ٹی کا کام سرانجام دے سکتا ہے جسنے کم از کم موقوف علیہ تک کی تمام کتب (فنون سمیت) پڑھالی ہوں اورا یک عرصہ کی جید مفتی کی زیر محرانی ڈٹو ٹی کا کام کرتار ہاہوور نداس کافتو ٹی کچار ہتا ہے۔ محمود مفی عنہ

ry.blogspot.com

نہیں۔ تہیں۔

الحمد لله كه آخر میں پھر پابندی كے ساتھ دارالا فقاء جانے لگا اور حضرت كے پاس بیٹھنے لگا۔اپنی غفلت كی بناء پر گوحضرت ہے وہ حاصل نہ كرسكا جوكرنا چاہئے تھا مگر حضرت كى زيارت اور صحبت كی بركات ہے بحمد اللہ محرومی نہ رہی ۔

میخانه کامحروم بھی محروم نہیں ہے

البتداب بجيتاوا موتا ب كرم ضائع كردى (۱) اورائي بمثال شخصيت كى قدر كى ندان سے مح طور پراستفاده كيا۔ ان كى شفقتيں ياد آتى بين تو ول مسوس كرره جاتا ہے۔ ليكن اب بجيتا نے سے كيا حاصل انسا الله و انسا اليه راجعون - غفر الله تعالى له ورحمه و رحمه و السعة و اعلى الله تعالى درجاته في الجنة و جزاه الله تعالى عنسا خير الجزاء - الله تعالى ان كر درجات بلند فرمائيں اورائي بارگاه سے انہيں اجز جزيل عطاكريں ۔ آيين

احقر

⁽۱) یہ مولانا کی عاجزی ہے ورند الحمد فلہ اللہ تبارک وتعالی نے استاذ کرم حضرت مولانا مفتی محود اشرف صاحب مد ظلہ العالی ہے باوجود کیجہ والدصاحب کا سابیسر ہے آٹھ میااور مجھوٹے بھائیوں کی سر پرتی کے علاوہ ادارہ اسلامیات کی ذمہ داری بھی کندھوں پر آپ ہوں ان اکا ہرین مفتی محد شفیع صاحب قدس سرہ اور والدصاحب قدس سرہ کی خصوصی توجہ اور دعاؤں کی برکت ہے اس مقام پر فائز کردیا کہ آج اکا ہرین مفتی محد شفیع صاحب قدس سرہ اور والدصاحب قدس سرہ کی خصوصی توجہ اور دعاؤں کی برکت ہے اس مقام پر فائز کردیا کہ آج اپنے وادا کم م کی مجدد ارابطوم کراچی میں مندا فقاء پر فائز ہیں اور اپنے علوم ہے ایک عالم کوفیض یاب کرد ہے ہیں انہ ہے استاد مفتی جسل احد تھا نوی کی خررے فوق کی کتب بھی پڑھارہ ہوں۔ ذلک مصل اللہ یو نب میں بینیا، فلیل احمد تھا نوی

بروفات حسرت آيات حضرت مولا نامفتى جميل احمرتهانوى نورالله مرقده

تاریخ و فات ۲۲ رجب ۱۳۱۸ هے مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۹۴ و

کون امت کے دکھوں کا اب بتائے گاعلاج آہ رخصت ہو گئے وہ مفتی اعظم بھی آج

نبض امت پر رکھے گا کون آنگشت شفاء کون بیاران ملت کے لئے دے گا دوا

> کون شفقت سے گاسب کے اشکالات کو حل کرے گاکون اہل دین کے شبہات کو

راہ رو کو منزل مقصود تک لائے گا کون قوم کو ظلمت کدہ میں راہ دکھلائے گاکون

> ہر عمل میں ہوگا خود قرآن کی تنسیر کون بن کے دکھلائے گا اب اسلاف کی تعبیر کون

سس سے ہوگاعام اب بیدرس فقدو اجتہاد سس سے فتوؤں برکریں گےاہل دانش اعتماد

> اٹھ گیا ہے اجتہاد و فقہ کا دُرِ عظیم ہوگئ ہے بالیقیں اب مند افتاء بیتیم

جارہاہے کون بیاشکوں کا طوفاں چھوڑ کر قلب جیران،روح بریاں، چٹم گریاں چھوڑ کر کس کی میت ہے لیکا ندھوں پر بتاا ہے بیخو دی د کیھتے ہیں حسرتوں سے جس کو علم وآگہی

کس نے دم سے تھی بہار جاوداں کی رونقیں اٹھ گیا ہے کون لے کر گلتاں کی رونقیں

دہ سرایا علم و دانش زہر و تقوی کا علَم یاد کرکے رو رہے ہیں جس کو قرطاس وقلم

وہ سرایا دین کا پکیر تھی جس کی زندگی سنت اسلاف کا مظہر تھی جس کی زندگی

> ہر ادا تھی جس کی دین حق کا پیغام ثبات ہمل تھاجس کا ملت کے لئے درس حیات

وہ سرایا مسلک اسلاف دیوبند کا ثبوت وہ سہار نپور کے درس مظاہر کا سپوت

> مسلک تفانه بھون کی ایک تابندہ شاخت زندگانی جس کی تھی سنت کی اک زندہ شناخت

اسعد الله اور خلیل احمد کا تلمیذ رشید خانقاه اشرف و امداد الله کا هید

> وه سعیدا حمد کا داماد اور سعیدا حمد کا پوت خاندان اشرف و امداد الله کا سپوت

اب کبال سے لائیں گےوہ پیکر علم و عمل کب ملے گا امت مرحوم کو نعم البدل علم و دانش کے در و دیوار سب افسردہ ہیں جامعہ نے یہ گل و گلزارسب افسردہ ہیں

ہر جگہ افسردہ ہے ہرآ نکھہے آج اشکبار کون اٹھا ہے کہ جس پرآ سان ہے سوگوار

مند تحقیق لگتی ہے کوئی افسانہ آج یہ ادارہ اشرف انتحقیق ہے دیرانہ آج

ہرافق پرآج س کے علم و دانش کی ہے دھوم یاد کرتا ہے کیے ہر گوشئہ دارالعلوم

> میکده سے اٹھ گیا ہے وہ حسیس وہ خوب رو عمر بھر روئیں گے جس کوجام و بینا و سبو

کون کے کرچل دیا یوسف کو اس بازار سے سکیاں سنتا ہوں عارف ہردرود یوار سے عارف ان کے نقش پا اِک جادہ جمشید ہیں اپنی سیرت سے وہ اب بھی زندہ جادید ہیں

(حضرت مولا نامشرف علی تھا نوی عارف دامت بر کاتبم)

าry.blogspot.com

Joseph John Market Lange Lange

toobaa-elibra



ry.blogspot.com

قرآن اور ہمن

نعمت عظملي

دنیا بھر میں صرف مسلمانوں کو ہی رینعت عظمی حاصل ہے کہ ان کے پاس اللہ کی کتاب اس شان سے موجود ہے کہ جس کا حرف حرف یقینی ہے۔

دومروں کے پاس یا تو خدائی کتاب ہی نہیں۔ مذہب نام ہے ایک ڈھونگ ہی ڈھونگ ہے۔ یا برائے نام ہے۔ تو چندلوگوں کے لکھے ہوئے ترجے جن کی اصل نایاب اور بیمعلوم کرنا ناممکن ہے کہ ترجمہ بھی ہے یانہیں اور سچے ہے تو کونیا سچے ہے۔

صرف ترجمه كلام البي نهيس ہوسكتا

پھرخدائی کتاب کا ترجمہ انسان ہے ہونا ہی محال ہے۔ اگر صحیح بھی مل جائے تو اس کوخدائی کتاب نہیں کہا جاسکتا۔

محال اس لئے کہ الفاظ مضامین کی ادائیگی کا آلہ ہیں۔ خدائی ایک لفظ ، ایک حرف ، بلکہ ایک نقط اپنے اندر بہت بہت معانی کو لئے ہوتا ہے، اور ترجمہ کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام معانی کا احاط کرنے والا ، اپنی زبان کا لفظ خدائی لفظ کی جگہ رکھ دیا جائے ، نہ انسان کاعلم خدا کے برابر ، نہ انسان کی قدرت خدا کے برابر ، نہ ہرانسان کو ان تمام معانی کا علم ، نہ ایسا کوئی لفظ انسان کی قدرت میں ہے جوان تمام معانی کا احاط کر سکے ۔ اسلئے انسان سے الفاظ الیمی کا ترجمہ ہی ممکن نہیں ۔

⁽۱) حضرت مفتى صاحب كايه مقاله ٥ اپريل ١٩٥٤ وَهُدَامِ الدين مِي طبع بهوا_

انجيل وتوريت وغيره كےتر جمه كىحقيقت

ہاں بہت بہت اختالات و معانی میں سے ایک ایک لے کراس کے مقابل اپنی زبان کالفظ رکھ دینا مجاز ا برائے نام ترجمہ، اور حقیقت میں الفاظ خداوندی کی اپنی ناقص علم کے مطابق ایک مخضر تشریح کہلا سکتی ہے۔ اور دنیا جانتی ہے کہ اصل اور چیز ہے اور تشریح اور چیز ، اب اگر کسی خدائی کتاب کی اصل موجود نہ ہوا ور یہ مخضر تشریحات جن کا نام ترجمہ رکھ دیا گیا ہے لئتی ہوں تو کون کہ سکتا ہے کہ وہ خدائی کلام ہوسکتا ہے۔ سوائے دھو کہ اور پروپیگنڈہ کے اس کی کوئی حقیقت نہیں بن سکتی (۱)۔ بلکہ بیتشریحات بھی غیر نبی سے ہونے کی وجہ سے کا تا بابی اعتبار ہوں گی جن کو خدائی کتاب تو کیا نہ ہی بات بھی کہنا مشکل ہے۔

قرآنی تراجم کے حیج ہونے کی وجہ

تشریحات کے معتبر ہونے کا فخر بھی صرف مسلمانوں ہی کو حاصل ہے۔ کہ ان کی خدائی کتاب کی تشریحات حضرت ہی لاہلے سے معتبر سندوں سے ثابت ہیں۔ قرآن کے علاوہ کسی آسانی کتاب کی صحت کا ثبوت ممکن نہیں

اول تو سوائے قرآن شریف کے کسی مذہب کی بنیادیعنی کتاب الہی کی آج اصل ہی نہیں ملتی ، اگر کوئی شخص کسی کتاب کے متعلق دعوی بھی کردے تو اس کا ثبوت بقینی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ہزاروں برس کے بعد آج کسی ایسی کتاب کے متعلق جس سے دنیا قطعا نا آشنا(۲) ہے یہ دعویٰ ہوگا تو بالکل بلاسنداور قطعانا قابل قبول ہوگا۔ پھر کسی لفظ پر بھی اطمینان نہیں ہوسکتا۔ کہ اصل کیا ہے؟ تبدیلی کیا ہے؟

⁽۱) اس کئے کہ جب وہ الفاظ جن میں بیر کلام نازل ہوا تھا ساسنے موجود نہیں تو اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ مذکورہ ترجمہ چنج ہےاورانمی الفاظ کا ہے جو نازل ہوئے تھے۔اس لئے بیصرف دھو کہ ہے(۲) نا واقف۔

کتابالبی کے ثبوت کی شرا کط

سی کتاب کے کتاب البی ثابت ہونے کیلئے کئی باتوں کی ضرورت ہے۔

ا۔ حس پرنازل ہوئی۔

۳۔ وہ نبی تھا یانہیں اور اس کی نبوت بر کیا دلیلیں ہیں۔

سے تازل ہوئی۔

سم۔ اس نزول کے واقعات کواس شخص کے علاوہ اوروں نے بھی جواس زمانہ میں

موجود تھے کچھنہ کچھآ ثارے دیکھایانہیں۔

۵۔ اس وقت کے لوگوں میں کسی نے اس کو کتاب البی تشکیم کیا یا نہیں۔

۲۔ اور پھر ہر ہر بات کی سند کیا ہے اور وہ سند کیسی ہے۔ یقینی ہو سنق ہے یانہیں اور دنیا

جانتی ہے کنقل کے واسطے یقینی دلیل صرف ایک دلیل ہوتی ہے کدابتدائے زمانہ سے لے کر

جمع ہونے کومحال مجھتی ہو۔

ے۔ پھراس کتاب کاحرف حرف ہے کم وکاست (۱) اول ہے آج تک ویسے ہی ہواور اسی قدر نقل کیساتھ محفوظ آر ماہو۔

۸۔ اور جب تک دنیا میں کاغذاور تحریر کارواج نہ تھا۔ کم سے کم اس وقت تک تو اتنے

لوگ مندز بانی حرف بحرف یا در کھنے والے ہوں کہ سرمو (۲) تغیر و تبدل نہ ہوا ہو۔

اس نے کوئی ردو بدل کر دیا ہو۔

وا۔ پھرتحریریں بھی اول ہے جب ہے شروع ہوئی ہوں اس قدر تعداد میں ہوں کہ

⁽۱ٖ) بغیر کی زیادتی کے ابتدا مزول ہے آج تک محفوظ ہو(۲) بال برابر بھی تبدیلی نہ ہوئی ہو۔

كوئى عقل ان كوغلط ،جھوٹ يار دوبدل كيا ہواتشليم نەكر سكے۔(١)

اا۔ پھرجس پرنازل ہوا ہوا ہوا ہے اس کی ہرتشر تکے دکیفیت معتبر ذرائع سے ثابت ہو۔ اس قدر پکا پختہ ثبوت ہوتواس وقت وہ کتاب کتاب البی ثابت ہو سکتی ہے۔

صرف قرآن سب شرائط پر پورا اتر تاہے

اب آپ خودانصاف سے غور کر کے دیکے لیں کہ کیا آج ساری دنیا ہیں سوائے ایک قرآن مجید کے کوئی اور خدائی کتاب کہیں ایس موجود ہے جس کو ہر عقل وانصاف والا اس پختہ ثبوت کی کسوٹی پر پر کھ کر خدائی کتاب اور اس سے متعلق ند جب کو خدائی ند جب کہہ سکے۔ بجز (۱) اس کے کہ خود قرآن مجید نے جس کے متعلق جتنا بتایا ہے وہ اس کا ثبوت ہے لہذا اگر کسی کتاب کے نام کے نفس کتاب البی کے نام ہونے کا پھر کوئی ثبوت ہے تو وہ بھی مسلمانوں کے پاس (۲) ہے دوسرا کوئی اس نام کی کتاب کو کتاب البی ہونا ثابت نہیں کرسکتا۔

اعجاز قرآن

ساری دنیا میں یہ نعمت عظمی صرف اور صرف مسلمانوں کو ہی حاصل ہے کہ ہر زبان میں اول سے لے کرآج تک سینکڑوں نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں وہ حافظ رہے ہیں کہ حرف تو حرف نقطہ نقطہ اور زیر زبر تک اس قدر محفوظ کہ سارے عالم میں اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ آج کوئی لکھنے چھا ہے والا ذرا بھی بھول چوک کر جاتا ہے تو استے عالم اس کا پیچھا لیتے ہیں کہ جان چھڑا نامشکل ہو جاتا ہے۔

(۱) یعنی تحریر میں بھی تواتر ہو (۲) سوائے (۳) مطلب یہ ہے کہ توریت، انجیل، زبور، نامی کتابوں کو جواللہ کا کلام کہاجا تا ہے توان ناموں کی کتابوں کا کلام الٰہی ہونا بھی صرف قرآن ہی سے ثابت ہے غیر مسلموں کے پاس تو اس کا بھی ثبوت نہیں۔

تشریحات قرآن کی حفاظت کے لئے مختلف علوم کی ایجاد

بلکہ حضرت نبی ہوں ہے ہے ہے ہے ہے۔ بلکہ حضرت نبی ہوں ہے ہے ہے ہیں۔ ہر ہرجز کیلئے پور نے ن کے فن بناد ئے ہیں۔

مفردلفظ کے مادہ کے لیے علم لغت اور صورت کیلئے علم صرف ، با ہمی ربط قریب الشکل کیلئے علم الاست نقاق ، مرکبات کے باہمی تعلق کے لئے علم نحو، دلالت پر معنے کے تفاوت کے لئے معانی و بیان ، عمد گی سمجھنے کیلئے علم بدیع ، معانی اخذ کرنے کیلئے اصول فقہ ، مسائل ماخوذہ کے لئے علم عقائد وفقہ وتصوف ، طرز استدلال کیلئے منطق ، رفع شبہات کیلئے مسائل ماخوذہ کے لئے علم عقائد وفقہ وتصوف ، طرز استدلال کیلئے منطق ، رفع شبہات کیلئے فلم عدیث مع علوم متعلقہ ۔ (۱)

اس لئے اس گئے گزرے زمانہ میں بھی آج سارے عالم میں اس باب میں کوئی شخص عالم سے آنکھ ملانے والانبیں ہے۔ یوں حیاء و غیرت کو بالائے طاق رکھ کرچھوٹا سا دعوی کردینا انصاف کا خون کرناعقل والوں کو دیوانہ بنانا اور ساری دنیا کی آنکوں میں دھول حجو نکنا ہے

دین صرف اسلام ہی ہے

لاریب - "أن الدین عند الله الاسلام" (۱) (بیتک وین توخداک نزویک اسلام بی ہے)" و من ببتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه" (۳) (اور جوفض اسلام کےعلادہ کوئی وین لائے گاوہ اس ہے ہرگز قبول نہیں کیا جائےگا)

⁽۱) گویا قرآن پاک کی حفاظت کیلئے ندصرف بید کدند کورہ بالاعلوم ایجاد کیے گئے بلکہ ان کی حفاظت کی گئی تا کہ اللہ پاک کی سیجے مراد کو سیجھنے اور ترجمہ میں غلطی ندہو (۲) سورۃ ال عمران آیت ۱۹ (۳) سورۃ ال عمران آیت ۸۵

لمحافكرييه

اب ذراہم میں سے ہر خص اپٹے گریبان میں مند ڈال کردیکھے کہاس زمانہ میں ایس خص اب ذراہم میں سے ہر خص اپٹے گریبان میں مند ڈال کردیکھے کہاس زمانہ میں الیسی عظیم الثان اور میکا نعمت (۱) کی کیا قدر کی ہاور اس قدر شنای کے اہم ترین فرض کی ادائیگی میں کتنا حصہ لیا ہے (۱) اور اپنے دل ود ماغ سے ،جسم و جان سے ، اولا دواقر ہا ہ ہے ، عزت و جاہ سے ، دولت وثر وت سے کتنی حق شنای کی ہے۔

الفاظ ومعنی کی حفاظت کیلئے ہم نے کیا کیا؟

کمی بیشی ہے بچانے کیلئے ہم نے خود یابذ ربعہ اولا دواعز ہ، احباب، اس کے لفظ لفظ کو محفوظ کرنے میں کیا کوشش کی ہے حفظ قرآن کا کتنا کام کیا۔ کتنے مدرہ قائم کرائے کتنے آدمی اس میں لگائے کتنی امداداس کیلئے منظور کی کتنے قدم اس کیلئے اٹھائے کتنے لوگوں کو اس طرف قوجہ دلائی۔

قرآن شریف کے مضامین واحکام مع تشریحات نبویہ و نائبین نبی کس کس نے کتنے کتنے حاصل کیے اور اس کے کتنے انتظامات کئے؟ اگر کیے تو معتبر اہل علم واہل حق کے ذریعے کسے نے کئے اور گراہ لوگوں کے ہاتھ کتنے بکے۔

اغیار کی تحریف سے بچانے کیلئے کیا کیا؟

یورپ سے متاثر ہونیوالے طبقہ نے جوتح بفات معنوی کرکر کے بورپی نظریات کو خدائی ادکام بنانے کی کوششیں جاری کررکھی ہیں ہم نے قرآن کی حفاظت کیلئے ان کا کیا تدارک کیا کونسا ادارہ قائم کیا۔ اور کس طرح ان دوست نما دشمنوں کے حملوں سے قرآنی ادکام کی حفاظت کی اور کہاں تک یورپ کے اور دوسرے کفار کے اثرات سے مسلمانوں کو

⁽۱) یعنی قرآن علیم (۴) اس کی قدرومنزلت کو بہجانے کے فریفنہ کوہم نے کتناادا کیا ہے۔

بچانے اور اثر کی مکافات کے ادارے قائم کئے۔

قیام مدارس میں کیا کوشش کی؟

قرآن مجید کے اشارات اور کنایات اور اجمالوں کی تفعیلات(۱)، حدیث شریف، اجماع امت اور فقہ سے حاصل شدہ احکامات کے درس تدریس میں ہم نے کتنا حصدلیا، اس کے حقیقی اور کل احکام کی اشاعت اور مختصیل میں کیا کیا کوششیں کیس، اور اپنی مادر کی زبان میں ان کی کتنی درسگا ہیں قائم کر کے مسلمانوں کو پکا پختہ مسلمان اور خود اور سب کو قرآنی رنگ میں رنگنے کی سعی کی، کتنے شبینہ مدرسہ بنائے کتنوں کودین سکھایا۔

صحیح تلفظ میں قرآن پڑھنے اور عملی زندگی میں جاری کرنے میں ہمارا کیا کردارہے؟

ہم نے اپنی بوری زندگی کو اس سرمایہ ہدایت کے کس قدر مطابق بنایا اور اس مطابقت کی سہولت کیلئے کسی استادیعنی سیچے پیر کی دنتگیری حاصل کی اور کتنے لوگوں کو اس راہ پر چلنے کی دعوت دی۔

جس طرح قرآن شریف کے حرف حرف کو حضو مقابطة نے ادا کیا تھا ہم میں سے کتنوں نے اس کے حاصل کرنے اور دوسروں کو حاصل کرانے کی تدبیریں کیس یعنی صحیح تجوید وقر اُت کے مدرسے قائم کئے اور کتنوں نے تجوید حاصل کی۔

حفاظت قرآن میں ہمارا کیا کر دارہے؟

قرآن شریف کو پوری طرح حل کرنے اور لفظ لفظ کے تلفظ ومعانی کو دلائل ہے

rry.blogspot.com

سیحصے اور سمجھا سکتے ہتر یفات کا قلع قمع (۱) کرنے اور علوم متعلقہ میں مہارت پیدا کرنے کیلئے کس کس سے اپنی جان اپنی اولا داپنے اعزہ واحباب پیش کئے کتنے اس کے اہل ہے یا ہنائے کتنے ایس کے اہل ہے یا ہنائے کتنے ایسے درس نظامی کے مدرسے قائم کرائے یا چلائے یا کم ان کی امدادی ہی مناسعے کسے اسکولوں کا کجوں میں تو اولا دہیجی مگر کوئی اللہ کا بندہ ایسا بھی ہے جس نے کم سے کم ایک بچہودین وقر آن کے لئے وقف کردیا ہواورائی طرح کتنے ادارے اس کے احکام کو مسلم وغیر مسلم تک پہنچانے والے بنائے یعنی تبلیغی ادارے۔

نعمت عظمی کی ناقدری

کیاالی عظیم المرتبت (۲) بے مثال نعمت کی بید قدر ہوتی ہے کیا ہم ہی وہ مسلمان ہیں جن کو بینعت عظیمہ عظافر مائی گئی ہے مگر ہم نے اس کو بالکل پس پشت ڈال رکھا ہے کیا ہم اس کے مستحق نہیں کہ ہم پر اس ناقد روانی کا وبال ہواس کی سمپری کا عذاب اور اس کی گستاخیوں کی سرزائیں نازل نہ کی جا ئیں؟ اے اللہ ہماری آئیمیں کھول دے اور اپنے کلام کی قدر دانی کے ساتوں شعبوں (۳) کی خدمت کی ہمیں تو فیق دے۔

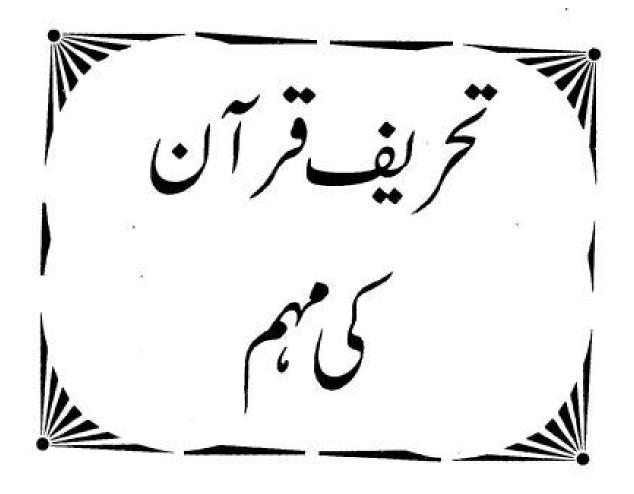
ناقدری کے عذاب سے بیخے کی ترکیب

کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ فرض شناس ہوکراپنی اولا دہیں ہے کم از کم ایک کوتو ضروراس
ساب البی کی حفاظت واشاعت کے کسی ایک شعبہ کیلئے وقف کر دیں اگر قیامت میں ہم ہے باز
پرس کی گئی کہ اس فقد رز بردست نعمت دے کرتم کوتمام عالم سے امتیاز بخشا گیا تھا تم نے اس نعمت کا
شکراس کی ہدایت پر عمل اس کی حفاظت واشاعت کی کوشش میں اپنی اولا دکولگایا یا کچھ وقت صرف
کیا اور پچھ جان مال سے اعانت کی تو سوچ لیس ہمارے یاس کیا جواب ہے؟

وما علينا الاالبلاغ

⁽۱) جڑے اکھاڑ پیننگنے (۲) بڑے مرجے والی (۳) قرآن کیم کے الفاظ ومعانی کی حفاظت کے سات شعبے جن کاؤکر یہاں تک کیا ہے۔

toobaa-elibra



ary.blogspot.com

Joseph William Market Com

تحريف قرآن كيمهم

پاکتان صرف اس طلب وسعی (۱) کا بھیجہ تھا کہ ایک اسلامی ملک میں قرآنی قانون نافذ ہو سکے اور مسلمان آزادی کے ساتھ خدا اور رسول کی مرضی کے اصول پر زندگ گزار سکیں گرچیرت اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس طلب وسعی کا بھیجہ مایوس کن نظر آر ہا ہے۔ یورپ سے مرعوب ذہنیت کے لوگ اسلامی اصول میں تحریف و تبدیل کے در پے ہور ہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ قرآن کو اپنے مزعومات (۲) کے مطابق ڈھال لیس۔ کلام رسول سیاتی کونظر انداز کردیں اور اپنی خواہشات کے جموعے کو اسلام قرار دے کر اہل پاکستان سے اسے سلیم کر الیس۔ اس صورت حال کا سب سے افسو سناک پہلویہ ہے کہ ایسے افراد اور گروہوں کی نیز ان کی اس مساعی بدگی سر پرسی حکومتی مشینری کی طرف سے ہوتی ہوئی نظر آر ہی ہے جو ملت اسلامیہ میں مایوس کے ساتھ بدد لی کاموجب ہور ہی ہے۔

آپ بار ہاس چکے ہیں کہ اسلام دشمن لوگوں نے بہت جگدا پنے کومسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کی قیادت وامامت کی ہے اور اس خفیہ جھیار سے ان کے ایمان واسلام کو ہلاک کردیا ہے کچھالی ہی صورت حال ان تحریفی مساعی کے پس پردہ بھی کارفر مانظر آتی

-

ہماری حکومت کے بعض حکام کی سادہ لوحی ملاحظہ ہو کہ ان دشمنان اسلام کو ہی اسلامی طور سے قانون کی پرکھ کے لئے موقع دیا جارہا ہے اور ان سے رپوٹیس کی جارہی ہیں جولوگ خود ہی غیر اسلامی چیزوں کو اسلام میں ٹھونسے والے تھے انہی کو اس کا منصف بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اور انہی سے پوچھا جاتا ہے کے ملی قانون کی دفعات اسلام کے موافق ہیں یا خلاف۔

⁽۱) کوشش (۲) این ممان کے مطابق

میر کیاسادہ ہیں بیار ہوئے جس کے سبب ای عطار کے لڑکے سے دوا کیتے ہیں

کسی عمارت کے پختہ یا کمزورہونے کی تشخیص اطباء اور ڈاکٹروں سے کرانا دق یا معمولی بخار کی تشخیص معماروں یا نجینئروں سے کرانا قانون کی موشگافیوں کے لئے مزارعوں کو طلب کرنام بحدوں کی اذان وامامت کے لئے ہندوؤں کونامزد کرناکیسی انصاف کی بات ہے۔ ذراسب اس پرغور کرلیں۔

"اخبار مشرق لا ہور" ۳۰ جولائی ص۲ کالم ۳۴۳ پر ای طرح کے ایک ادارہ
"ثقافت اسلامیہ" کی ایک سمیٹی کا کارنامہ بیان کیا ہے سمیٹی نے بیاصول بیان کیا کہ قرآن
خود نا قابل تغیر ہے لیکن اس کی تشریحات چونکہ انسانی عقل کے ذریعے ہوئیں اس لئے ہر
زمانہ میں علم وتجر ہے کی وسعت اور حالات کے نقاضوں کے مطابق قرآنی احکام کی نئ تشریک کی جاسمتی ہے۔

اورصدر تمیٹی کی تقریراں سونے پرسہا گہہے۔

''چونکہ اسلام نے قرآن کی تشریح وتعمیر کاحق کسی خاص طبقہ کے لئے محدود نہیں کیا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات پرغور کرے اور نے حالات کے مطابق ان کی تشریح کرے میجلس ماہانہ جلیے منعقد کر کے اہم مسائل پر اسلامی نقط نظر سے اور جدید تقاضوں کی روشنی میں بحث کرے گی۔''

دونوں اقتباسات کوغور سے پڑھے اورخودا ہے دل سے معلوم کر لیجئے کہ قرآن مجید کی تحریف سے اور جر ماہ نگ نگ مجید کی تحریف سے اور جر ماہ نگ نگ مجید کی تحریف سے اور جر ماہ نگ نگ تحریف سے اور جر ماہ نگ نگ تحریف سے اور جر ماہ نگ نگ تحریف سے اور چر سے معقد ہوا کریں گے اور پریس کے ذریعے اس کو جرمسلمان کے دل و دماغ پر مسلط کریں گے اور حکومت و حکام ان کی سر پریش کر کے اس طرح اسلامی حکومت و ماغ پر مسلط کریں گے اور حکومت و حکام ان کی سر پریش کر کے اس طرح اسلامی حکومت

میں اسلام کے پر نچے اڑانے کے کارنا ہے انجام دینگے۔ بید ہوالعجبی() ملاحظہ کریں کہ
ایک طرف اعتراف ہے کہ '' قرآن خودنا قابل تغیر ہے'' دوسری طرف اس کے مفہوم میں تغیر
وتبدیلی کی عام دعوت ہے۔ کیا قرآن مجید صرف دعاؤں حرفوں اور معنی ومفہوم سے خالی
لفظوں کا نام ہے کہ ان کوتو نا قابل تغیر تسلیم کرلیا گیا مگرمفہوم کوقابل تبدیل۔

قرآن کی تشریح کون کرسکتاہے

یہ کہاس کی تشریحات انسانی عقل کے ذریعیہ ہوتی ہے اور تشریح اور تعبیر کاحق کسی خاص طبقہ کے لئے محدود نہیں کیا ہے دونوں دعوے بےاصل اسلام کے خلاف اور عقل صحیح سے بالکل مردود ہیں۔

قر آنی تشریح صرف نبی کامنصب ہے

حضوطی کا دکر قرآن مجید میں باربارآیا ہے اور خصوصت ارشاد قرمائی ہے:

ویعلم ہم الکتاب و الحکمة (۶) (اور نبی ان سب کواللہ کی کتاب کی تعلیم
دیتے اور سکھاتے ہیں) عرب اہل زبان تھے اور فصاحت و بلاغت میں طاق لیکن ان کو بھی
یہ اجازت نہیں دکیا گئی کہ وہ خود کتاب الی کا کوئی مفہوم اپنی رائے سے قرار دے لیں۔
حضوطی کے خصوصیت اور فرض مصی یہ قرار دیا گیا ہے کہ ان کو کتاب اللہ کی تعلیم دیں۔
اور تمام عالم کے لئے قرآن مجید کے معانی کا بیان کرنا حضوطی کے فرائض
منصی میں ہے وانزلنا الیك الذکر للتبین للناس مانزل الیہ ہم (۲)
(ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں پر ان تمام احکام کو جوان کے
لئے نازل کئے گئے ہیں کھول کربیان فرمائیں) اس لئے خود سے کوئی مفہوم تجویز کرنا قرآن

١٠٠٠ (٣) تعجب خيز بات (٢) البقره آيت ١٢٩ (٣) المحل آيت ٣٣

شریف کے نزول کے غرض کے خلاف اور بالکل حرام ہے۔

نی تشریحات خداسے کیتے ہیں

حضور الله کا یہ تعلیم فر مانا اور احکام کو کھول کھول کر بیان کرنا بھی اپنی طرف سے
اور اپنی رائے سے نہیں بلکہ یہ بھی حق تعالی کی طرف سے ول میں پوست کرنے سے
ہے۔فاذا قراناہ فاتبع قرانہ شم ان علینا بیانہ (۱) (توجب ہم (بدواسطہ فرشتہ) قرآن پڑھ دیں آپ اس کے بعد پڑھا کریں پھر ہمارے بی ذمہ اس کا کھول کر بیان کرنا ہے) لہذا قرآنی مفہومات بھی حق تعالی کی طرف سے نی ایک اور نی ایک سے بیان کرنا ہے) لہذا قرآنی مفہومات بھی حق تعالی کی طرف سے نی ایک اور نی ایک اور نی ایک می میں میں سے بیاں خودرائی اور من گھڑت مفہومات کا دخل مبیں۔ یہاں خودرائی اور من گھڑت مفہومات کا دخل نہیں۔ میان خودرائی اور من گھڑت مفہومات کا دخل رسول دیں لیو، جس سے روکیس رک جاؤ)

تشريح قولى بھى ہے فعلى بھی

تشریح و تفصیل حضوط الله کارشادات مین بھی ہوگی۔ جیسا کدان آیات سے معلوم ہوا ہے اور خود حضوط الله کی مبارک اور منظوری ہے بھی جیسے ارشاد ہے لے اللہ کیاں لکھم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (۳) (قتم ہے کہ تمہارے لے اللہ کرسول میں بی عمرہ نمونہ ہے) اور ارشاد ہے: قبل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی بحب کہ الله (۳) (آپ کہد ہے کہ اگرتم اللہ ہے مجت رکھتے ہوتو میر ااتباع کرو پھر اللہ تعالیم کو محبوب بنالیں گے)

غیرنبی کی تشریح تکذیب دا نکار ہے

بلکہ علم کامل اور احادیث کے بغیر جومفہوم جویز کیا جائے وہ تکذیب (۱) قرآن،
گراہی اور کفر کاسب ہوگا یہودیوں کے حال میں ارشاد ہے: ہے کہ کہ نہوا ہما لہم
سے یہ طبوا بعلمہ ولما یا تھم تاویلہ (۲) (بلکہ ان لوگوں نے ایس چیز کی تکذیب ک
جس کے علم کا احاطہ نہیں کیا۔ اور اب تک ان کے پاس اس کا سیحے مفہوم نہیں آیا) قرآن کو
جسٹلا نا اور تکذیب کرنا اس عنوان سے بیان فرمایا گیا ہے کہ ایس چیز کی تکذیب کی جس کے علم کا احاطہ نہیں کیا اور اب تک ان کے پاس سیحے مفہوم نہیں آیا۔

آیت مبارکہ میں غور کرنے سے معلوم ہور ہا ہے کہ احاط علمی اگر کامل طریق سے بھی حاصل ہوجائے تو پھر بھی بغیران تشریحات نبویہ کے وہ کلام البی کا صحیح مفہوم نہ حاصل کرسکتا ہے نہ تکذیب کی علت سے بچ سکتا ہے۔ ضروری ہے کہ تفییر کاعلم اور پھر حدیث شریف کا بوراعلم حاصل کیا جائے۔

کیاصحابہ " کوبھی ان علوم کی ضرورت تھی؟

حضرات صحابہ و ماہر زبان ہونے کی وجہ سے وہ علوم خود حاصل تھے پھر براہ راست حضوط اللہ سے بیسب بیانات میسر تھے۔ اس وجہ سے ان کیلئے تو تشریحات نبویہ بالکل مشاہدہ اور بینی چیز تھی۔ ان کو ضرورت نہ تھی لیکن ہم تک پہنچنے میں درمیان میں کچھ واسطے آگئے ہیں۔ اس لئے احادیث ان واسطوں کی وجہ سے چند تشم کی ہوگئی ہیں اس کیلئے مصول حدیث کے سننے کی ضرورت ہوگ پھر چونکہ اصل تفاوت راویوں کی تعداد و حالات کی بنا پر ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے حالات کیلئے فن اساء الرجال کی حاجت بھی ہوئی۔ اور پھر بنا پر ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے حالات کیلئے فن اساء الرجال کی حاجت بھی ہوئی۔ اور پھر

⁽۱)قرآن کاانکار (۲) سورة پونسآیت۳۹

ZY

تمام احادیث کے لفظ لفظ کو سمجھنے کے لئے ان تمام علوم وفنون کی بھی جوقر آن کے علمی احاطہ کیلئے ضروری ہیں۔

تشريحات نبوبي كاثبوت

احادیث حضور نے قتل ہیں اور نقل شدہ بات کے بیٹی ہونے کی دلیل سارے عالم میں صرف ایک ہی ہے۔ تو اتر یعنی اول ہے آخر تک مسلسل روایت کرنے والے اتن تعداد میں ہوں کہ عقل ان کے جموٹ پر جمع ہونے کو کال قرار دے، تمام بے دیکھے شہر حکومتیں ریلیس جہاز وغیرہ اس وجہ سے بیٹی معلوم ہیں کہ ان کے دیکھنے اور بیان کرنے والے ہرز مانہ میں اس قد رتعداد میں رہے ہیں۔ اس لئے ہروہ حدیث بیٹی طور سے حضور عقالیت کا ارشاد یا نعل یا منظوری ہوگی جو اس طرح نقل ہو کر آئی ہے بعنی متواتر۔ اور ہر ایس حدیث براہ راست سننے دیکھنے کے مرتبہ میں ہو کر حضور کا بیٹی ارشاد اور اس کی اطاعت اللہ عنالی کی اطاعت کا بلکہ خدا تعالی کی اطاعت کا انکار اور اسلام سے باہر ہوئے کے معنی رکھی گا۔

اس ہے کم درجہ کی صدیث کدا گرسحا ہیں کم ،بعد میں اس قد ررادی ہوں تو وہ بھی اس درجہ میں ہوگی کیونکہ جن حضرات کوحق تعالی نے اپنے نبی کیلئے منتخب فر مایا ان کواپئی رضا کا تحفہ عطافر مایا نبی کا یارو مد دگار بنایا اور حضور نے ہرا یک کو قابل اقتد اقر اردیا ہے۔ ان میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نبی ہے۔ اگر دو دو ہے بھی روایت آتی ہوتو بھی جب دو کی گواہی ہر ندہب و حکومت میں قبل تک کے ثبوت کیلئے کافی (۱) ہے۔ حدیث کیلئے بھی کافی ہوگی بلکہ ایک ایک ایک ایٹ ہوتو تھی ہوتو نیک کی روایت جمت ہے۔ حق تعالی کا ارشاد ہے و ان جاء کہ فی اس قبینوا (۱) (جب کوئی فاس تنہارے یاس خبرلائے تو تحقیق کرلیا کرو)

⁽۱)واستشهدوا شهیدین من رجلام فان لم بحونا د جلین فرجل وامرأتان (۲)۳(۶الجرات آیت ۲

فاسق کی روایت تحقیق طلب اور نیک کی خبر تحقیق شدہ قرار دی گئی ۔گر اصول حدیث ہے سب کے مراتب سامنے آئیں گے۔ دنیا کے کسی ند ہب کواس پختہ ثبوت کے ساتھ ندوحی الہی حاصل ہے نہ تشریحات نبوی۔

ان احکام الی و تشریحات نبویہ ہے معداحاط علمی جو مسائل اصول فقہ واصول حدیث کی مدد ہے رائح وقو کی اختیار کر کے ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں۔ اگر عقیدہ ہے ان کا تعلق ہیں تو علم الفقہ ۔ تہذیب و تعلق ہیں تو علم الفقہ ۔ تہذیب و معاشرہ ہے متعلق ہیں تو علم الفقہ ۔ تہذیب و معاشرہ ہے متعلق ہیں تو علم تصوف انتظام حکومت ، کارخانہ، گھر وغیرہ ہے متعلق ہو تو سیاست ہیں۔ یہ کام بزار سال ہے بنا بنایا تیار کیا ہوار کھا ہے۔ اور قیامت تک کوئی مسکلہ سیاست ہیں۔ یہ کام بزار سال ہے بنا بنایا تیار کیا ہوار کھا ہے۔ اور قیامت تک کوئی مسکلہ انشاء اللہ ایس ہوگا جو صاف یا اصولی طریقہ ہے ان میں نہ ہو ہاں اگر کسی کی نظر میں بی کوتا ہی ہوتو اس کی فیصد دراری خود اس پر ہوگی۔ ہرایک کوتشری کا حق دینا غلط اور کلام اللی کی تو ہین ہے۔

غرض اس طرح علمی احاط اور مراد الهی کے بیان سے حاصل کئے بغیر جومفہوم تجویز کیا جائے گا وہ آیت شریفہ کی رو سے تکذیب کی علت اور بجائے دین کے کام ہونے کے فناف دین کا ذریعہ بنے گا۔ اس لئے اس کی تشریح حدیث میں سخت وعید کے ساتھ ممانعت آئی ہے۔ جیرت ہے کہ ایسے ہوشمندلوگ کس طرح یہ کہہ گذرتے ہیں کہ تشریحات انسانی عقل کے ذریعہ ہوتی ہیں اور حق کسی طبقہ کیلئے محدود نہیں ہرمسلمان کا فریعنہ ہے کہ نی تشریح کرے۔

ہرزمانہ میں نئی تشریح اور نئے حالات کے مطابق تشریح غور سیجئے کہ حضرت خاتم الانبیاء کی دحی اور دین کی ایسی تحریف اور طرفہ بید کہ ہرمسلمان کا فرض ہے کہ اس طرح قرآن مجید کو بازیچے اطفال بنالے پھر تو ہرخص من مانی مرادوں پرتشریح کرکر کے ہرتکم البی کو پچھ

ury.blogspot.com

سے پچھ بنادیا کرےگا۔ کیا بیے خدائی وحی کی تھلی تو بین نہیں؟ کیا بیصاف تحریف اور بھکم آیت سبب تکذیب نہیں؟ کیا بیحرام اور کفرے درجہ تک نہیں؟

خود تر اشیده مفہوم کوخدائی حکم کہنا خدائی کا دعوی یا خدا پر بہتان ہے۔

فرض سیج اس ادارہ نے یا کسی اور نے کوئی مفہوم تر اش بھی لیا تو اس کو خدائی مفہوم قرار دینا کیسے ہوسکتا اس کوقر آئی حکم کیسے کہا جا سکتا ہے۔ کیا اس طرح اپنے خودساختہ مفہوم کوخدائی حکم قرار دینے میں در پر دہ خود ہی خدا مفہوم کوخدائی حکم قرار دینے میں در پر دہ خود ہی خدا ہونے کا تو دعوی نہیں ہورہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سمجھائے ہوئے مفہوم اور پھر اس کو بی اللہ کے قول وہمل سے پہنچائے ہوئے مضمون کو بالائے طاق رکھ کر خود غلط سلط مفہوم گھڑ کرقر آئی لفظوں کی آڑ لے کراپی من گھڑ سے بات کوخدا کا حکم کہنا خود کوخدائی کہنے کے ہم معنی بن رہا ہے تو کیا مسلمان اس کے گھڑ سے بات کوخدا کا حکم کہنا خود کوخدائی کہنے کے ہم معنی بن رہا ہے تو کیا مسلمان اس کے گذر سے بات کوخدا کا حکم کہنا خود کوخدائی کہنے کے ہم معنی بن رہا ہے تو کیا مسلمان اس کے گذر سے زمانہ میں ایک دو کوئیں '' ہر مسلمان کا فرض (۱)' کفظوں سے لاکھوں کروڑ وں خدا کا تعلیم کر لینے کیلئے آبادہ ہوجا کیں گے۔

بھرنئے تقاضوں کا کیاعلاج

سوال ہوسکتا ہے اور ہورہا ہے کہ" نے حالات کے مطابق" "حالات کے مطابق" "حالات کے مطابق" " آخراحکام البی کیے معلوم ہوں تو سوچنے اور بیجھنے کی بات یہ ہے کہ نے حالات اور تقاضوں کا حکم آپ کو اسلام کا غلام بن کر معلوم کرنا ہے تو بحد نلہ ہر چیز کا حکم اسلام کے قانون میں صاف صاف یا اشارات سے بہتشر یحات صاحب وحی موجود ہے۔ اسلام کے قانون میں صاف صاف یا اشارات سے بہتشر یحات صاحب وحی موجود ہے۔ اگر یورپ کی عیارانہ چالوں سے یکسو ہوکر خود معلوم کریں یا دریافت کرلیں تو ہرا یک بات کا

⁽۱) بیدالفاظ ادارہ نقاف اسلامی کے صدر کی تقریر کے جی تعمل میارت یہ ہے '' چونک اسلام نے قرآن کی تشریخ آجیر کاحق کسی خاص طبقت کے گئے تحدود نہیں کیا ہے اس کے برمسلمان کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات پر تور کرے اور سننے حالات کے مطابق اکی تخریخ کرتے''۔

جواب ہےاور خداسلامت رکھے علائے دین کوابھی پچھا ہے دین کے ماہر موجود ہیں جو ہر بات کا تھم معتبر دلائل ہے بیان کر سکتے ہیں مگر واقعی وحقیقی علائے دین سے معلوم کریں نہ کہ ان کے لباس وشکل وصورت ہیں جاہل نا واقف دین ہے۔

اوراگر بورپ کی بے دین ولا فر بہیت کولا نا ہے اور اسلام کواس کا غلام بنا نا مطلوب ہے تو یہ مسلمان سے گوارا نہ ہوگا۔ وہ دین جوتمام ادیان کیلئے میزان کل ہے تمام بھلا ئیوں اور نیکیوں کا جامع ہے اس بیس بورپ کی ہے ایمانیوں بدکر دار یوں اور بداخلاقیوں دغا بازیوں حرام خوری وحرام کاری کواسلام بنا کروہ الا ناچا ہیں تو یہ اسلام دشنی بھی ہے تہمت بھی ہے اور بے دین ہونا ہے۔ جن کو یہ باتمیں پند ہیں وہ فوائد دنیا کے لئے اسلام کو بدنام نہ کریں خدائی احکام اور خدا کے نی کو بدنام نہ کریں حدائی احکام اور خدا کے نی کو بدنام نہ کریں۔ ان پر تہمت نہ لگا کیں۔ مسلمانوں کو بددین و لا فد بب نہ بنا کیں خود جو چاہے کریں مسلمانوں کو ان کے خدائی اسلام پر رہنے دیں۔ جو چودہ سوسال سے بنا کیں خود جو چاہے کریں مسلمانوں کو ان کے خدائی اسلام پر رہنے دیں۔ جو چودہ سوسال سے الی مفہومات و تشریحات البیہ ہے آیا ہوا ہے۔ ان کو خدا کے وحدہ لاشریک لدکا بی بندہ رہنے دیں اپنا بنانے کی اورخود معبود بنے کی ہوں نہ کریں۔

کیامسلمان نئ تشریح مان سکتے ہیں

آخرکون کس کابندہ ہے سوچ ہمجھ لے کہ ایسے پختہ ہوت ہے ہزارسالہ مفہومات اسلامی کو جوتشر بیحات الہید ہے حاصل ہوئے ہیں ایسے کسی کے کہنے سے خلاف دلیل اور من مانی باتوں کو اسلام بنانا ہے دھو کہ بنا کر کیوں مسلمان اسلام کے تقیقی مفہومات سے الگ ہوکر ہوت نے بین ان لوگوں پر کون کی وتی آگئی ہے کہ بیاس مفہوم کو تیجے اور چودہ سوسالہ مفہومات کو غلط قرار دینے لگے اگر کوئی شخص اس کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود اسلام سے بے بہرہ ہے اور خود اپنے ایمان پر ڈاکہ ڈلوانے کیلئے تیار ہوا

ناواقفول كوتشريح كاحق كهين نهيس

یہ بات جو بہلوگ آج اسلام کے بارے میں پیش کررہے ہیں اگر واقعی کوئی جاندار بات ہوتی اور یورپ سے متاثر ومرعوب ہو کران کے بے دینی کے نظریات کو اسلام میں داخل کرنامنظور نہ ہوتا تو ادارہ ثقافت اسلامی کے بنائے ہوئے بہتو اعد کہ'' تشر تک وتعبیر کا حق کسی خاص طبقہ کیلئے محدود نہیں کیا ہے اس لئے ہر سلمان کا فرض ہے بہتشر بیجات چونکہ انسانی عقل کے ذریعہ ہوتی ہے اس لئے ہر زمانہ میں نئی تشر تک کی جاستی ہے'' بے کومت کے توانین میں بھی جاری کیا جاتا اور ہر شخص کی اپنی تشر تک وہاں بھی معتبر قر ارد پنی ضروری تھی بلکہ اس طرح انجینئر کی، زراعت ڈاکٹری اور ہرفن میں دوسرے ہر شخص کی تشر تک بھی معتبر قرار پاتی لئے مرز بات ہیں دوسرے ہر شخص کی تشر تک بھی معتبر قرار پاتی لئے نہیں معلوم نہیں کن اسرار کی وجہ سے یہ قاعدہ اسلام پر تو نافذ کیا جاتا ہے مگر دنیا محرکے کی معاملہ میں اس کو استعال نہیں کیا جاسکتا۔

یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اگر قاعدہ صحیح ہے تو سب جگہ نافذ کیا جائے اور غلط ہے تو اسلام پر کیوں اس کی مشق کی جاتی ہے اگر بچھ ہمت ہے تو حکومت کے بی قانون کی تخریحات کا ہرخص کو پہلے اختیار دلوایا جائے پھر پچھ کہنے کا منہ ہوگا۔ اور دونوں میں فرق بھی بہت ہے کہ بیسب قوانین تو انسانی قوانین ہیں اور تشریحات کرنے والے بھی انسان، بہت ہے کہ بیسب قوانین تو انسانی قوانین ہیں اور تشریحات کرنے والے بھی انسان، یہاں تو سہولت سے ہرخص کو اختیار دینا جا ہے تھا یہ عجیب منطق ہے کہ خدائی قوانین ہیں تو ہرمسلمان کا فرض قرار دیا جاتا ہے اور حکومت کے قانونوں اور تمام فنون کے قاعدوں ہیں دوسروں کی تشریحات ممنوع، کیا یہ طرزعمل اس کی غمازی نہیں کرتا کہ مقصود پچھاور ہے ور نہ جو عقل ہر جگہاں قاعدہ کومر دود قرار دیتی ہے وہ یہاں کہاں چاگئی۔

نئ تشریحات بحمیل دین کاا نکار ہیں

اسلام تاحیات ایک مکمل دین ہے الیوم اکسملت لکم دینکم(۱) (آج تمہارے لئے میں نے تمہارا دین مکمل کردیا ہے) اس میں بیکاٹ تراش پیمیل کا انکار اور ناقص ہونے کا دعویٰ کس قدر خطرناک طریق کارہے۔

ادارہ ثقافت اسلامیہ کی قانونی سب سمیٹی نے عائلی قوانین کا جائزہ لینے کے بعد
کہا ہے کہ قرآن نے اگر چہ تعدداز دواج کی ممانعت نہیں کی ہے لیکن چونکہ اس کا منشاء یہ
ہے کہ مردایک وقت میں ایک سے زیادہ شادی نہ کریں اس لئے پہلی بیوی کی اجازت کے
بعددوسری شادی کرنے والے افراد کیلئے ایک سال کی موجودہ سزا کی بجائے دوسال کی قید
کی سزامقرر کی جائے۔

اس تمیٹی نے بیسفارش بھی گی ہے کہ پتیم پوتوں کو دادا کی میراث میں حصد دار بنانے کیلئے قانو نابیلازی قرار دیا جائے کہ پتیم پوتوں کا داداان کیلئے سا/. • در شے یا اپنے متوفی بیٹے کے حصد کے برابر جا کداد کی وصیت لکھ دے۔

سمیٹی کے اصول کے قرآن مجید کی نئ تشریح ہرمسلمان کا فریضہ اس کی معروضہ بالا شاہکاریوں کے ساتھ ساتھ آیت کی پیشگوئی سے بیہ خطرہ تھا کہ بیہ اصول قرآن مجید کی تکذیب وا نکار کا سبب بن کرر ہے گابیہ خطرہ جو سچے کلام سے بالکل سچا تھا اس کارنامہ میں سامنے آگیا تشریحات تو رہیں ایک طرف یہاں تصریحات کو بی غلط قرار دے کرقرآن کو مجھٹلا یا جا در بدحوای میں بیہ خیال بھی نہیں ہوسکا کہ کلام کا اول و دوم حصہ باہم ایک دوسرے کے خلاف بن گئے۔

ا کے طرف بیاعتراف کہ قرآن نے تعدداز دواج کی ممانعت نہیں گی۔ دوسری

⁽۱) سورة ما كدوآيت ٣

طرف ساتھ ساتھ بدو ہوئی کہ اس کا منشاء بہ ہے کہ مردا کی وقت میں ایک سے زیادہ شادی نہ کریں۔ کیا سارے ملک میں کوئی ایسائی سمجھ والا ہے جوان دونوں باتوں کو جمع کرسکے کہ تعدد کی ممانعت نہیں اور ایک سے زیادہ نہ کریں۔ دیکھ لی آپ نے سے حالات کے مطابق نئی تشریح۔ بیا قرار ہوتے ہوئے کہ تعدداز دواج کی ممانعت نہیں تشریح بید کہ ایک سے زیادہ نہیں تو کریں۔ اب فرما ہے بیصری تحکم الی کی تغییر وتبدیل اور اپنا قرار کے ساتھ تح لیف نہیں تو کیا ہے۔ "تعدد کی ممانعت نہیں تو کیا ہے۔

مولانا بعفرشاہ مجلواری نے اپنی تقریر میں بیٹا بت کیا کہ صلحت امت کے بیش نظر ہر تھم کو بدلا جاسکتا ہے ان کے بیان کے مطابق ایک نہیں بیبیوں ایسی مثالیں بیں کہ عبد نبوی کے احکامات خلافت راشدہ کے زمانے میں آکر بدل گئے۔ اور اس استدلال کے بعد انہوں نے قطعی الفاظ میں بیا علان کیا کہ مصالح امت کو ہر قانون پر فوقیت حاصل ہے۔ حنیف رائے نے سوال کیا '' قرآن پر بھی ہے'' مولانا چپ ہوئے پھر انہوں نے کہا کہ قرآن میں چوری کی سزاہا تھ کا ٹنائبیں ہے اور کیا حضرت عمر فاروق نے قط کے زمانہ میں قرآن میں چوری کی سزاہا تھ کا ٹنائبیں ہے اور کیا حضرت عمر فاروق نے قط کے زمانہ میں اے معطل نہیں کیا تھا۔'' (مشرق کیم اگست نمبر م کالم ۸)

اسلام کی زبان سے سنتے کہ

من از بیگا نگان ہو گز نه نالم که بامن ہو چه کرد آن آشنا کرد() ان مولاناصاحب نے تو قصه بی ختم کردیا کیسی تحریف کیسی تفصیل ہر علم البی کو بدل ڈالو، قرآن ،حدیث ،خدا اور رسول تالیق اسلام کو برطرف کردو، بس مصلحت کومعبود بنالو۔ کیسا دین ، کیسا ایمان ،ان کا سب کچھ ہے تو مصلحت ، دین مصلحت ،

⁽۱) مجھے غیروں کی شکایت نہیں ہے بلکہ اپنوں سے گلہ ہے کہ جھے پر ہمیشہ اپنوں نے ہی ستم ڈھائے ہیں۔

ایمان مسلحت ،خدامسلحت ،رسول مسلحت ، صنیف صاحب نه مولوی نه مولا تا نه علامه گروه بهی برداشت نه کرسکے که مسلحت کیلئے ہر تعلم بدلا جاسکتا ہو، اور وہ ہر قانون حتی که خدائی قانون ہے بھی فوق ہو۔ پھر ہوبید ہا ہے کہ سب خاموش ہیں کوئی اس تو ہین خدا پرٹس سے مس نہیں ہوتا۔ تمام ملک ایک شہر خموشاں بنا ہوا ہے۔ دوسری دلیلیں تو وہاں ذکر نہیں صرف حضرت عرض اوقعہ دیا گیا گر خیرت ہے کہ ایک علمی آ دمی ہوتے ہوئے ایسی حرکت کردے جوکسی معمولی آ دمی ہے بھی نہیں ہوگتی۔

حضوط الله نے شہر کے وقت صدود کو جاری نہ کرنے کو فر مایا ہے اور قحط سالی میں بیض آ دی ایسے بھو کے رہ سکتے ہیں کہ کی کی وقت تک ایک داندان کے منہ میں نہیں بینی سکتا ہوجس وقت کہ ان کوم ردار تک کھانا جا کز ہوجاتا ہے۔ دوسرے کا مال اس وقت کھالینا اور یافت (۱) پر قیت دے دینا بھی درست ہوجاتا ہے ایسے قحط شدید کے وقت جبکہ اس کے جا کز ہونے کا شہر ہوسکتا ہے اگر شبہ کا فائدہ ملزم کودے دیا جائے تو یہ اس صدیث کا بھی اتباع جا کر جہ وقت سرقہ کوجس پر ہاتھ کا نے کی صدید یقینی طور سے نہیں ہے اور قر آن کا بھی ، کیونکہ اس وقت سرقہ کوجس پر ہاتھ کا نے کی صدید یقینی طور سے نہیں پیا گیا۔ اس لئے قر آن وحدیث سے ہی انہوں نے بیتم دیا اور دین کا ہر عالم ایسے وقت برقہ کہ کی جہ گا بھی قر آن وحدیث سے ہی انہوں نے بیتم دیا اور دین کا ہر عالم ایسے وقت بدل دیا غلط اور عقل سے باہر کی بات ہے۔

نئ تشریح کفرتک پہنچاتی ہے

ان حرکتوں ہے اس آیت کامضمون واضح ہوکر سامنے آگیا کہ واقعی ا حاط علمی اور مرادالهی بہتشریح نبی (۲) نہ ہونے ہے تکذیب قر آن اور سلب ایمان تک نوبت آجاتی ہے۔ تشریح کامطلب تمام دنیا کی نظر میں اس کے سوااور پچھنیں ہے کہ لفظوں میں جس مفہوم کی

⁽۱)جباس کے پاس مال آجائے تو قیمت دے دے(۲) نبی کی تشریح سے ندہونے کی وجہ سے

ry.blogspot.com

گنجائش ہووہ پیش کر دیا جائے۔اگر قرائن و دلائل کے مطابق ہوتو تھیجے تشریح ہے ورنہ غلط اور تحریف۔

دوسری تشریح سنے "بیٹیم پوتوں کودادا کی میراث میں حصددار بنانے کیلئے قانو نامیہ لازی قرار دیا جائے کہ بیٹیم پوتوں کاداداان کیلئے ۱/۳ ور۔ ثے یا اپ متوفی بیٹے کے حصد کے برابر جا کدادلکھ دے" گویا ہے بھی قرآن مجید کی تشری قرار دیا ہے۔ کیا تمام دنیا کے شرق و غرب جنوب و ثال کے درمیان کوئی ایسا متنفس (۱) ہے جو پور نے قرآن کے کسی لفظ میں اس کی گنجائش نکال سکتا ہو کہ یہ وصیت لازی بن سکتی ہو۔ سکنے کی پوری تفصیل کسی ایک بیٹے کی موجود گی میں پوتے کا حصہ نہ ہونے کی قرآن و صدیث اور اجماع سے تصریح ، تمام خلاف موجود گی میں پوتے کا حصہ نہ ہونے کی قرآن و صدیث اور اجماع سے تصریح ، تمام خلاف باتوں کی حقیقت اور عقلی و نقلی دلاک کے انبار ، تمام شبہات کے جوابات ، احتر کی باتوں کی حقیقت اور عقلی و نقلی دلاک کے انبار ، تمام شبہات کے جوابات ، احتر کی باتوں کی حقیقت کی میراث "میں ملیں گے جوایم ثناء اللہ ریلوے روڈ لا مور ادارہ سے ملتی کتاب "بوتے کی میرم موجود گی میں پوتے کے حصوں کی تشخیص اور ثبوت بھی مکمل ملے گا۔ ہے۔ اور بیٹے کی عدم موجود گی میں پوتے کے حصوں کی تشخیص اور ثبوت بھی مکمل ملے گا۔ بہاں صرف اسکتے کیف بلکہ تبدیل و انکار قرآن ہونے کو پیش کرنا ہے۔

ہر خص غور کرسکتا ہے کہ جو بات خدا تعالی نے لازی نے قرار دی ہوائ کولازی قرار دی ہوائ کولازی قرار دی ہوائی ولان عام دینا تشریح ہے یا تحریف و تبدیل ۔ اور پھر بالکل خلاف عقل اور ظلم عظیم الگ، سنے قانون عام ہوتا ہے ۔ سب کیلئے ہوتا ہے ۔ اگر کسی کے پہلی بیوی سے لڑکا تھا۔ بڑے کاروبار اور بڑک جائداد کا مالک تھالا کھوں نقذر تم چھوڑ کر مراہے ۔ اس کے بیٹے اس کے وارث اور قابض ہوگئے ۔ مگر اس کے دومری بیوی سے دو چھوٹے چھوٹے بیچ ہیں اور خود غریب معمولی جائداد اور معمولی کاروبار کا مالک ہے ۔ مرنے کا وقت آگیا ہے تو آپ لازم قرار دیں گے کہ وان رئیس پوتوں کیلئے تہائی کی وصیت لازماکرے ورنہ حکومت چھوٹے چھوٹے بچوں کے ووان رئیس پوتوں کیلئے تہائی کی وصیت لازماکرے ورنہ حکومت چھوٹے چھوٹے بچوں کے ووان رئیس پوتوں کیلئے تہائی کی وصیت لازماکرے ورنہ حکومت چھوٹے چھوٹے بچوں کے

⁽۱)ابیاانسان ہے

طلق میں انگلیاں ڈال کرنکال کے اور وہ کم من بچا پنیا ہے معمولی ترکہ کے الاصہ سے محروم ہوجا کیں کہ جس کا اختیار خدا اور رسول نے ان کو دیا تھا۔ بید کتناظلم ہوگا کہ اس قانون سے کہ بیدیتم بچے روتے بلکتے رہیں گے ،کسمپری میں رہیں گے اور زر زرمیک شد (۱) میں اجا تارہ گا۔ چا ہے آگے چل کریتیم بچقعلیم و تربیت سے محروم ہوجا کیں اور بھیک کا پیالہ ان کے ہاتھ میں آجائے گرسا/ ارکیس بھتیج کو دینا ہوگا۔خواہ وہ عمر اور کاروبار کی کا پیالہ ان کے ہاتھ میں آجائے گرسا/ ارکیس بھتیج کو دینا ہوگا۔خواہ وہ عمر اور کاروبار کی اہلیت میں ان سے کہیں زیادہ بھی ہو۔ بیہ وگا اس تجویز کا لیس منظر جو کتنا خطر تاک ہیب تاک اور گھنا وُ تا ہے ہر چند کہ دا دا اس انجام کو دیکھ کر ابنا کل اٹا شان چھوٹے چھوٹے بچول تاک ہیک خدا و رسول کی مرضی کے موافق چھوڑ تا چا ہتا تھا مگر حکومت ان بچوں سے بھیک منگوانے اور تعلیم و تربیت سے محروم کرنے کی فکر میں رہے گی۔ سا/ اضر ور اور لازی دلوائے گی۔

اگر مرحوم بینے کے بچوں کو ماں کی طرف سے خوشحالی ہویا اس کی وراخت میں خوب دولت و جا کدادل چکی ہووہ اس کے پاس معمولی اٹا شاور دوسری بیوی اور شیر خوار بچہ ہو۔ تو ان کے حلق میں سے نصف یا ۱/۳ نکلوا کران کی زندگی تلخ کی جائے گی اور بیوہ ویلیم کو در درکی ٹھوکریں کھلوائی جا کیں گی۔ یہ نتیجہ ہوگا اس تجویز کا اور تا قیامت ان ظلموں اور تبدیل احکام کا گناہ تھیم تجویز کر نیوالوں پر الگ رہے گا۔

جوصاحبان دوسری شادی کو بند کرنے کیلئے ایک یا دوسال کی سزا کی سفارش کررہے ہیں جوقر آن شریف کے احکام کی تبدیلی وتحریف بلکہ ایک گونہ تو ہین ہے کہ گویا خدا تعالی نے اس کی اجازت دیکر غلطی کی ہے۔ہم میچے قانون ان کی غلطی اصلاح کا بنارہے ہیں تو ایبا اقدام دنیا وآخرت میں تباہ کن ہے وہ لوگ یہ بھی تو سوچ لیں کہ ایسے قانون سے وہ

⁽۱)روپیہ روپے کو کھنچاہے

بہت قتم کے فسادات کو ملک وقوم میں جنم دے رہے ہیں۔

عائيلى قوانيين كےنقصانات

- (۱) اصل قانون بن جانے کے بعد ہے ہی ہو چکا ہے اور ہور ہا ہے اور آئندہ اور تخق ہے ہوگا کہ بیویاں بات بات پرشو ہروں سے گھر بگاڑ کر میکہ میں براجمان ہوں گی۔ نہ مرد دوسری شادی کر سکے گاندان کواس کا کوئی فکر لاحق ہوگا اس طرح اس قانون کی وجہ ہے ہر گھر قیامت کا نمونہ بن کررہے گا۔ روز فسادر ہے گا۔
- (۲) اگرمردایئے کومرد بی سمجھے گا اوراس کی پرواہ نہ کرے توبیہ قصہ بدکار یوں کا درواز ہ کھول دے گا۔سبب بیقانون ۔بے گا تو گویا بیقانون بدکاریوں کا آلہ کاربنایا گیا ہے۔
- (۳) جب مرد تنگ ہوگا اور بیوی جولاتی ہودوسری کی اجازت دے نہ سکے گی تو مندکو بھی چھوڑئے ضرورتوں کیلئے وہ مجبور ہوگا کہ دوسری شادی کرنے کے ڈر سے بول ہونہیں سکے گا تو لا محالہ پہلی بیوی کوطلاق دے گا۔ توبیقا نون طلاقوں کا انتظام کرر ہا ہے اور گھرکے گھر برباد کرار ہا ہے۔ اگر نیچ بھی ہو چکے ہوں گے توان کو تباہ کرار ہا ہے۔
- (۳) طلاق کا ہوجانا گومرد کیلئے بھی تکلیف دہ ہے، گرغور کیجئے تو عورتوں کیلئے طلاق سخت تکلیف دہ ٹابت ہوتی ہے۔ اول تو آج کل کے ماحول میں کنوار یوں کی بھی اچھی جگہ شادی مشکل نظر آرہی ہے۔ مطلقہ کی شادی تو اور زیادہ مشکل ہوگی اور اگر عمر بھی کچھ زیادہ ہو چکی ہوگی تو رہی سہی تو تع بھی ختم ہوجاتی ہے اور اگر بچھ اولا دبھی ہوئی تو اور زیادہ وبال جان بن جاتی ہے۔
- (۵) عورت کیلئے شوہر کا گھراوراس کی آمدنی ہی اپنا گھراورا پی آمدنی ہوتی ہے۔اگر بغیر طلاق کے ہی یا طلاق کے بعد تنہا یا مع اولا د کے اس کو باپ بھائی کا دست نگر بن کرر ہنا پڑا تو گتنی ہی خاطر مدارات کی جائے بیاس کئے لئے انتہائی سوہان روح ہوتا ہے۔اس کا

تجر بدای مورت کو ہوتا ہے جس پر بید کیفیت گزرتی ہے شروع میں معمولی بات پراڑ جھڑ بیٹھتی ہےاور پھرتمام عمروہ کیفیت ہوتی ہے کہ بس ان کا بی دل جانتا ہے۔

ی قانون این صورتیں پیدا کر کے ان کی زندگی کو بالکل سطح کردےگا۔ بیٹورتوں کی خیر خواہی نہیں ہے جت ترین بدخواہی ہے۔ اور جو تورتیں غور وخوض ہے کا منہیں لیتیں وہ اس کواچھا سمجھتی ہوں گی ور نہ سوچ بچار والی عورت بھی اس قانون کوا پنے حق میں اچھا نہیں سمجھ سمجھتی ۔ ممکن ہے اس کا علاج تبجویز کیا جائے کہ ہم نے عورتوں کی تعلیم اور کلو طاقعلیم اس لئے جاری کی ہے کہ وہ کسی کی دست نگر بن کر نہ رہ سکیں اور اس طرح ان کی زندگی اجیرن نہ ہو سکے تو اس بے پردگ کی تعلیم اور ملازمتوں کے جو نتیج سا سنے آ بچے ہیں ملک وقوم کی عزت و ناموں کا دیوالہ نکا لئے کے لئے وہ بھی کافی ہیں مگر خیر اس کا حساس تو نہ ملک والوں کور بانہ قوم کو نہ عزت و ناموں کی کوئی شے باق ہے۔ نہ اس کی حفاظت کی اب حاجت ہوگی نہ گھروں کو فجہ خانوں سے اتمیاز دینے کی جن مرورت۔

لیکن پیمی تو سوچنا چاہئے کداگر بچیمی ساتھ ہوئے تو ان کی تربیت گھر پر وتربیت بیرونی اور ملازمت کا قصہ ایک جان سوجنجال کتنا تھن معاملہ ہے۔ بیاری، تندرتی، آفات، راحت ہرطرح کے دوراورا کیلی عورت کیا کیا کرسکتی ہے اور بیہونا ناممکن نبیس ہے کہ قورت تنہا ہی

جب کسی مرد کی بیوی مرجاتی ہے اور چھوٹے چھوٹے بیچے رہ جاتے ہیں تو خیال سیجئے اے کیسی کسی صعوبتیں در پیش ہوتی ہیں یہی حال اس عورت کا ہوگا جوا کیلی رہ جائے گی، مردقوی المز اج بھی برداشت نہیں کرسکتا تو صنف نازک کا کیا حال ہوگا؟

ممکن ہے کہا جاسکے کہ طلاق پرخود قدغن قائم کردیا گیا ہے کہ ایک نوٹس چئیر مین کوایک بیوی کودیں۔ ۹۰ دن میں وہ مصالحت کی کوشش کریں گے پھرا گرصلح نہ ہوئی تو طلاق ہو سکتی ہے۔ گر اول تو یہ بات ہی دین کے خلاف ہے کوئی طلاق دے اور نوٹس نہ دیتو طلاً ق تو ہو کررہے گی کوئی

ury.blogspot.com

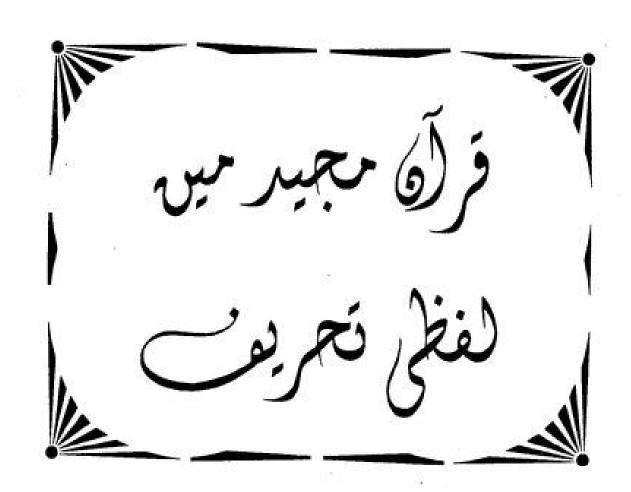
طلاق ہائن دے دے یا طلاق مغلظہ وے دے توسلح ہی طلال نہ ہوگی۔ اگر سلح کی گئی تو عمر بھر کی بدکاری ہوگی جیسے کہ آج ہور ہا ہے پھر یہ بھی خیال کرنے کی بات ہے کہ مقد مات میں بات ہوتی پھر یہ بھی خیال کرنے کی بات ہے کہ مقد مات میں بات ہوتی پھر یہ بھی ہور نہ بیان کر سکتے۔ پھے اور بیان کر سے ہو اور بیان کر سے ہو اور بیان کر سے ہو ہو اور بیان کر سے ہو ہوگئی کرنے کو تیار بھی ہودر نہ بہائتہ بسیار (۱) ہو کر میں گئی تو پھراصل وجہ اور کسی وقت رنگ لائے گی کون کس کس وقت تک سلح کرایا کرے گا۔

(۲) یوی کی اجازت خود ایک بڑے فساد کا شاخسانہ ہے جوعورت بلا شرکت غیر خاوند کی حقد اراور کل آمدنی ممان جائداد، کاروبار کی مع اپنی اولاد کے متحق ہور ہی ہے وہ کب یہ گوارہ کرسکتی ہے، ہر چیز میں دوسری کونصف کا مالک قرار دے دے خصوصاً جبکہ اس کواس سے کوئی فائدہ کی بھی امید نہیں ہوسکتی بلکہ اور روز روز کی چیقاش کے اندیشے زیادہ ہوتے ہیں اس لئے اب دو صور تیں ہوں گی۔ یا مرداس قد ریحک اور مجور کردیں گے کہ وہ اپنی آرز وؤں کو خاک میں ملاکراس کی بال میں بال ملائمی ورند روزانہ گھر کو دوز خ بنالیس اور زندگی دشوار ہوجائے مرف ایک مجوری میں وہ اجازت دے گئی ہے یا چرکوئی نشہ یا دواالی کرائی جائے جس سے اس کے دما فی تواز ن میں فرق آجائے کوئی سفلی یا علوی بالکل ناجائز گناہ ایسا کمل کرایا جائے جس سے وہ جواس باختہ ہو کر دون کہ ہددے جو خاوند کہلا ناچا ہتا ہے اور ایسا ہم لیکر این پرخود کلباڑی رسید بال ہوں تو ساری عمر رویا کرے کہ خود کر دہ را علاج نیست (۲)۔ اپنے پاؤں پرخود کلباڑی رسید کر لی تھی۔ اگر اس کی اجازت کا دخل نہ ہوتا تو صبر بھی آسکنا تھا گر اب تو ساری عمر رویا کرے کہ خود کر دہ را علاج نیست (۲)۔ اپنے پاؤں پرخود کلباڑی رسید کے سواکوئی میں بو کئی۔ اگر اس کی اجازت کا دخل نہ ہوتا تو صبر بھی آسکنا تھا گر اب تو ساری عمر رویا کر ہوگئی۔ کی سے وہ کو کئی میں بو کئی۔ اگر اس کی اجازت کا دخل نہ ہوتا تو صبر بھی آسکنا تھا گر اب تو ساری عمر رویا کہ د

یہ ہوگا اس قانون کا پس منظر۔ فرمایئے بیے مورتوں کی خیر خواہی ہے یا بدخواہی۔ ذرا عورتیں بھی اس برغور کرلیں۔

⁽۱) ملح نذكرنے كے بهت بهانے بين (۲) اپنے كئ كاعلاج نبيل

toobaa-elibra



ury.blogspot.com

Joolahan Jahan Jah

یہ مقالہ دراصل ایک استفتاء کا تفصیلی جواب ہے جس میں حضرت مفتی صاحب فی سے قرآن پاک وعربی کے علاوہ کی بھی زبان میں لکھنے کے عدم جواز کو پچاس دلائل سے خابت کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اس طرح قرآن پاک میں تحریف لازم آ گیگی کیونکہ قرآن نام لفظ ومعنی دونوں کا ہے۔ لہذا الفاظ کی حفاظت بھی ای طرح ضروری ہے جس طرح معنی کی۔ احقر نے ان سب دلائل میں عنوانات قائم کردیئے ہیں۔ اور جہاں ضرورت محسوس کی حواثی کا اضافہ کیا ہے۔

قرآن مجيد ميںلفظي تحريف

1

کیاارشاد ہے علمائے کرام وائمہ دین کااس مسئلہ میں کہ قرآنی الفاظ کوغیر عرب یا نومسلم کیلئے آسان کرنے کے واسطے (تا کہ آئیس قرآن کریم اپنی زبان میں پڑھنے کی آسانی ہوجائے) لاطبنی وغیرہ حروف میں بدل لینا جائز ہے کہ نہیں؟ دلائل قویہ کے ساتھ فتوی مرحمت فرمائیں ،تا کہ اللہ تعالی کی کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں رہے اور وہ اللہ کے احکام پڑھ لیس خصوصا غیر اسلامی بور پی وطن والے فائدہ اٹھا سکیس۔امید ہے کہ قرآن مجید کوغیر عربی میں کھنے کے حکم کوظا ہر کریں گے اور جلد از جلد ہمیں ارسال کریں گے۔

مولا ناعبدالرشیدر بانی،امین عام جمیعت علمائے برطانیہ الجواب مبسملا و محمدلا و مصليًا و مسلّما

جہاں تک مجھے معلوم ہے اور بات یہی ہے کہ قرآن مجید الفاظ اور معنی دونوں کا

نام ہے۔ دونوں میں سے ایک کو بھی بدل ویناتح بف ہاعاد نااللہ منه(۱)

كتاب الانقان في علوم القرآن جلد اص المريطام سيوطي تحرير فرمات بين:

ترجمہ: کیاغیرع بی خطیس قرآن شریف کی کتابت جائز ہے؟ ذرکشی فرماتے ہیں، میں نے اس بارے میں علاء میں سے کسی کا کلام نہیں دیکھا۔ پھر فر مایا اور اختال ہے جواز کا، یعنی الفاط بعینہ قائم رکھ کر حرف کی صورت کسی دوسرے خط کی کردی جائے تو جائز ہے جیسے نتعلیق میں لکھ دینا کیونکہ اس کو بھی اچھی طرح پڑھ سکتا جوقر آن کوعر بی زبان میں پڑھتا ہے اور صواب کے قریب اس سے بھی منع کرنا ہے جیسے کہ غیرع بی زبان میں تلاوت حرام ہے اور اسلے بھی کہ عرب کا قول ہے کہ قلم بھی دوز بانوں میں سے ایک ہے۔ اور عرب غیرع بی قلم کو نہیں بہتا ہے کے خیر میں نے میں فرمایا یعنی عربی زبان وخط میں نزل فرمایا ہے۔ اور جلد دوم ص ۱۲۵ پر لکھا ہے:

اورامام احمد بن خبل فرماتے ہیں مصحف عثانی کے خط کی مخالفت حرام ہے، واؤیا الف وغیرہ میں بھی۔ اورامام بہبی نے شعب الایمان میں کہا ہے اگر قرآن شریف کو لکھے پہند میدہ یہ ہے کہ ان حروف کی حفاظت کرے جن حروف سے انہوں(۲) نے بیقرآن مجید لکھے ہیں اور لکھنے میں ان کے خلاف نہ کرے اور جو کچھانہوں نے لکھا ہے اس سے ذراسا بھی نہ بدلے۔ کیونکہ حضرات صحابہ کرام میں والے سپچ دل اور زبان والے اور عظیم امانت دار تھے اور ہمارے لئے گنجائش نہیں ہے کہ ہم اپنے دلوں میں اس پرکوئی اعتراض کھیں۔

⁽۱) الله بم كواس بياء ٤ (٢) يعنى صحاب نے

دلائل

قرآن کوغیرعربی میں لکھناتحریف ہے

الله تعالی نے سورہ یوسف میں فرمایا ہے: إِنَّا أَنْ زَلْنَاهُ قُوٰالنَّا عَرَبِیًّا (۱)' بیشک ہم نے نازل کیا ہے اس کوعر بی زبان میں' لہذا یکل کا کل عربی ہے اور کلام الفاظ کے مجموعہ کا اگر حروف عربی ہوں گے تو کلام عربی ہوگا اور اگر مروف عربی ہوں گے تو کلام عربی ہوگا اور اگر حروف عربی ہوگا۔ گویا قرآن ،قرآن ندر ہےگا۔ حروف عربی ہوگا۔ گویا قرآن ،قرآن ندر ہےگا۔

اورسورة الشعراء مي بيلسان عَرَبِي مُبين (۱)" اورجم في اس كوواضح عربي مُبين (۱)" اورجم في اس كوواضح عربي ربان مي نازل كيام،

اورسورة ابرائيم مين ہے وسا ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم (٣) (اوربين بيجام نے كوئى رسول مراس كى قوم كى زبان مين تاكدوه ان كى واسطے خوب بيان كرسك

اورسورة بقره میں ہے قبرانا عبر بیا غیر ذی عوج (۳)''ہم نے قرآن عربی میں بنایا ہے وہ بجی والا نہیں ہے''

ان سب آیات کا مقصد سے کہ قر آن عربی ہے اور عربی زبان کلمات کا مجموعہ اور کلمات حروف عربیہ کا مجموعہ ہیں اگر الفاط عربی ہوں گے تو کلام اور زبان عربی ہیں اور اگر کلمات حروف غیر عربی ہوگئے تو کلام اور زبان بھی غیر عربی ہوں گے۔ اور اللہ تعالی نے حمام فرمایا ہے کلمات کو اپنی جگہوں سے تحریف کرنے اور اس کے حروف کی تبدیلی ان کی جگہوں سے تحریف وتبدیل ہے۔ جگہوں سے تحریف وتبدیل ہے۔

⁽۱) سورة يوسف آيت ۲ (۲) سورة الشعراء آيت ۱۹۵ (۳) سورة ابراتيم آيت ۴ (۴) سورة زمر آيت ۲۸

سورة ما کمره میں فرمایا ہے ہے۔ رفون الکسلم سن بعد مواضعہ (۱) ''یہودی کلمات کی تحریف کرتے ہیں ان کی جگہ مقرر ہو چکنے کے بعد سے'' اوراہیا ہی سورہ نماء میں بھی ہے۔

انگریزی میں قرآن لکھنے ہے بعض شکلوں میں معنیٰ بدل کر کفرلازم آتا ہے

یادر کھ لینا جائے کہ عربی کے بعض حروف یورپی زبان میں نہیں بائے جاتے جیسے ت ث ص ض ظ ح ف و ط ع غ تولائ الدایک کی جگہ دوسراحرف رکھا جائے گاتو بہت مرتبہ معنی جواز ہے جرام بلکہ کفر کی طرف بھی بدل جائیں گے۔(۱) مثلا اگر لکھا جائے گا آئین الْئے قِین بجائے عَیْنُ الْئے قِیْن کے تو یہ گفر ہوگا کیونکہ عَیْنُ الْنَقِیْن کے تو یہ گفر ہوگا کیونکہ عَیْنُ الْنَقِیْن بعینہ یقین کو کہتے ہیں اور آئین الْنَقِیْن کے معنی کہاں ہے یقین ۔استفہام انکار ہو گراہ بھین کا انکار بن کر کھلا کفر ہوگیا۔

انگریزی تلفظ فسادنماز کا سبب ہوگا

ذ زظ ض انگریزی میں جب لکھے پڑھے جائیں گے توان کی جگہ Z استعال ہوگا جو سب کے معنی بدل دے گا اور نماز تک فاسد کردے گا۔

انگریزی میں اعراب نہ ہونیکی وجہ سے بھی اشتباہ ہوگا

حرکتوں کا توکسی نامکمل زبان میں اعتبار ہی نہیں ہے مگر عربی زبان میں جواز ہے گناہ کی طرف بلکہ کفر کی طرف پہنچادیے ہیں کیونکہ کئی زبر کے ساتھ اورائٹ زبر کے ساتھ ذکر

⁽۱)سورۃ المائدہ آیت ۳۱ (۲) تجوید کی سب کتابوں میں ہے کہ اگر حرف حرف ہے بدل جائے تو کھن جلی ہے جو حرام ہے۔

كيلي بين اورزىر كے ساتھ مؤنث كيليج بين -(١)

جب دونول میں فرق نہیں ہوگا مردعورت سے اورعورت مرد ہے مشتبہ ہوجا ئیں گے بلکہا گراللہ تعالی کیلئے زیر کیساتھ کہددیا تو کفربن جائےگا۔

غيرعربي ميں لکھا ہوا قرآن وحی نہیں کہلاسکتا

جبکہ وتی الہی عربی ہے لفظ لفظ حرف حرف عربی ہے، توبد لے ہوئے الفاظ کیلئے ممکن نہیں ہے کہ یوں کہا جائے وہ وتی الہی ہے کیونکہ بیحروف اور بگڑی ہوئی حرکات انسانی ہیں۔ نہر بی اور نہ وتی الہی ہیں توانکو وتی الہی کہنا جھوٹ اور اللہ تعالی پر تہمت ہے و ہسسن اظلم مسن افتری علی اللہ کذباً (۲)''کون زیادہ ظالم ہے اس محض ہے جواللہ پر تہمت لگائے'' اس سے قرآن کا انکارلازم آئے گا تو تہمت کا گناہ الگ ہوگا۔

حروف کی کمی لازم آئیگی

حرف مشدد عربی میں تو ایک حرف کھا جاتا ہے کیکن پڑھا جاتا ہے دومر تبدایک مرتبہ ساکن اور ایک مرتبہ متحرک اور پور پی زبانوں میں تشدید ہوتا ہی نہیں تو ایک حرف باقی رہے گا اور دوسراحرف غائب ہوجائے گا اور ایک حرف کا ترک کرنا بھی تحریف ہوائے گا اور ایک حرف کا ترک کرنا بھی تحریف ہوائے گا اور ایک حرف کا ترک کرنا بھی تحریف ہوجائے گا اور ایک حرف کا ترک کرنا بھی تحریف ہوجائے گا اور ایک حرف کا ترک کرنا بھی تحریف ہوجائے گا اور ایک حرف کا ترک کرنا بھی تحریف ہوتا ہے۔ (۲)

فتحه كاالف سے بدل جانا

بعض یورپی زبانوں میں بعض حروف فتہ کی جگہاستعال ہوتے ہیں بھی الف کی

(۱) خَلَفَتُكَ بِنَ قَبُل مِن كَافَ مَر كَيكَ بِمراد حضرت ذكر يا بِن الركاف بِرزير بِرْحين عَيْقِ معنى بدل جائين بين وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِن معنى بدل جائين عَلَيْهِمْ عَن بدل جائين عَلَيْهِمْ بين معنى بدل جائين عَلَيْهِمْ مِن عَلَيْهِمْ بين معنى بدل جائين عَلَيْهِمْ مِن معنى بدل جائين عَلَيْهِمْ مِن معنى بدل جائين من مناها ہے كہ كى حرف ميں كى كرنا بھى لون جل ہے اور مشدد كو مشدد ند برا هنا بھى لون ہے جوجرام ہے۔

جگه مثلا A مجمعی یائے مجبولہ کی صورت میں ہوگا اور اشتباہ پیدا کرے گا جیسے لفظ سہار نبور انگریزی میں لکھا جائے گا Saharanpoor جوسا ہاران پور بن گیا عربی کلمہ ان مختلف صورتوں سے مشتبہ ہوجا تا ہے اور بیتح یف ہے کیونکہ یہ بڑھنے میں ساہارانپور ہوجائے گایا ساہار بینور ہوجائے گا()۔

انگریزی حرف C بھی کاف کی آواز دیتا ہے بھی سین کی تو یتج ریف ہوگ۔ O اور **W**کے استعمال سے بھی بھی تحریف لازم آتی ہے

سمجھی ان زبانوں میں ضمتہ کی جگہ انگریزی میں O دو بار اور بھی حرف W استعال ہوتا ہے تو اللہ اکبراً کے اُکٹر ہوجائیگا جس کے معنی ہوجا کیں گے''اکبرنام کے کھلاڑی لوگ''اور بیتحریف عظیم ہے کیونہ السلّه فو لفظ لہود'') سے اسم فاعل کی جمع ہے اور نون اضافت کی وجَہ سے ساقط ہوگیا ہے اکبرنام کی طرف مضاف ہونے ہے۔

مخرج اورصفت کی تبدیلی ہے معنی بدل جاتے ہیں،،

انگریزی حرف 8 '' شئ ہے بدلے میں اور'' س' کے بدلے میں اور'' س' کے بدلے میں اور'' ص' کے بدلے میں اور '' ص' کے بدلے میں لکھا جاتا ہے اور عربی کے ان تینوں حرفوں کا الگ الگ بخرج ہے اور الگ الگ صفت ہے مخرج اور صفت کی وجہ ہے ہی وہ ایک دوسرے ہے ممتاز ہوتا ہے اور غیر عربی حرف کی تبدیلی ہے معنیٰ بدل جا کیں گے کیونکہ معنی ہرایک کے علیحدہ علیحدہ ہیں جیسے تو م یعنی الہمن جوسالن میں کھایا جاتا ہے اور سوم کے معنی ہیں زخ یا جنگل میں جانوروں کا چراتا ہے۔ اور صوم کے معنی ہیں زخ یا جنگل میں جانوروں کا چراتا ہے۔ اور صوم کے معنی ہیں روزہ یعنی انسان کا کھانا بینا جماع کا فجر ہے غروب تک نیت کے ساتھ چھوڑ نا تو غور کروکہ معنیٰ کہاں ہے کہاں تک پہنچ جائے گاکیسی زبردست تحریف ہوگی۔

(۱)اور بیرف کی زیادتی ہے جوگن ہے اور حرام ہے(۲)لبو کے معنی کھیل کے آتے ہیں اس کے اسم فاعل کے معنی کھلاڑی ہو گئے۔(۳)مخرج اورصفت کی تبدیلی بھی کمن جلی کا باعث ہے جوحرام ہے۔

حرف کی تبدیلی

بعض عربی حروف ایسے ہیں کہ جب ان قاصر زبانوں میں کوئی حرف اس کا بدل نہیں ماتا تو یہ لوگ اس کی ادائیگی کیلئے دویا تمین حرف بناتے ہیں جیسے حرف خ کی جگہ انگریزی میں KH استعال ہوتے ہیں اور وہ ہوجاتا ہے کھ جیسے خراب کے بدلے میں '' کھر اب' تو قرآن شریف کالفظ ندر ہا۔

اجماع كىمخالفت لازم آئيگى

قرآن شریف کا ایک نسخہ ہے جس کہ کماجاتا ہے امام اور وہ وہ نسخہ (۱) جو لغت قریش پر لکھا گیا ہے اور اس بات پر بھی اجماع کیا ہے کہ لفظ ایسے طریقے پر لکھے جا کیں کہ ان کو دوسری قر اُت پر بھی پڑھاجا سکے اور کوئی تغیر نہ ہو مثلا شالیف یَوْمِ الدّیْن کو بغیر الف کے صرف میم پر کھڑا زبر دے کر منظیف یَوْمِ الدّیْن لکھاجاتا ہے تا کہ اس پر دوسری قرات میلافِ یوم الدین بھی منظبق ہوجائے اور جب یور پی زبانوں میں ایسا نہی ہوسکتا تو امام کے خلاف اور اجماع کی مخالفت ہوئی جو گناہ عظیم ہے جسے داائل سے پہلے اتقان سے نقل ہوجائے۔

ترك تعظيم كا گناه لازم آئيگا

⁽۱) حضرت عثان نے رسم قریش پرقر آن یاک تکھوایا اس پرسب کا جماع ہے کدر سم عثانی کے خلاف تکھنا جائز نبیس

نہ ہو سکے گا حالا نکہ لام کاموٹا ہو تا اللہ تعالی کی تعظیم کی وجَہ سے تھااس کے جیموڑ نے میں تعظیم کا جیموڑ نا ہوا اور ترک تعظیم گناہ ہے۔

کلام عربی ندر ہے گا

ایسے ہی حرف''ر'' اگر بعد فتہ یا ضمہ کے ہو یا کسی موٹے حرف سے پہلے ساکن ہوتو موٹی پڑھی جاتی ہے جیسے مِسرِّ صَسادِ میں ،ان میں سے کوئی صورت نہ ہوتو ہاریک۔اور غیرز بانوں میں اس کابدل نہیں ہوسکتالہذا سے کلام عربی میں غلط ہو جائےگا۔

قر آن کامہمل ہونالازم آئے گا

عربی زبان میں نون ساکن کے بعد اگرب آجائے تو نون میم سے بدل جاتا ہے جیسے وین بغد لکھا جائے اور میں برکوہ میں پڑھا جاتا ہے کیونکہ یہ منبراسم آلہ ہے نبرمعنی ظہر سے پس ممبر آلہ کے ظہور ہوا۔ تو جب دوسری زبانوں میں دومیم سے ممبر لکھا جائے گا تو اسم آلہ مبر بمعنی ظہور نہ ہو سکے گا پس مہمل اور اطہو جائے گا۔ اور قرآن غلط مہمل نہیں ہوسکتا۔

عدم ادغام کی وجہ سے تحریف لازم آئگی

الف اورلام عربی میں جب حروف شمید (۱) سے پہلے ہوں گے تو اس میں ادغام پایا جائے گا اور بجائے لام کے وہ حرف دوگنا یعنی تشدید کابن جائے گا جیسے الرحمٰن اور الرحیم اور اُرحروف قمریہ سے پہلے ہوگا تو ادغام نہیں ہوگا جیسے الحمد اور غیر عربی زبان میں بھی ادغام نہیں کیا جائے گا کیک بی حرف رہے گا تو یہ لفظ قرآن کے لفظ کے خلاف اور تحریف ہوگا۔

⁽۱)حروف هجی کی دولته ین میں قمری و مشتی حروف قمری په ہیں۔ "ا ب ج ح خ خ ف ق ک م و و ک" باقی سب حروف میں۔

قرآن کاحضور علیہ کے لہجہ میں پڑھناضروری ہے

اللہ تعالی کا ارشاد ہے فاذا قراناہ فاتبع قرانہ (۱) "جب ہم جر کیل کی زبان سے پڑھیں تو ہم اس کا اتباع کرو" تو جر کیل کی قرات کا اتباع نجی کیا ہے۔ پڑھیں تو ہم اس کا اتباع کرو" تو جر کیل کی قرات کا اتباع تابعین پر تبع تابعین پر جبع تابعین پر جبع تابعین پر جبع تابعین پر جبع تابعین پر جبام مسلمانوں پر ہراستاد سے شاگر د پر ۔ تو ہر حرف ایبا پڑھا جا ناواجب ہے جیسے جر کیل نے نجی ہو ہے۔ کے مرح ف کو اس کے برخا تھا اور ایسے ہی آئ تک استاد در استاد ہر شاگر د پر واجب ہے کہ ہر حرف کو اس خر خرا کی حفات سے کہ ہر حرف کو اس خرج سے انہوں نے اوا کیا تھا اور انہی صفات سے اور کر بی جن صفات سے انہوں نے اوا کیا تھا اور ایم تقصد یور پی زبانوں میں فوت ہوجا تا ہے اس لئے طال نہ ہوگا۔ ایسے ہی آئی ہر خرف کے عوض دوسراح ف رکھنے ہے بھی یہ مقصد فوت ہوجا تا ہے وہ فضول گناہ ہے۔ جیسے ح کے بدلے خاور کا ف یا گاف بجائے قاف فوت ہوجا تا ہے وہ فضول گناہ ہے۔ جیسے ح کے بدلے خاور کا ف یا گاف بجائے قاف کے اور و کے بجائے و اور ت کے بدلے ہیں شان کوروکنا اور سے کے کرانا واجب ہے۔ اور و بجائے ح کے ۔ یہ تو ہر زبان میں ہور ہی ہیں ان کوروکنا اور سے کے کہا ہے۔ علامہ جزری نے تھیک کہا ہے۔

الاخذ بالتجوید حتم لازم من لم یجود القرآن آثم ''تجویدے پڑھناواجبولازم ہے جوقرآن کوتجویدے نہیں پڑھتاوہ گنهگار ہے'' غیر عربی میں لکھنا حفاظت خداوندی کے خلاف ہے

حق تعالی کاارشاد ہانا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (۲)" بے شک ہم بی نے نازل کیا ہے ذکر یعنی قرآن مجید کواور ہم بی اس کے محافظ ہیں" اور بیا یک

⁽۱) سورة قيامة آيت ۱۸(۲) سورة الحرآيت ۹

عظیم معجزہ ہے کیونکہ چودہ سوسال گذر چکے ہیں کدا یک حرف ایک نقط ایک شداور ایک مداور زیر تک کا فرق نہیں آیالیکن تعجب پر تعجب ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن لوگ خود مسلمانوں بی کواس کی تندیلی پر بھڑ کا رہے ہیں کہ حروف وحرکات وسکنات تک بدل ڈ الیس مسلمانوں بی کواس کی تندیلی پر بھڑ کا رہے ہیں کہ حروف وحرکات وسکنات تک بدل ڈ الیس کس قدر تعجب کی بات ہے کیوں سب مسلمان دشمنوں کے دھو کہ میں آگئے۔اعاد نیا اللہ منبھا (۱)۔

تحريف قرآن لازم آئيگی

الله تعالی نے تمام جہانوں کواورتمام کلوقات کواس کا چیلنج کیا تھااس جیسا قرآن لاؤ یااس جیسی دس سورتیں لے آؤ یاایک ہی سورت لے آؤگر چودہ سوسال تک سب اس سے عاجز رہے۔اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں نے خود مسلمانوں کو یہ دھو کہ دیا کہ وہ اس کے الفاظ کو بدل بدل کرایک سورۃ یا دس سورۃ یا پوراقر آن نیا بناڈ الیس اور سخت جرت کی بات ہے کہ مسلمان ایکے دھو کے میں آگئ اور تبدیل حروف وحرکات و سکنات تک پ تیارہ وگئے فیر حمیہ الله و یہدیهم (۲)۔

ثواب ہےمحردمی

حدیثوں میں آیا ہے کہ جو محض اللہ تعالی کی کتاب کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ہر حرف کے بدلہ میں دس نیکیاں ملے گی (تر ندی وغیرہ) اور جب قر آن شریف کے حروف بی باقی ندر ہیں گے تو اس سارے اجروثو اب سے محرومی ہوجائے گی۔ کیا مسلمان اسے قبول کریں گے؟

عظيم خساره

قرآن شریف کے تمام حروف جیسے کہ علماء نے گئے ہیں ۳۲۳۷۱ (تین لاکھ تھیں ہزار سات سوساٹھ) ہیں تو تمام نیکیاں ۲۰۰ ۳۲۳۷ (بیٹیں لاکھ سنتیں ہزار چھسو) تھیس ہزارسات سوساٹھ) ہیں تو تمام نیکیاں ۲۰۰ ۳۲۳۷ (بیٹیں لاکھ سنتیس ہزار چھسو) ہو کیس تو یہ سارا اثواب تو ختم ہو گیا اور بیز بردست خسارہ کی بات ہے اور اس کا سب بیے تبدیل حروف ہی ہوگا اور بیبری عظیم معصیت (۱) ہے۔

جنتی زبان ہے دشمنی

ایک حدیث میں ہے کہ سرکار دو عالم اللہ فیلے نے ارشاد فرمایا کہ عرب سے محبت کرو تین وجہ سے کہ میں عربی ہوں اور قرآن عربی ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہے(متدرک بہتی)

لہذا حروف وکلمات کا بدلنا اہل جنت کی زبان سے وشمنی بی نہیں بلکہ جنت کی بھی وشمنی ہے صدیث کے الفاظ میہ ہیں: "احبوا العرب لثلاث لانبی عربی و القرآن عربی ولسان اهل الجنة عربی" ضروری توبیتھا کہ ہر مسلمان عربی قرآن کا حافظ یا تقریبا حافظ ہوتا اپنے ملک (جنت) کی زبان سے مانوس ہوسکتا نہ یہ کہ اتنی دوری ہوجائے۔

قرآن عربی میں پڑھنالازم ہے

رسول التُعَلِيَّة نفر مايا مها السفرة الكرام البررة والذي يقرء القرآن ويتتعتع فيه وهو عليه شاق له اجران (بخاري)و ملم)

⁽۱) بہت بڑا گناہ ہے

قرآن کا ماہرتوان نیک آنے جانے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔اور جو مخص قرآن پڑھتا ہےا ٹک اٹک کرمشقت کے ساتھ اس کے لئے ڈبل اجر ہے۔(۱)

ان تمام حفاظ کرام کیلئے خوشخری ہے کہ عربی الفاظ کو ثنتلا کر پڑھنے میں اجرعظیم ہے اور اگر مشقت میں پڑجا ئیں تو ہر ثنتلا کر پڑھنے والے کے واسطے دواجر ہوں گے اس لئے سب پر لازم ہے کہ قرآن شریف کے الفاظ عربی میں پیکھیں اور دشمنوں کی دھو کہ دہی میں جتلا نہ ہوں۔ بلکہ ان پر واجب سے کہ وہ ان عظیم اجروں کو حاصل کریں اتن عربی سیکھیں جس سے پڑھ کیں۔

اللدتعالى يرتهمت

حق تعالی کارشاد ہے کہ انا انولناہ فی لیلۃ القدر(۲) یعنی ہے شکہ ہم نے ہی قرآن شریف کوشب قدر میں نازل کیا ہے) اور متعدد آیات میں ہے کہ قرآن شریف اللہ تعالی کی طرف ہے نازل کیا ہوا ہے اور نزول اول اور بالذات الفاظ (۲) کا ہی ہوتا ہے معانی تو ان کے تابع ہوتے ہیں تو اگر اس قران کو جو تبدیل حروف ہے لکھا جائے گا اور غیر عربی زبان میں لکھا جائے گا ،اگر قرآن کہا گیا تو یہ جھوٹ اور اللہ تعالی پرایک تہمت ہوگے۔

غيرعر بىحروف كوكلام اللهنبيس كهدسكت

بہت ی آیات میں آیا ہے کہ قرانا عربیا اور بلسان عربی مہین وغیرہ وغیرہ بیسب آیات ٹابت کرتی ہیں کہ غیر عربی حروف کا کلام اللہ ہونا ناممکن ہے کہ وہ قرآن کہلا سکے اس کوتو قرآن کہنا گناہ ہے۔

⁽۱) ایک تو فی حرف دس نیکیاں تھیں اور تلا کر پڑھنے ہر دس اور بڑھ گئیں۔ (۲) سورۃ القدر آیت ۱ (۳) اصل نزول تو الفاظ ہی کا ہوامعنی اس کے همن میں آئے ہیں۔

لوح محفوظ ميں عربی الفاظ محفوظ ہیں

حق تعالی کاارشاد ہے بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ (۱) "بلکہ وہ قرآن مجید فی لوح محفوظ (۱) "بلکہ وہ قرآن مجید لوح محفوظ میں ہے" اور ہر شخص جانتا ہے کہ غیر عربی الفاظ والا قرآن لوح محفوظ میں ہوسکتا بلکہ خالص عربی الفاظ الرے ہیں اورائ طرح محفوظ میں ہیں غیر عربی والا قرآن جعلی ہوگا۔

غیر عربی میں لکھا ہوا قرآن عربی قرآن کے برابزہیں ہوسکتا

سب لوگ جانے ہیں کہ ہرحرف وحرکت ونقط اور ہر جملہ وآیت قرآنی اللہ تعالی کی طرف ہے ہیں تو ہرحرف ونقط وحرکت کی طرف ہے ہیں تو ہرحرف ونقط وحرکت جو ہماری جانب ہے اور جو خداکی جانب ہے اس کا مرتبہ وہی جو اس کے بنانے والوں کا ہے یعنی جو فرق خالق و گلوق میں وہی مخلوق کے لفظوں میں اور خالق کے لفظوں میں ہے جیسے مخلوق کے لئے خالق کے برابر ہونا ناممکن ہے ایسے ہی تمام حروف وحرکات وسکنات جو ہماری جانب ہے ہیں اللہ تعالی کے نازل کردہ حروف حرکات و سکنات کے مقابلے میں مثل مخلوق کے ہیں خالق کے سامنے نہ گلوق نے مقابلے میں مثل مخلوق کے ہیں خالق کے سامنے نہ گلوق نے مساوی (۲) ہوگئی ہے نہ یہ تغیرات قرآن ان کی عبارت کے برابر ہو سکتے ہیں۔

ايكعظيم خطره

ایک بڑا خطرہ میسا ہے آگیا ہے کہ اگر میہ نداق سب کاعام ہو گیااور ہر ہر جگہ کے لوگوں میں میپنچ گیا تو سب جگہ کے لوگ بہی کوشش کریں گے کہ قر آن شریف کے لفظوں کو

⁽۱) سورة البروج آيت ۲۲،۲۱ (۲) برابر

اپنی زبان کے لفظوں سے بدل دیں تو خطرہ یہ ہے کہ اصل حروف قرآنی بالکل غائب نہ ہوجا کیں۔ اور ہرابل زبان جماعت کا قرآن اس کی زبان ہیں ہوجائے عربی قرآن بالکل دنیا سے نابود (۱) نہ ہوجائے جیسے تو رات و انجیل ہیں ہوا کہ ان کی اصل زبان جس ہیں وہ نازل ہوئی تھیں بعینہ (۲) کہ کہیں نہیں ہاتیں بلکہ مختلف انسانی تر جے کہ جن کے متعلق کوئی دلیل اسکی نہیں ہے کہ بیتر جے اصلی ہیں یاا پی طرف سے بنائے ہوئے ہیں کیونکہ اصلی ہوتا جس چیز سے معلوم ہوسکتا تھا یہ کہ اصل کتاب موجود ہو پھراس زبان کے جانے والے موجود ہوں اور وہ اصل سے مقابلہ کر کے دیکھیں اور اصل زبان مفقو د (۲) ہی ہے تو کسی کو تھے ہی نہیں کہہ سکتے پھران تر جمول کا نام کلام اللہ کہہ دیا جا تا ہے اور یہ ہوائے جموث کے اور خدا پر بہتان کے اور کیا ہوسکتا ہے۔

گہری نظر سے میہ بات معلوم ہوئی ہے کہ یہ تبجویز ایک بڑا گہرااور خفیہ و باریک دھو کہ ہے جو دشمنان اسلام نے قرآن کو دنیا سے معدوم (۴) کرنے کے لئے پھیلایا ہے اور تعجب ہے کہ مسلمان بھی اس کی کوشش کررہے ہیں تو اور دس کی کیا شکایت؟

خطرناك سازش

ہر کتاب اور وحی جواللہ تعالی کی طرف سے نازل کی جاتی ہے اس کے فقط الفاظ ہی نازل کئے جاتے ہیں اور معنی ان الفاظ کے تالیع ہوتے ہیں۔ پس اگر وہ الفاظ جواللہ کی جانب سے نازل کئے جاتے ہیں نہ رہیں گے تو کلام اللہ معدوم (۵) ہوجائے گا بلکہ اس سے بازل کئے گئے ہیں نہ رہیں گے تو کلام اللہ معدوم (۵) ہوجائے گا بلکہ اس سے بڑھ کر میہ ہوگا کہ جو تراجم واستنباطات منسوبہ ہوں گے ان کو کلام اللہ کا نام دے دیا جائے گا جو صراحة اللہ پر بہتان ہوگا کیونکہ تراجم واستنباطات ومنسوبات الفاظ الہی نہیں ہیں۔ نیزیہ

⁽۱) بالكل فتم نه ہوجائے (۲) اپنی اصلی حالت میں (۳) مثانے کیلئے (۴) جب الفاظ جواصل كلام اللہ تھے نہ رہے تو كو يا كلام اللہ ہى ندر ہا۔

کہ یہ معلوم کرنا بھی مشکل ہوجائے گا کہ یہ تراجم سی جی جی بیا اپنی طرف سے گھڑے ہوئے ہیں اس لئے کہ ترجمہ کی صحت وعدم صحت یقینی علم کا ذریعہ فقط ایک ہی ہے کہ الفاظ اصلیہ جو کہ نازل کئے گئے تھے وہ سامنے ہوں تا کہ انطباق کیا جا سکے اور اس کے (یعنی الفاظ کے معنی سیجھنے کے) باہر بھی ہوں اور یہاں الفاظ ہی معدوم ہیں۔ جیسے کہ تو رات وانجیل کہ ان کے تراجم موجود ہیں گر چونکہ الفاظ موجود ہیں گر چونکہ الفاظ موجود ہیں ہیں اس لئے بیتر اجم غیر معتبر ہیں کہ ذریعہ علم ان تراجم کے سیح ہونے کا فقط بھی تھا کہ اصل الفاظ سامنے ہوتے اور پر کھنے والے پر کھ کر تراجم کے سیح ہونے کا فقط بھی تھا کہ اصل الفاظ سامنے ہوتے اور پر کھنے والے پر کھ کر کہ ویائے تا کہ تراجم تر آن کی صحت بھی مشکوک ہوجائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ ترجمہ کے جانے تا کہ تراجم تر آن کی صحت بھی مشکوک ہوجائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ ترجمہ کے جانے ناظا ور یہ بڑی ہی خطر تاک سازش ہو وہ سکروا و سکر(۱) اللہ و اللہ خیس الدم کوین (۱) اور انہوں نے بھی چالا کی کی ہوا در اللہ تعالی بہتر چالا کی کرنے والے ہیں۔ خیس الدم کوین (۱) اور انہوں نے بھی چالا کی کی ہوا در اللہ تعالی بہتر چالا کی کرنے والے ہیں۔

تحريف كفظى ومعنوى كالزوم

بامعنی لفظ اپنے معنی سے جدانہیں ہوسکتا جب کہ معنی لفظ سے جدا ہوجاتے ہیں جسے تراجم الفاظ پس اگر عربی الفاظ کو غیر عربی الفاظ سے تبدیل کر دیا جائے گا تو یہاں لفظ کے بدلنے سے معنی بھی بدل جائیں گے۔ سومحض الفاظ کی تبدیلی بھی تحریف تھی اور اب معنی کے بدلنے سے معنی بھی بدل جائیں گے۔ سومحض الفاظ کی تبدیلی بھی تحریف تھی اور اب معنی کے تبدیل ہونے سے بیدو ہری تحریف ہوگئی تجریف لفظی اور تحریف معنوی جس کی وجہ سے گئا ہوں کے ایک فاعاذ نا الله منهما (۳)یا تبدیلی سے مہل ہوجائیں گے۔

⁽۱) سیکر کالفظائر بی زبان میں انچھی اور بری دونوں تم کی تدبیریں کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اردو میں صرف بری تدبیر کیلئے بولتے میں یہاں مطلب سے ہے کہ اللہ نے ان کی بری تدبیر کے مقابلہ میں بہتر تدبیر کی۔(۲) آل عمران آیت ۵۴ (۳) اللہ تعالی ہم کوان دونوں باتوں سے پناہ میں رکھے۔

قواعدعر بيه كاخيال ندر كھنے ہے تحريف لازم آئيگی

عربی زبان کی ایک بڑی خصوصیت ہے بھی ہے کہ اس کے قواعد ایسے بے مثال اور مضبوط ہیں کہ دنیا کی کسی بھی زبان کے ایسے قواعد نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام نے اپنی کتاب مئز ل (۱) کی زبان کی جو بے مثال خدمت کی ہے دنیا کی کسی قوم نے ایسی خدمت نہیں گی۔ اب اگر غیر عربی حروف کو عربی حروف کی جگہ تبدیل کر کے لے آئیں گرو قواعد عربی کا کھاظ رکھنا ممکن ہی نہ رہے گا تو الفاظ کی تبدیلی اسکوعر بی ہونے سے خارج کرد ہے گی نہ عربی۔ مثلا نون ساکن اور تنوین (یعنی دو ضع دو فتح موروں کی ربان رہے گی نہ عربی۔ مثلا نون ساکن اور تنوین (یعنی دو ضع دو فتح موروں کی ربان رہے گی نہ عربی۔ مثلا نون ساکن اور تنوین (یعنی دو ضع دو فتح موروں کی دو اس کی زبان رہے گی نہ عربی۔ مثلا نون ساکن اور تنوین (یعنی دو ضع دو فتح موروں کی سرے یہ کہ جب ان کے بعد لام آ جائے تو نون کو اور نون کی اور نون کی اور تو بین سے حاصل ہوتی ہے لام میں ادغام کردیا جائے نون غنہ اور لام دو گنا ہوجاتا ہے۔

پھرائی طرح تنوین کہ جب اس کے بعد ساکن اصلی یا عارضی (جیسے ہمزہ وصلیہ کے بعد لام وغیرہ) آجائے تو تنوین کی آو زہے جونون ساکنہ پیدا ہوگا اس کولام سے ملانے کی جدلام وغیرہ) آجائے تو تنوین کی آو زہے جونون ساکنہ پیدا ہوگا اس کولام سے ملانے کی خوابی نہ رہے جیسے کیلئے نون مکسور سے بدل دیں گے تاکہ دو ساکن کے جمع ہوجانے کی خوابی نہ رہے جیسے وَیُلُ لِکُلِ اور فُسَوَۃ وَ کُتوین لِکُلِ اور لُسَوۃ وَیُلُ لِکُلِ اور لُسَوۃ وَیُلُ لِکُلِ اور لُسَوۃ وَ کے لام میں مغم ہوگئی اور دولام ہو گئے اور لُسَوۃ وَ کے لام میں مغم ہوگئی اور دولام ہو گئے اور لُسَوۃ وَ کی تنوین کہ جس کے بعد اللّذی تھا الف وصل کو صف کی کونی تنوین کو زیرہ سے کرلام سے ملادیں گے ہیں اس قاعدہ کی بناپر جو ساکن کیلئے ہے کہ حرف ساکن کو جب حرکت دی جائے لہذا جو ساکن کیلئے ہے کہ حرف ساکن کو جب حرکت دی جائے لہذا اللہ وہ کی تنوین سے جو آوازنون ساکن کی حاصل ہوتی تھی اس کو کسر و کی حرکت دے دی گئی ۔ لہذا میں جو آوازنون ساکن کی حاصل ہوتی تھی اس کو کسر و کی حرکت دے دی گئی

۔''ن'' کیا گیااور بیسوائے عربی زبان کے کئی بھی زبان میں ممکن نہیں ہوگا۔ پس بیا یک بڑی تحریف ہوگی۔(۱)

بعض عربی الفاظ کا متبادل دوسری زبان میں ہے ہی نہیں

لفظ المدهد (تعریف کرنے والا ہونا حمد کیا ہوا ہونا) آٹھ معنی کو مشمل ہے(۱) مصدر معلوم تعریف کرنا(۲) مصدر مجبول تعریف کیا جانا(۳) عاصل مصدر معلوم ستائش (۲) مصدر مبنی مصدر مجبول ستودگی (۵) اسم مصدر معلوم جامد ہونا (۲) اسم مصدر مجبول ذکر خیر (۵) مصدر مبنی للفاعل تعریف کرنا(۸) مصدر مبنی للمفعول تعریف کیا جانا ۔ پس دنیا کی تمام زبانوں کود کیے لیجئے کوئی مجبی لفظ اس کا جامع یا متبادل نہیں مل سکتا کہ اس میس آٹھوں معنی موجود ہوں لہذا لفظ الحمد کا ایسا جامع ترجمہ کہ وہ حقیق ترجمہ کہلائے ممکن نہیں ہے پس ایک ایک (۲) معنی کے ذریعے سے تغییر کی جامع ترجمہ کہ وہ حقیق ترجمہ کہلائے ممکن نہیں ہے پس ایک ایک (۲) معنی کے ذریعے سے تغییر کی جاتب ہا کہ دورہ جو تبدیل کرویں جاتب ہوئی ہونا ہو کیونکہ لفظ الحمد کو جب تبدیل کرویں جاتب ہوئی ہونے الفظ باقی رہے گا اور نداس کے معانی (۲)۔

غيرعربي ميںادغام ممكن نہيں

ایک قاعدہ عربیہ یہ بھی ہے کہ نون ساکنہ یا نون ساکنہ کی آواز جوتنوین سے پیدا ہوتی ہے جب اس کے بعدر ل م ن و کی چھرفوں میں سے کوئی حرف آجائے گا تو اس نون ساکنہ یا آواز نون ساکنہ (۱) کو مابعد میں (۱) ادعام کردیا جاتا ہے اور نون کو صرف ناک سے غنہ (۱) کے طریقہ پر پڑھا جاتا ہے سوائے اس کے کہ بعد میں ''ر' یا ''ل' آجائے کہ اس صورت میں ادعام تو ہوگا گر غذہ بیں ہوگا جیسے ان راہ است خسنسی اور ایس سے بالکل خالی ہیں۔

مشد دحرف کی تبدیلی ہے معنی میں تحریف

غیرع بی زبانوں میں تشدیز ہیں ہوتی بالخصوص یورپ کی زبانوں میں ہیں مثلا لفط
الَّذِی یَدُعُ الْیَتَیْم میں لفظ یَدُع کو بغیر تشدید بین سے یَدُعُ پڑھا جائے گا اوراس کے
معنی ہوجا کیں گے کہ وہ بیتم کو پکارتا ہے جب کہ یَدُع عین کی تشدید کے ساتھ جو کہ اصل تھا
اس کے معنی ہیں کہ وہ بیتم کو دھکے دیتا ہے اور بیصاف تحریف ہے فظی بھی اور معنوی بھی اللہ
تعالی ہم کواس سے بچا کر دیکھے۔

عین کو A سے لکھنے سے معنی میں تغیر ہوکر حرام ہوگا

الله کے اساء حسنی میں ہے ایک نام'' العلیم'' بھی ہے اور اگر کسی زبان میں لفظ ع ہوگا تو اس کو ہمز ہ سے بدل کر پڑھا جائے گا اور اس کو'' الیم'' پڑھا جائے گا اور بیمعنی کے لحاظ ہے'' المؤلم'' (" تکلیف دینے والا) کے ہوگا اور تحریف عظیم ہے اور اللہ تعالی پر بہتان ہے اور

⁽۱) یعنی تنوین کو(۲)اس کے بعد والے حرف میں (۳) غنہ کہتے ہیں ناک میں آ واز لے جانے کو یعنی اس نون کو ناک میں آ واز لے جا کر ہڑھتے ہیں (۴) یعنی نون کواد غام کی وجہ ہے بالکل نہیں پڑھیں گے۔

اس میں اہانت کا پہلوبھی ہے۔

الله پر بہتان

دوسری زبانوں کے سب کے سب حروف اورالفاظ اللہ کا کلام ہوں گے جیسے کہ صرف ترجمہ کہ وہ اللہ کا کلام نہیں ہے پس لوگوں کا قول ہوگا کہ بیاللہ کا کلام ہے جوا یک بہت بڑا بہتان ہوگا پس ایسا کرناحرام ہوگا اور شیخص مجرم ہوگا۔ (۱)

قرآن' عربي مبين'' کي مخالفت

یور پی زبانوں میں بعض الفاظ ایسے ہیں جوعر بی زبان میں ہیں ہی نہیں مثلا پ

ث ر ا ا اور ھادوچیشی جب یہ کسی لفظ کے ساتھ مل کرآئے جیسے کھالے
وغیرہ پس ان حروف کی جگہ جوحرف بھی عربی کالائیں گے تو کلمہ اور کلام مہمل ہوگا یہ معنی بدل
جائیں گے پس وہ قرآن کہ جوعربی مبین ہے باقی ندر ہے گا۔

الف كى مختلف شكليس

الف بھی موٹا کر کے پڑھا جاتا ہے اور بھی باریک یعنی جب الف ایسے حرف کے بعد آئے جس کوموٹا(۱) کر کے پڑھا جاتا ہے جیسے اللہ تو الف موٹا ہوگا اور اگرا یسے حرف کے بعد واقع ہوجس کو باریک پڑھتے ہیں تو الف باریک ہوگا اور غیر عربی میں ایسانہیں

(۱) اس کے کہ کلام اللہ کی تعریف علماء نے بھی ک ہے کہ "ال ضافلہ والسمعنی جمیعا" بیعنی الفاظ اور اس میں پنہال معنی دونوں کو ملا کر کلام اللہ کہاجا تا ہے اس لئے صرف ترجمہ کو کلام اللہ نہاجائے تو بیالٹہ پر الزام ہوگا علاوہ و دسری زبان کے بیالفاظ جو کہ اللہ کے نازل کر دونیس ہیں ان کو جب کلام اللہ کہاجائے تو بیاللہ پر الزام ہوگا کہ فیرے کلام کو اس کا کلام کہا جائے۔ (۲) موٹے پڑھے جانے والے حروف بید ہیں خصص خطظ خطخ تو اور لفظ اللہ کا لام اور حرف" کی" جب النہ ان جروف کے بیان سے پہلے زبر پیش ہو پس جب الف ان حروف کے بعد آئے تو مونا پڑھیں کے ورنہ باریک جیسے "کان" کا الف۔

ہو سکے گالبذ اغلط پڑھا جائےگا۔

رسم قرآن میں تحریف

قرآن علیم کا طرز تحریجی خصوصی اہمیت رکھتا ہے جس کا لحاظ اگر ترک کر دیا جائے تو معاملہ گناہ تک پہنچ جاتا ہے جیسے ہم لم یدعوا ہو لایدعو پہلاصیغہ جمع ہے جس کے آخر میں الف علامت جمع ہے جو پڑھانہیں جاتا ،اور دوسراصیغہ واحد ہے جس کے آخر میں الف نہیں ہے اور یہ فرق یورپی زبانوں میں نہیں ہوگالہذا رسم قرآنی گڑ ہو ہوجائےگا۔

ای طرح لفظ نب اس کو بھی مستطیل (۱) تحریر کیا جاتا ہے جیسے لفظ وقت اور بھی اسکومتدیر (۲) تحریر کیا جاتا ہے جیسے لفظ منہ اور تاء ٹانی (۲) جومتدیر (گول) لکھی جاتی ہے حالت وقف (۲) بیس اس کو '' ف' پڑھتے ہیں جبکہ حالت وصل (۵) میں تا پڑھتے ہیں اور پہلی تاء جومتطیل (۲) ہے وہ حالت وقف و صل میں 'تا' بی پڑھی جاتی ہے اور یہ فرق غیر عربی میں نہ ہوگالہذا غلط ہوگا۔

وقف و وصل میں تحریف

عربی میں وقف (تھمراؤ) اور وصل (ملاپ) کیلئے قاعدے ہیں پھر کہیں تو وصل واجب ہوتا ہے اور کہیں وقف ضروری ہوتا ہے اور واجب ہوتا ہے اور کہیں وقف ضروری ہوتا ہے اور آگے ملانا اور وصل کرنا حرام ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی کے اس قول میں "سیا سن ال " (د)

 یہاں وقف کرناحرام ہے ایسے ہی ''انی کفرت'' (۱) کہناء پررکناحرام ہے۔ اہتمام وقف و وصل

روایت کیا گیا که رسول الله الله کی خدمت میں دو شخص حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے خطبہ پڑھااوراس نے کہا "من بسط الله ورسوله فقد رشد و من بعصهما" اوررک گیا۔ نجی الله فیاست فرمایا "قسم بئس الخطیب انت" بعصهما" اوررک گیا۔ نجی الله فیاست فرمایا "قسم بئس الخطیب انت" (اٹھ جاؤتم برے خطیب ہو) اور ایبا آپ آلی فی نے اس کے وقف کی قباحت (۱) کی وجہ نے رایا کونکہ درست بات بیہوتی کہوہ "رشد" پروقف کرتا اور "یعصهما" پروقف حرام ہوا اور بیہات تبدیل کی ہوئی عبارت میں حاصل نہیں ہوگئی۔

راء کے قواعد سے زھول

کوباریک پڑھاجائےگاجیے ''انیا انسزلسنہ فی لیلۃ القدر ''(۱) پیس کہ''ر' سے پہلاحرف
ساکن ہاوراس سے پہلے حرف (جو''ق' ہے) پرزبر ہے پس جب''ر' پروتف کیاجائے
گاتو''ر'' کوموٹا پڑھا جائےگا اوراگر مابعد(۱) سے ملاکر پڑھیں گےتو''ر'' کوباریک پڑھیں
گے کیوٹکہ اس کے نیچےزیر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ''ر'' کی دوحالتیں ہیں بھی موٹا بھی باریک
اور جب اس کوغیر عربی ہیں بدل دیں گے تو ایسانہیں ہو سکے گا اور نہ بی اس کی عسر بیست
باتی رہے گی۔

ادغام کےقواعدےےزھول

غيرعربي مين قواعد كاابهتمام مكن نبيس

الف، واؤاوریا(ی) جب ساکن ہوں اور ان سے پہلے حرکت ہوجوان حروف کے موافق ہو(یعنی الف سے پہلے فتہ واؤرہ) سے پہلے ضمہ(۱) اوری سے پہلے زیر ہو) اور

(۱) سورة القدرآیت ا(۲) اگراس کے بعد والے حرف سے طاکر (۳) قریب الحرح کا مطلب یہ ہے کہ پہلے حرف کے بعد جوحرف ہاس کے نگلنے کی جگہ بالکل اسکے ساتھ ہے جیے تی اور اگ کہ تقاف کا نخرج زبان کی جز اور اور کا تالو ہے۔ جبکہ کاف کا نخرج زبان کی جز اور اسامنہ کی طرف بٹ کراو پر کا تالو ہے۔ ای طرح ب اور م کا باء کا ایک باء دونوں ہوئؤں کی تری اور میم کا دونوں ہوئؤں کی نظلی ہے۔ (۳) یہ مثال متحرک المحرح کے نقف الصف کی ہے تھاف الحرج کی مثال ہے کہ یا دینی اور کب معنا باء کا اوغام میم میں ہوگا۔ یا الم نخطف کم کہ قاف کا اوغام کاف میں ہوگا (۵) زر (۱) پیش۔

ان کے بعد ہمزہ ہوتو ان کوزیادہ سے زیادہ پانچ الف تک تھینچ کر پڑھیں گے بیصرف عربی حروف میں توممکن ہے غیرعر بی میں ممکن نہیں ہے۔

اورا گرمندرجہ بالاحروف کے بعد ہمزہ کے علادہ کوئی دوسراحرف ساکن یا مشدد ہوتو تب ای طرح مدکیا جائےگا جیسے الرحیم اور تبدیل کئے ہوئے حروف میں ایسانہیں ہوگا۔ اور اگر 'و' یا 'ی' ہے پہلے حرف پر زبر ہوتو مدنہیں کیا جائے گا(۱) اور تبدیلی کی صورت میں بیناممکن ہے اور دونوں میں فرق نہ کیا جاسکے گا۔

اتباع جبرئيل كاترك لازم آئيگا

دلیل نمبرے امیں گذر چکا ہے فاتبع قرانہ (۱۰ ورقر اُت صرف الفاظ ہی کی ہوئی ہے۔ پس الفاظ جرئیل اور ان کے مخارج (۱) وصفات (۱) کا اتباع واجب اور ضروری ہے اور الفاظ کی تبدیلی ہے وہ جرئیل کے قرائت کردہ الفاظ کا اتباع نہ ہوگا۔

شبهاوراسكاجواب

اگریہ کہا جائے کہ بعض حضرات نے قرآن مجید کو خط نستعلق (فاری اور اردو) میں لکھا ہے پس ان کی اقتد اہمارے لئے کافی ہے قویداعتر اضات کیسے کئے جاسکتے ہیں؟ اس کے تین جواب ہیں۔ (۱) کتابت (لکھنا) اور قرات (پڑھنا) میں زمین و آسان کا فرق ہے اس لئے کہ کتابت نقوش کا نام ہے یعنی وہ حروف کی صورتیں ہیں اور

(۱) کیونکداس وقت بیدواد اور یاحرف مدونییس بلکد حرف لین کہلائیں گے اوران میں ہرصورت میں مذہبیں ہوتا البتہ اگران کے بعد کوئی حرف ما کن ہو یا وقف کی ہوہ ہے۔ سکون ہوتو مدہوگا۔ جیسے قریش میں اگر وقف نہ کریں مدنہ ہوگا اوراگر کریں تو مدہوگا۔ جیسے قریش میں اگر وقف نہ کریں مدنہ ہوگا اوراگر کریں تو مدہوگا۔ (۲) سورۃ قیامۃ آیت ۱۹ (۳) حروف کے نکلنے کی جنگہیں جلتی زبان ہونٹ ان میں مختلف مقامات متعینہ ہیں جہاں ہے حروف نکلتے ہیں ان کو مخارج کہتے ہیں جوکل ستر وہیں (۳) حروف کی اوا یکی ہوقت جواس کی کیفیت ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی اوا ہونا وابی اوا ہونا وغیرہ اس کومفت کہتے ہیں۔

حروف عربی کے بی ہیں اس کے پڑھنے میں کوئی تغیر نہیں ہوا بلکہ ان کی صور تیں تبدیل ہوئی ہیں پس اس لئے قرائت عربی میں کی جائے گی۔

(۲) اولی بات بہی ہے کہ قرآن کو خطر بی میں لکھاجائے تا کہ نقوش حروف کے موافق ہوجا کیں اور میں بید کھتا ہوں کہ امت کے متقی لوگوں نے قرآن کیلئے خط نتعلق کو اچھانہیں جانا بلکہ عربی ہی میں تحریر کرنے کو پہند فر مایا ہے اور ترجمہ اردواور نتعلق میں کیا ہے اور ترجمہ جوقرآن نہیں ہے اور آگر کہیں ایک دوآیت کو خط نستعلق میں لکھ دیا تو اس کا اعتبار نہیں۔

(۳) اردو کے حروف عربی حروف کے خلاف نہیں ہوتے بلکہ ہر حرف عربی کا اردو زبان کا حصہ(۱) ہے تو گویا کہ حروف عربیہ حروف اردو کا جز ہیں تو اسکی قر اُت عربی میں کی جاسکتی ہے اور وہ اردو میں بھی کہلا سکتی ہے کیونکہ حروف عربی کے اردو میں داخل ہیں (یعنی اعم اخص مطلق کی نبیت ہے)

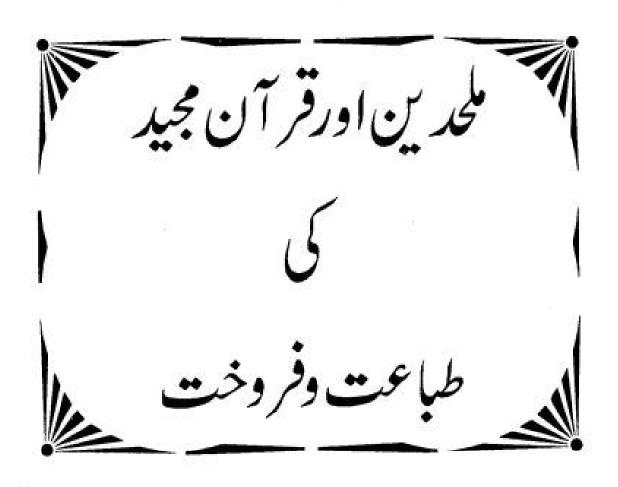
تغير معنى كى مثال

اگر "الحمد" كے بجائے "الهمد" پر ه دیاجائے توایک عظیم تغیراور مخ لازم آتا ہے كيونكه "الهمد" كے معنی آگ بجھانے كے آتے بیں یاموت كے بھی آتے بیں تو گویا اس نے آگ بجھانا كہا يا موت اللہ كيلئے كہا اور يہ تحريف بالكل ظاہر ہے۔ اس طرح العالمین كی جگہ الالمین بیالہ بروزن فاعل كی ججع ہے جواہم آلہ ہے جیے كہ عالم ما یعلم به اللہ جس كے ذریعہ ہے خداكومعلوم كیاجائے۔

(وما علينا الاالبلاغ)

⁽۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ تر بی کے تمام الفاظ اردو میں تو ہیں لیکن اردو کے تمام الفاظ عربی میں نہیں ہیں۔

toobaa-elibra



ary.blogspot.com

Jadhar d'Aram. Lange de l'aram.

الكتاب المبين في يد الكفار والمشركين استخفاظ الدينيات

ملحدين اورقرآن مجيدكي طباعت وفروخت

مبسملا ومحمدلا ومصليا ومسلما

جب راقم الحروف خانقاه اشر فيدتها نه بجنون مين فآوى كا كام كرتا تها مقبول احمد صاحب ايم ايل اب، وى تاج امرتسر كااس مضمون كااستفتاء حضرت (۱) كے نام آيا تھا۔ حضرت تھانوى قدس سره كے ارشاد پراحقر نے جواب لكھااور حضرت نے ملاحظه فرما كريہ لقب تجويز فرمايا" الكتاب المبين في يد الكفار والمشر كين "اور اصلاح فرما كر آخر پرتحرير فرمايا" جز اك الله افدت واجدت يا اجدت فيما افدت" (الله تعالى تم كو جزاويں فائده به بنجايا اور عمده پہنچايا عمده كيا جس ميں فائده پہنچايا) جواب ااذيقعده واسياه كالعمانوں كو بھى اب يہنچايا اور عمده پہنچايا عمده كيا جس ميں فائده پہنچايا) جواب ااذيقعده واسياه كالعمانوں كو بھى ابدو، مرزائى، شيعه كے طبح وفروخت كرنے پرتوجه كرنى چاہئے۔ كيا برطانيه كى حكومت ہم بهندوں كو بھى ابدائى ميان ہم بيان بہمى اسلامى حكومت والوں ميں ہے يائيس۔ رہتے ہوئے مسلمانوں كاسا، پہنچ بيائي اب بھى اسلامى حكومت والوں ميں ہے يائيس۔ سوال وجواب پيش ہے۔

سوال:

ایک مسودہ قانون زیرغور ہے جس کا مقصد رہے کے قرآن کریم کی طباعت اور فروخت صرف مسلمانوں تک ہی محدود رکھی جائے اور غیرمسلموں کو اس کی طباعت اور

پ . (۱) حضرت مولا نااشرف علی تفانوی صاحب

ury.blogspot.com

فروخت سے روک دیا جائے۔لہذااس امر کا شرعی پہلومعلوم کرنے کیلئے آپ کی خدمت میں مندرجہ ذیل سوالات ارسال ہیں از راہ کرم ان کا جواب بہت جلداورممکن ہوتو بواپسی ڈاک ارسال فر ماکرممنون فر مائیں ،سوالات حسب ذیل ہیں۔

 ا) کیا قرآن کریم کے ادب وحرّ ام کو قائم کرنے کیلئے قرآن پاک کی طباعت کا کام صرف اہل اسلام کیلئے مخصوص کرنا شرعا جائز ہے یانہیں؟

۲) کیا قرآن کریم کے اگرام واحترام کی غرض ہے قرآن پاک کی فروخت کا کام صرف مسلمانوں تک محدود کر دیناشرعا جائز ہے پانہیں؟

نیاز آگیں (مقبول احمدایم ایل اے، دی تاج امرتسر)

الجواب:

نمبرانمبرا بسم الله الرحمن الرحيم حامدا و مصليا و مسلما (۱) طباعت و فروخت مصاحف (۱) مسلمانوں كے ساتھ بى خاص ہے دوسرے لوگوں كوخواہ وہ الل كتاب(۱) ہوں يا مشرك ذمی (۱) ہوں ياحر بي (۵) يا متامن (۱) اسكى اجازت نبيں۔ چونكہ ہندوستان ميں مسلمانوں كوقدرت ياعلم قدرت نه تفايا بعض كومسكلہ كاعلم نه تقااس لئے اب تک يه صورتيں رہيں كہ غير مسلم كے ہاتھ به كام پہنچ گئے۔ اگر قدرت حاصل ہوتو ان دونوں كامول كومسلمانوں ميں مخصر كردينا اور غير مسلموں كے لئے ممانعت

(۱) شروع الله کنام سے جونہایت مبر بان اور رحم والا ہے الله کی تعریف کرتے ہوئے اور رسول الله کروروووسلام پڑھتے ہوئے (۲) قرآن پاک (۳) غیر مسلم وہ جو الله کی کسی کتاب کو مانتے ہوں جیسے یہودی اور میسائی کہ توریت اور انجیل کو مانتے ہیں، (۴) ذی وہ کافر ہیں جو اسلامی ریاست ہیں قیکس دے کر رہتے ہوں جیسے کافر اقلیتیں (۵)وہ کافر جو اپنے ملک میں رہتے ہوں جیسے ہندوستان کے کافر (۱)وہ کافر جو عارضی طور پر امن لے کر اسلامی ریاست ہیں آئے ہوں جیسے وہ کافر جو ویز الے کر ہمارے اسلامی ملک میں آئیں۔ کرادینا صرف جائز بی نہیں بہت ضروری ہے بلکہ قرآن شریف تو قرآن شریف بی ہے۔ حدیث تفییر فقہ تصوف اور تمام دینی کتابوں کی کتابت وطباعت وفروخت کو بھی مسلمانوں کے لئے بی مخصوص کر دینا از بس (۱) ضروری ہے۔خصوصا اس زمانہ میں تو ایک درجہ میں واجب ہے۔

اس مرعی (۱) پرقر آن وحدیث واجهاع واستنباط سے دلیلیں پیش کی جاتی ہیں امید ہے کہ اہل مقدرت (۱۳) س میں غور کر کے پوری پوری کوشش کریں گے اور قر آن شریف اور تمام دبینیات کا احترام بحال رکھنے کی سعی (۱۳) فرما کر مستحق اجرو ثواب ہوں گے۔ کفار کیسا تھ مسلمانوں کے تعلقات کی مختلف اقسام

سورہ واقعہ میں ہے لا یہ بسبہ الا المطہرون (۵) (قرآن مجید کوچھونہیں کئے سوائے بالکل پاک لوگوں کے)اورتفسیر خازن جلد کے ۲۱ پر ہےاورقول ثانی پر کتاب سے مرادقر آن شریف ہے تو معنی یہ ہوئے کہ شرک سے پاک بالکل پاک کے سواکوئی نہیں چھو سکتا تفصیل آ مے نمبر ہم میں آئے گی۔

اورسور ممتحنه میںارشاد ہے۔

لا ينهاكم الله عن الذين لم يقتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم و تقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطين اندما بنهاكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين اخرجوكم من دياركم وظاهروا على اخراجكم ان تولوهم ومن يتولهم فا ولئك هم الظالمون (1)

⁽۱) بہت زیادہ (۲) اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے (۳) طاقت رکھنے والے احباب(۴) کوشش کرکے (۵) سورة واقعدآیت (۱) سورة المحتفدآیت ۸

ary.blogspot.com

"الله تعالی تم کوان کافروں سے نہیں روکتے جنہوں نے نہ دین میں تم سے قبال کیا نہ تم کو تہارے گھروں سے نکالا کہ تم ان کے ساتھ احسان کرواور عدل وانصاف کرو، الله تعالی تو انصاف کر نے والوں کو پیند کرتے ہیں ۔ ہاں ضرور روکتے ہیں الله تعالی ان کافروں سے جنہوں نے دین میں تم سے قبال کیا اور تم کوتم ہارے گھروں سے نکالا اور تم ہارے نکالنے پر مددگار ہے اس سے کہ تم ان سے دوئتی کرواور جوان سے دوئتی کریں گے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

کفار کے ساتھ مسلمانوں کے برتاؤ تین قتم کے ہیں۔ محبانہ ،محسنانہ (احسان کرنا) منصفانہ (عدل) اول کسی کا فر کے ساتھ جائز نہیں اٹل کتاب ہوں یا مشرک ذمی ہوں اس کی ممانعت ای سورت کے شروع میں صاف آچکی ہے۔

يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا عدوى وعدوكم اولياء تلقون اليهم بالمومة وقد كفره ا بما جاء كم من الحق يخرجون الرسول واياكم ان تومنوا بالله ربكم()

''اےابمان والو! نہ بناؤنم میرے دشمن اورا پنے دشمن کودوست کہ ان کی طرف محبت ڈالو حالانکہ انہوں نے اس سے کفر کیا جوحق تمہارے پاس آیا ہے جورسول اور تم کو نکالتے ہیں اس لئے کہتم اپنے رب پرایمان لائے ہو۔''

اور دوسری آیتوں میں بھی ہے اور قتم سوم کا برتاؤ ہر تتم کے کافر کے ساتھ جائز ہے اس کا تا کیدی تھم ہے اور اس کے خلاف ممانعت ارشاد ہے۔

لا يجر منكم شنآن قوم على أن لا تعدلوا أعدلو هو أقرب للنقوى الآية (٢) " تم كوكى قوم كى مخالفت ال يرآ ماده تذكره كهم انصاف نذكره ـ انصاف كيا كرويجي تقوى

⁽۱) المتحدّ آيت (۲) المائدة آيت ۸

كەزىيادەقرىب بى-"

اورتهم دوم کے تعلقات بعض کے ساتھ جائز ہیں بعض کے ساتھ جائز نہیں ۔اس آیت لاینها کم الآیة میں ای کابیان یاخلاصہ پیے کہ جن کا فروں نےتم سے لڑائی نہیں کی اورتم کوتمہار ہے گھروں ہے نکالانہیں ہےان کے ساتھ تو محسنانہ (احسان کا) برتاؤ جائز ہےاور جن کا فروں نے لڑائی کی ہےاورتم کوتمہارے گھروں سے نکالا ہےان مے محسنانہ برتاؤ ناجائز ہے۔موقع اجازت میں پرواقساط(نیکی و انصاف) ہے اورموقع ممانعت میں تولی (دوی) ہے تعبیر فرمایا ہے۔ حالانکہ نظم آیات سے باقتضائے (۱) مقابلہ ظاہر ہے کہ دونوں جگدا یک ہی چیز مراد ہے تواس کی حکمت بیہ ہے کہ محسنانہ برتاؤ دو چیز وں پر مشتل ہوتا ہےا یک عدل اور ایک محبت ۔ اول کا مقتضا(۲) پیتھا کہ ہرتتم کے کفار کے ساتھ جائز ہواور دوم کا بیر کہ کسی کا فر کے ساتھ بھی جائز نہ ہوجیے او پر مفصل آیا ہے اس لئے جہاں محسنانہ برتاؤ کی اجازت دی گئی ہے وہاں تو عنوان عدل وانصاف رکھا ہے جس کا اقتضاء اباحت ہے(۳) تا کہ اہل معاملہ کو انقباض (۴) نہ ہواور جہاں ممانعت کی گئی ہے وہاں تولی و محبت کاعنوان رکھا ہے جو تریت کو مقتضی ہے تا کہ نفرت ہو جائے۔

غرض قبال واخراج (۵) والوں ہے محسنانہ برتاؤ کی ممانعت ہے اور ہندوستان میں کفاراول تو کڑائی اور جہاں تک ہوسکتا ہے نکال ہی رہے ہیں اگریہ نہ ہوتو عزم تو دونوں باتوں کا رکھتے ہیں اورعزم کو وجود کا تھم ہوتا ہے اس لئے ان کے ساتھ بھی محسنانہ برتاؤ کی ممانعت ہوئی ۔اور جب معمولی مباح چیزوں میں احسان کا برتاؤ منع ہے تو ایسی کتاب جس

⁽۱) آیات کی ترتیب اور مقابلہ سے یکی بات ٹابت ہے کہ دونوں جگہ ایک ہی بات مراد ہے (۲) نقاضا۔(۳) جائز ہوتا ہے(۴) تنگی نہ ہو(۵) وہ کافر جومسلمانوں سے لڑائی کریں اور ان کوان کے گھروں ہے نکایس۔

ے تمام مسلمانوں کی جان وایمان وابستہ ہے جس پر ند بب کا دار و مدار ہے وہ ان کے ہاتھ میں دے دیناجو اعلی درجہ کا احسان ہے کیسے ممنوع نہ ہوگا؟ اور ایسے ہی تمام ند ہی کتابیں بھی۔

اگر اھانت کا خوف ہوتو قرآن پاک کفار کے ملک میں بھیجنا بھی جائز نہیں مسلم شریف ج ۲س ۱۳۱۱مع نووی

عن عبد الله بن عمرٌ عن رسول الله ﷺ انــه كــان ينهى ان يسافر بالقرآن الى ارض العدو مخافةا ن يناله العدو

'' حضرت عبداللہ بن عمر کے واسطے سے حضو متالیقہ سے روایت ہے کہ حضو علیقہ اس سے منع فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید کو دشمن کے ملک کی طرف لے جایا جائے اس خوف سے کہ دشمن کے ہاتھ نہ پڑجائے۔''

اس حدیث ہے معلوم ہوا کہ کافروں کے ہاتھ میں پڑجانے کے محض احمال ہے قرآن شریف کا جہاد میں لے جانا بھی جائز نہیں اور اس پرتمام امت کا اجماع وا تفاق ہے کہ چھوٹے لئنگروں میں جہاں کفار کے غلبے اور قرآن مجیدان کے ہاتھ میں پڑجانے کا جس ہے وہ بے عزتی کرسکیں ،احمال ہوتو لے جانا جائز نہیں جیسے آگے نمبر میں آتا ہے ۔ تو ہندوستان میں یا دوسرے ممالک میں قرآن شریف کو کافروں کے ہاتھوں میں دے دینا جہاں ہے عزتی کر سکنے کا قوی احمال ہو کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ اور یہی تھم دینی کتابوں کا بھی جہاں ہے عزتی کر سکنے کا قوی احمال ہو کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ اور یہی تھم دینی کتابوں کا بھی

(درمخاربرعاشیشای جسم ۲۳۰پرې و نهینا عن اخراج سا یجب

تعظيمه ويحرم الاستعخفاف به كمصحف وكتب فقه وحديث واراد بىالىنىهى ما فى مسلم لا تىسافروا بالقرآن فى ارض العدومالافي جيىش يـومن عليه فلا كراهة قال الشامي قوله و يحرم الاستخفاف به زاد ذلك وان استلزمه ما قبله لاان ذلك علة النهى فان اخراجه يؤدي الى وقوعه في يد العدو وفي ذلك تعريض لاستخفافهم وهو حرام. (اور ہم منع کئے ہوئے ہیں دخمن کی طرف نکالنے ہے اس چیز کے جس کی تعظیم واجب اوراس کی اہانت حرام ہے جیسے قر آن شریف فقہ کی کتابیں اور حدیث کی کتابیں اور ماتن نے ممانعت سے وہ مرادلیا ہے جومسلم شریف میں ہے کہ قرآن شریف کے ساتھ دشمن کے ملک کا سفرنہ کر ونگر ایسے لشکر میں جس میں امن ہو سکے تو مکر وہ نہ ہوگا۔ شامی کہتے ہیں کہ ماتن نے (۱)''اوراس کی اہانت حرام ہے''۔ گویہ پہلے کے لفظ کیلئے لازم تھااس لئے زیادہ کیا ہے کہ ممانعت کی علت بیا ہانت ہے کیونکہ دشمن کے ملک میں لے جانا اور دشمن کے ہاتھ یڑنے تک پہنچانااوراہانت کیلئے پیش کرنا ہے جوحرام ہے)

شامی کی اس روایت سے قرآن شریف اور تمام دینی کتابوں کے دشمنوں یعنی
کافروں کے ملک لے جانیکی ممانعت اور اس کی علت بھی معلوم ہوگئی کہ یہ استخفاف
(اہانت) پر پیش کرنا ہے اوراسخفاف حرام ہاس لئے ان کا لے جانا جائز نہیں تو جب لشکر
میں تو بین لیلا سنت خفاف الحرام (حرام اہانت کیلئے پیش کرنا ہے جہاں فقط احتمال ہی
ہوتا ہے کہ مکن ہے کا فرغلبہ کر کے خبی کتابوں پر غلبہ پالے تو اس طرح کا فروں کے قبضہ
میں دے دینا جہاں ان کو بینی قدرت ہے کہ جس طرح چاہیں ہے حرمتی کرسکیں کے بھی طرح
جائز نہیں ہوسکتا۔

⁽۱)صاحب الدرالخار

اجماع امت: (الف) فتح البارى شرح بخارى ج٢ص٩٣ پ -

قال ابن عبد البر اجمع الفقهاء ان لا يسافر بالمصحف في السرايا والعسكر الصغير واختلفوا في الكبير المامون عليه فمنع مالك ايضاً مطلقا و فصل ابو حنيفة وادار الشافعية الكراهة مع الخوف وجودا و عدما (ترجمه) ابن عبدالبرّني بيان كيام كيمام فقهاء في الكباع كيمام فقهاء في الكباع كيام كيمام فقهاء في اللها اجماع كيام كرقر آن شريف كراته مفرند كيا جائي سريول (پلون) ميل اور چيوف الشكرول ميل اور بر في المون بول اختلاف م توامام مالك في الله ميل بحي منع كيام اور المون يو مامون بول اختلاف م توامام مالك في الله ميل بحي منع كيام اور المون في الله بين خوف بوتومنع ميا ورائيل ميل بوفي وعدو وعدم پردكها ميل خوف بوتومنع مي ورنبيل و المون بول المون بوتومنع مي ورنبيل و المون بوتومنع مي و المون بوتومنع مي ورنبيل و المون بوتومنع مي و المون بوتومنع مي ورنبيل و المون بوتومنون مي و المون بوتومنونون مي و المون

یعنی اس پرتمام فقہائے امت کا جن کا جماع معتبر ہوتا ہے اجماع ہے کہ چھوٹے لشکروں میں جن میں کا فروں کے غلبہ اور قرآن مجید پر قابو پانے اور بے حرمتی کرنے کا احتمال غالب ہوقرآن مجید لے جانا جائز نہیں ہے۔

کفارکوقر آن پاک فروخت کرنامنع ہے

ب) فتح البارى ج٢ ص ٩٩ استدل ب على منع بيع المصحف من الكافر بوجود المعنى المذكور فيه و هو التمكن من الاستهانة به ولا خلاف في تحريم ذلك وانما و قع الاختلاف هل يصح لو وقع ويوسر بازالة ملكه عنه ام لا اوراى مديث الاسكمنع پردليل لي تي محريم أن شريف كي كافر كوفروخت كياجائد اى علت كاس من بائه جائے سے وہ مها بات شريف كي كافر كوفروخت كياجائے۔ اى علت كاس من بائے جائے سے وہ مها بات

پرقادر ہونا اوراس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف تو صرف اس میں ہواہ کہ کا گراییا ہو جائے تو کیا ہے۔ عصیحے ہوگی اوراس کو اس کی ملک ہے آگا کے کا تھم دیا جائے گایانہیں)

کفارکودین کتابیں فروخت کرنامنع ہے

اور یمی حکم دوسری تمام دینی کتابول کائے بندل السمنجھودج ۵ ص۲۳۵ پر

-

"وزاد بعضهم منع بيع كتب فقه فيها آثارقال السبكي بل الاحسن ان يقال كتب علم وان لم يكن فيها اثار تعظيما للعلم الشرعي قال ولده التاج و ينبغي منع مايتعلق بالشرعي ككتب النحو والفقه"

ترجمہ: اور بعض نے زیادہ کیا ہے فقہ کی ان کتابوں کی فروخت کے منع کو بھی جن میں صدیثیں ہوں ،علامہ بکی شافعی کہتے ہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ یوں کہاجائے کہ علم دین کی کتابوں کو اگر چہ ان میں احادیث نہ بھی ہوں علم شرعی کی تعظیم کی وجہ سے منع ہے اور ان کے صاحبزادہ تاج نے کہا ہے کہ مناسب ہے منع کرنا ان سے بھی جوشرع سے تعلق رکھتی ہوں جینے خو و فقہ و فیرہ کی کتابیں۔

کسی کا فرکوقران شریف مس کرنے دینا (حچھونے دینا) جا ئرنہیں درمخار حاشیہ شای جاس ۱۶۴ میں ہے۔

و يسنع النصراني من مسه (اي المصحف المذكور قبله) وجوزه سحمد اذا اغتسل قال الشاسي قوله ويمنع النصراني ومن بعض النسخ الكافر وفي الخانية الحربي او الذمي وقوله وجوزه محمد اذا اغتسل جزم في الخانية بلا حكاية خلاف قال في البحر و عندهما يمنع مطلقال

عیسائی منع کیا جائے گا قرآن مجید کوچھونے سے اور جائز قرار دیا ہے امام محمہ نے جبکہ خسل کر لے۔ علامہ شائی گہتے ہیں کہ بعض نسخوں میں لفظ عیسائی کی جگہ کا فر ہے اور فتاوی قاضی خال میں ہے کہ حربی ہویا ذی (۱) اور متن کا قول ہے کہ امام محمہ نے جائز قرار دیا ہے جب وہ خسل کر لے اس کو فقاوی قاضی خال نے بغیر اختلاف نقل کئے بیان کیا ہے۔ بح الرائن شرح کنز الدقائن میں ہے کہ امام ابو صنیفہ وامام ابو یوسف کے نزویک برطرح منع کیا الرائن شرح کنز الدقائن میں ہے کہ امام ابو صنیفہ وامام ابو یوسف کے نزویک برطرح منع کیا ہے۔ بحرالرائن ص ۲۰۲ تا پر ہے۔ لسکس لا یہ مس المصحف وا ذا اغتسل شم سس لا بہ اس به فی قول محمد و عند هما یمنع من سس الصحف شم سس لا بہ اس به فی قول محمد و عند هما یمنع من سس الصحف میں کوئی مضائقہ نہیں اور امام ابو صنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک قرآن مجید کو ہرطرح میں کوئی مضائقہ نہیں اور امام ابو صنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک قرآن مجید کو ہرطرح میں المصف (لیکن کا فرقرآن مجید کوئے چھوئے)

عالمگیری جلد ۲۵ سر ۲۱۱ پر ب قبال اب و حنیفه اعلم النصرانی الفقه والفرآن لعله بهتدی ولا بمس المصحف وان اغتسل نم سسع لا باس به کذافی الملتقط (امام ابوضیفه نے فرمایا بی کدفرانی کوفقه کی اورقرآن کی تعلیم تو دول گاکه شاید وه مدایت پالے اورقرآن مجید کونه مجوع اور اگر شامل کرلے پھر مجھولے اور اگر شامل کرلے پھر مجھولے تو مضا کھنہیں)

⁽۱) دارالكفر ميں رہنے والا كافر ہويائيكس دے كردارالاسلام ميں رہنے والا كافر

ان فقہی روایات ہے معلوم ہوا کہ کافر کوقر آن مجید کا چھونے دینا بلائنسل کرائے تو جائز نہیں ہے یہ فدہ ہبتمام احناف کا ہے اور خسل کرانے کے بعدام مجمد کے نزو یک اور امام اعظم کی ایک روایت میں لا باس ب (اس کا مضا نقیبیں) ہے یعنی مکروہ تنزیبی ہے جواستدامت (۱) ہے شدید مکروہ ہوجاتا ہے شامی جائل الا پہ ہے۔قبال فسی النبھائية لان لفظ لا باس دلیل علی ان المستحب غیرہ لان الباس اشدة نخابی میں ہے کیونکہ لفظ لا باس (شدت نبیں ہے) دلیل ہاں پر ہے کہ اس کا غیر مستحب میں ہے کیونکہ لفظ لا باس (شدت نبیوتو معمولی خرابی ہوئی یعنی مکروہ تنزیبی ہے اور دوسری روایت میں (جس کوفاوی میں اختیار کیا گیا ہے جیے البحر الرائق اور قاضی خان اور دوسری روایت میں (جس کوفاوی میں اختیار کیا گیا ہے جیے البحر الرائق اور قاضی خان میں ہے اور اس لئے وہ رائح ہے) بالکل نا جائز ہے۔

كافركوقر آن پڑھانا جائز نہيں

اور دوسرے اماموں کے نز دیک مس تومس پڑھانا بھی جائز نہیں فتح الباری شرح بناری ج۲ص ۷۷ پر ہے۔

وهذه المسئلة مما اختلف فيه السلف فمنع مالك من تعليم الكافر القرآن و رخص ابو حنيفة واختلف قول الشافعي والذي يظهر ان الراجع التفصيل بين من يرجى منه الرغبة في الدين والدخول فيه الامن منه ان يتسلط بذلك الى الطعن في الدين والله اعلم و يفرق ايضا بين القليل منه والكثير كما تقدم في اوائل كتاب الحيض (يه ايضا بين القليل منه والكثير كما تقدم في اوائل كتاب الحيض (يه مئله ان يم يهلم بزرگول نے اختلاف كيا م توامام مالك نے تو كافركو قرآن مجيدكي تعليم دين منع كيا م اورامام الوضيف نے افرام مالك نے تو كافركو قرآن مجيدكي تعليم دين منع كيا م اورامام الوضيف نے افرام منافق كا

⁽۱) ان فعل پردوام کرنے ہے

تول مختف ہے جوظا ہر ندہب ہے یہ ہے کدرائج تفصیل ہے درمیان اس کے کہ جس سے امید کی جاتی ہو دین کی رغبت اور دین میں داخل ہونے کی مع اس بات کے امن کے کہ وہ اس وجہ سے دین پر طعنہ کرنے پر مسلط نہ ہوجائے ۔ واللہ اعلم ۔ اور فرق کیا جائے گاقلیل و کشر (۱) میں بھی جیسے اول کتاب الحیض میں بیان ہو چکاہے)

اس ہے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی تعلیم بھی ای کو جائز ہے جوطعنہ واستخفاف(۱) نہ کرے یہی ند ہب حنفیہ کا ہے جو یہاں شوافع کارانج کرکے بیان کیا ہے اورامام مالک کے نزدیک توبیہ بالکل جائز نہیں ۔ تومس کرنا (چھونا) بدرجَہ اولی جائز نہیں ہے۔

شھہ

ال برایک شبه بوتا ہے کہ حضوظ کے خاتم کافرکو بسسم الله السرحسن الله السرحسن الله السرحسن یا اهل الکتاب تعالواالی کلمة الایة لکھاتھا۔ یددوآ یتی تھیں ایک بسسم الله دوسری یا اهل الکتاب آخرتک تواس نے خطکوس (۳) بھی کیااورظا برتھا کہ خطکوس کیا جاتا ہے تو جب حضور نے خط بھیجا تو مس کی اجازت دے دی اور چونکہ پڑھنے بی لکھاجاتا ہے تو برخے کی اجازت دے دی اورجیسا دوآ یتوں کا تھم ہے ایسانی یورے قرآن شریف کا ہے۔

جواب

اس كاجواب شخ ابن مجرفيد ويا ب فغ البارى ج اص ٣٣٥ وقد اجيب عمن منع ذلك وهم الجمهور بان الكتاب اشتمل على اشياء غير الايتين فاشبه مالو ذكر بعض القرآن في كتاب الفقه او في التفسير

⁽۱) تھوڑے اور زیارہ میں (۲) تو مین نہ کرے (۳) جھوا

فانه لا يسمنع قرأته ولا مسه عند الجمهور لانه لا يقصد منه التلاوتة ونص احمد انه يجوز مثل ذلك في المكاتبة لمصلحة التبليغ وقال به كثير من الشافعية ومنهم من خص الجواز بالقليل كالآية والاينين (جن حفرات نے اس منع كيا ہے الكی طرف ہے جواب دیا گیا ہے اوروہ اكثر علاء بیں یہ خطاتو دو آیت کے سواكئ چیزوں پر بھی مشتمل تھا تو اس کے مشابہ ہوا جے قرآن كا پچھ حصرفقہ كی یا تغیر كی تاب میں ذکر كیا جائے كه اكثر علاء کے نزد یک نداس کے پڑھنے ہے منع كیا جاتا ہے نہ چھونے ہے كو كله اس كامقصود تلاوت نہيں اور امام محد نقر مان فرمایا ہے كہ خطو كر كتاب میں ایسا جائز ہے تبلیغ واحكام كی مصلحت ہوا ہے تافعی حضرات منع كیا جاتا ہے نہ چھونے ہے كو كله اس كامقصود تلاوت نہيں اور امام محد نے صاف فرمایا نہ ہے کہ خطو كتابت میں ایسا جائز ہے تبلیغ واحكام کی مصلحت ہوں تو اس کی تفصیص کی ہے جسے ایک آیت یا دو آیت) یعنی جس میں ایک دو آیات کے علاوہ باتی اور مضامین ہوں تو اس کو اللہ ہے یہ بھی معلوم ہوا كہ شوافع اور مسلمت تبلیغ کے وقت كافر کو جائز ہے تو اس حوالہ ہے یہ بھی معلوم ہوا كہ شوافع اور حنا بلہ كے زدد یک جی نہ ہو جائز نہیں۔

دوسراشبهه

حفید کنزدیک افر کامجدی داخل ہونا جائز ہے جیے در مختاریس ہے : و جاز دخول الذمسی مسجدا ولو جنبا کما فی الأشباه (شای ج۵۳ ۲۵۹) (زمی کافر کامجدی داخل ہونا جائز ہے اگر چہوہ جب ہو)(۱) تو مجدیں داخل ہونا جائز ہےتو قرآن شریف کامس کرنا بھی جائز ہونا چاہئے۔ لسعدم الفادی (کیونکہ دونوں چیزوں میں کوئی فرق نہیں)

⁽۱) بعنی اس حالت میں ہوجس میں عنسل کرنامسلمان پر واجب ہوتا ہے۔

جواب

جواب یہ ہے کہ دونوں میں فرق ہے مجد کا تھم اور ہے اور قرآن شریف کا اور۔ د کیھئے! مسجد میں مسلمانوں کو بے وضو جانا جائز ہے مگر قرآن شریف کو بے وضومس کرنا جائز نہیں اس لئے قرآن شریف کے مس کرنے کو مجد میں داخل ہونے پر قیاس کرنا تھے نہیں۔ تیسر اشبہہ

حفرت عررض الله عند نے جبدوہ اسلام نہیں لائے تقرآن شریف کومی کیا تھا۔ یہ واقعہ خود حفرت عرص منقول ہے جمع الفوائد ج ۲۰۸ سرح بقدت یا عدوة نفسها صبوت فاضرب راسها فبکت وقالت یا ابن الخطاب اصنع ما کسنت صانعا فقد اسلمت فذهبت وجلست علی السریر فاذا الصحیفة فقلت ماهذه الصیحفة فقالت دعناعنك فانك لا تعتسل من الجنابة ولا تتظهر وهذا لا یمسه الا المطهرون فمازلت بها حتی اعطتینها

حضرت عمر فی این مسلمان ہمشیرہ سے کہاا ہے اپنی جان کی دیمی تو بے دین ہوگئی ہے تو میں اس کے سر پر مار نے لگا۔ وہ رو پڑی اور کہاا ہے خطاب کے بیٹے کر لے جوتو کرنا چاہے کیونکہ میں تو مسلمان ہو چکی ہوں۔ وہ چلی گئی اور تختہ پر بیٹے گئی تو اچا تک ایک صحیفہ تھا میں نے کہا میصیفہ کیا ہے؟ بولیں الگ ہوجاؤ ہم ہے بتم تو جنابت کے بعد عسل نہیں کرتے میں نے کہا میصیفہ کیا ہے؟ بولیں الگ ہوجاؤ ہم ہے بتم تو جنابت کے بعد عسل نہیں کرتے اور پاک نہیں ہوتے اور میدہ و چیز ہے کہ اس کوصرف پاک ہی چھو سکتے ہیں ، میں اس پر اصر ار کرتار ہا یہاں تک کہ وہ مجھے صحیفہ دے دیا۔ اور اس میں عسل وغیرہ کا بھی ذکر نہیں ہے۔

جواب

یہ واقعہ سیرت ابن ہشام برحاشیہ زادالمعارج ص ۱۸۷ پر بھی ہے۔

قال لا خته اعطيني هذه الصحيفة لاني سمعتكم تقرأون آنفا انظر ما هذا الذي جاء به محمد وكان عمركا تبا فلما قال ذلك قالت له اخته انا نخشاك عليها قال لا تخافي حلف بآلمته لردبها اذا قراها اليها فلما قال ذلك طمعت في اسلامه فقال يا اخي انك نجس على شركك وانه لا يمسه الا الطاهر فقام عمر فاغتسل واعطته الصحيفة فقرأها الحد

(حضرت عمرٌ نے اپنی بہن ہے کہا کہ مجھ کو یہ چیفہ تو دوجس کو میں نے ابھی تم کو پڑھتے سنا ہے بینی دیکھوں وہ کیا چیز ہے جس کو محمد اللہ کے ہیں اور حضرت عمرٌ ککھ لینے والے تھے یہ کہا تو انکی بہن نے کہا ہم تجھ سے اس پرخوف رکھتے ہیں آپ نے کہاڈ رونہیں اور اپنے معبود وں کی حتم کھالی کہ وہ صحیفہ دیکھ کرواپس کردیں گے۔ جب حضرت عمر نے یہ کہا تو ان کو ایکے اسلام کی توقع بندھ گئی تو کہے گئیس کہ اے بھائی تم ناپاک ہومع شرک کے۔ اور یہ ایس چیز ہے کہ اس کو پاک بی ہاتھ لگا سکتا ہے حضرت عمر الشھے اور عسل کیا اور میں نے صحیفہ ان کو دے دیا اس کو پاک بی ہاتھ لگا سکتا ہے حضرت عمر الشھے اور عسل کیا اور میں نے صحیفہ ان کو دے دیا اس میں تھی طہ (۱) آپ نے اے برخھا آخر تک۔

اورادكام القرآن ليصاص تحصص الله عن انس بن مالك في حديث انس بن مالك في حديث اسلام عمر قال فقال لاختة اعطوني الكتاب الذي كنتم تقرؤن فقالت انك رجس وانه لا يمسه الاالمطهرون فقم فاغتسل اوتوضافتوضأثم اخذ الكتاب فقراء۔

(حفرت انس بن مالک نے حفرت عمر کے اسلام کی حدیث میں بیہ ہے کہ کہتے
ہیں انہوں نے اپنی بہن سے کہا مجھے وہ کتاب تو دو جے تم پڑھ رہے تھے انہوں نے کہا تم
باپاک ہو بیالی چیز ہے کہاس کوخوب پاک لوگ بی ہاتھ لگا کتے ہیں تو اٹھوٹسل کرویا وضو
کروانہوں نے وضوکر لیا کتاب لے لی اور پڑھ لی۔معلوم ہوا کوٹسل یا وضو کے بعد لیا ہے۔
حضرت عمر کو حالت کفر میں قرآن چھونے اور پڑھنے کی اجازت
و یہنے کی وجو ہات

اول تو بیرواقعہ حضور کا لیا ہے کے سامنے کا نہیں ہے کہ حضور کی رضامندی معلوم ہوتی۔

<u>دوسم ہے</u> بہت ممکن ہے کہ جمع الفوا کدوالی روایت میں اختصار ہواور مساز لت بھا (میں اصرار کرتار ہا) کے بعد کا بیواقعہ ترک کر دیا ہو یعنی شسل وغیر ہ کا۔

تیسرے بیجی احتال ہے کہ حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ کوکل احکام معلوم نہ ہوئے ہوں کیونکہ ابھی زمانہ قریب میں اسلام لائی تھیں۔ چنانچہ اور روایتوں میں اوپر بیان ہوچکا ہے۔

چوتھے ممکن ہے کہ حضرت عمر کی ضرب سے متاثر ہو کر مجبوری کی حالت میں ایسا کیا ہوجس کا بیان ہر روایت میں ہے اور ابن ہشام کی روایت میں خون نکلنا بھی ہے۔

الم الم الم الم اللہ علی ہے کہ ان کے نز دیک بھی یہی مسئلہ ہو کہ قسل یا وضو کا فی ہوجا تا ہے تو بیش از بیش (۱) یہ ہوگا کہ بغیر قسل یا وضو کے جائز نہ تھا۔

جھٹے ابن ہشام کی روایت میں تصریح ہے کہ اسلام لے آنے کے قرائن ہو گئے تھے اور ان سے حلف لے لیا تھا اس لئے جن روایتوں میں پنہیں انکوبھی مفصل روایات پر محمول کیا جائے گا۔

اوراب بیغل تبلیغ کے لئے اوراطمینان عدم استخفاف (۱) کے بعد ہوا ہے اس کئے پہلی روایات کی بنا پر بھی شبہیں ہوسکتا کہ کا فرکواستخفاف کے اندیشہ کی وجہ سے قرآن مجید کا سپر دکرنانا جائز ہے۔ اور یہاں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کیونکہ اطمینان کے بعد ہے۔

<u>دوسرے</u> وہ ساہنے موجود تھے اگر استخفاف (۲) کا صدور دیکھا جاتا تو ان سے واپس لےلیاجاتا۔

تیسرے ان پراٹر تھااس لئے اظمینان تھاای وجہ سے تو عسل کیلئے تیار ہو گئے ورنہ جس کے دل پرکوئی اٹر نہ ہووہ کیسے اس کیلئے آبادہ ہوسکتا تھا خصوصااس زمانہ میں جبکہ چالا کیاں اور عیاریاں اس زمانہ کی ہتھیں اور بہت ممکن ہے کہ ان قرائن سے حضرت کی بہن نے حضرت عمر کے اسلام لانے پراستدلال کرلیا ہو کیونکہ اصل اسلام تو دل سے ہی ہوتا ہوار نجس علی شرک کے معنی یہ ہوں کہ نجس تھے شرک کی حالت میں جسکی تشریح جمع الفوا کہ والی روایت ہے کہ خسل جنابت نہ کرتے تھے یعنی اب اگر چہ مسلمان ہوگئے مگر عسل جنابت نہ کرتے تھے یعنی اب اگر چہ مسلمان ہوگئے مگر عسل جنابت نہ ہوئے کے مشل جنابت میں جسکی تشرک میں نجس تھے اس کے عنسل کی ضرورت ہے۔

۔ غرض سوائے ایک دوامام کے سب کے نز دیک عنسل کے بعد بھی اور بغیر عنسل کرائے تو بالا تفاق کا فرکو قرآن مجید مس(۳) کرنے دینا جائز نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ستاہت وطباعت فرموں کا موڑنا دینا ٹائٹل لگانا کا ثنا جلد بنانا وغیرہ اور پچروں یا پلیٹوں کو

⁽۱) تو بین نه کرنے کا اطمینان ہونے کے بعد (۲) اہانت کرتے دیکھتے تو داپس لے لیتے (۳) چھونے دینا۔

ury.blogspot.com

صاف کرناان سب کاموں میں بلا عائل کے مس کرنا ہوتا ہے پھر فروخت کرنے میں بھی بار بار کا اٹھانا رکھنا پلندے بنانا وغیرہ بھی بلا حائل ہوتا ہے اسلئے جہاں تک ہوسکے کفار کو اس سے روکنے کی سعی (۱) کی جائے۔

چوتھاشبہ

اگر کافرلوگ اس کا وعدہ کرلیں کہ ہم بیرسب کام مسلمانوں کے ہاتھوں سے کرائیں گے یا بلاحائل کے نہ کریں گے تو کیا جائز ہوگا کہ ان کو طباعت و فروخت کی اجازت دے دی جائے۔

جواب

جواب بیہ ہے کہ نہیں۔ کیونکہ اول تو کا فرکا اعتبار نہیں اگرفتم بھی کھالے تب بھی قابل اعتاد نہیں کے ماقال تعالی فی سورۃ البرأۃ انھم لا ایمان لھم (بیشک بیہ کا فران کی قتمیں کی نہیں)

دوسرے ہروت کی گرانی کون کرسکتا ہے۔ تیسرے تجربہ ہے کہ اول اول
اس کا اہتمام بھی کیا گیا تو چندروز بعد اہتمام نہیں رہتا۔ چو تھے ہجوم کا ر(۱) کے وقت یہ
سب اہتمام عادۃ ممکن نہیں ہوتے۔ یا نچویں جن لوگوں سے وعدے لئے جا کیں گے خواہ
فتم سے بھی لئے جا کیں وہ اپنی ذات کے متعلق ہی تو وعدہ کر سکتے ہیں ان کے اعزہ و منیجراور
دوسرے ملازم خصوصا جبکہ آ جکل غیر مسلم لوگ مسلمان کو ملازم رکھتے ہی نہیں وہ سب کا فرہی
ہول گے اور ان سے نہ وعدہ ہوگا اور ہوتو قابل اعتماد نہیں ہوگا۔ اور کم سے کم اس کوتو ہر خص
جانتا ہے کہ ہر خص کا وعدہ قابل اعتبار نہیں ہوسکتا خاص کر جب کہ آ جکل تعصب بہت ہوگیا

(۱) کوشش (۲) کام کی زیادتی۔

ہے اور عیاری و چالا کی جزولیافت بن گئی ہے۔ چھٹے یہ کداو پر جووجوہ بیان کئے گئے ہیں وہ تو پھر بھی ہاقی رہے اسلئے کسی صورت میں اس کا جواز نہیں معلوم ہوتا۔

بإنجوال شبه

فتح الباری جامس ۳۴۷ کی عبارت ہے جواو پر ندکورہ ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ کتب فقہ وتفییر کو کا فر کامس کرنا جائز ہے تو کیا ان کتابوں کی طباعت وفروخت کی کا فر کو اجازت دی جاسکتی ہے۔

جواب

نہیں ۔ کیونکہ عدم جواز کی وجہ صرف ایک یہی نہیں ہے(۱)،(۲)،(۳) میں ان سب کیلئے عدم جواز (۱) ثابت ہو چکا ہے بلکہ نمبر ۳ کے آخر میں تمام وہ علوم جومقد مات دین ہیں جیسے نیوو صرف وغیرہ ان کا عدم جواز بھی ثابت ہے لہذا کسی نہ ہی کتاب کی اجازت نہیں اور نہ مقد مات نہ ہب کی جوآ جکل علوم عربیہ کہلاتے ہیں کیونکہ وہاں تو تلاوت کیلئے مقصود بنا کرنہیں بلکہ بلغ کیلئے مضامین کی تقویت میں نب عبالیک دوآیت ذکر ہوتی ہے اور اصل مقصود وغیرہ کا تھم ایک نہیں ہوتا جیسے شسل فرض ہونے کے وقت کی دعا کے قصد سے اصل مقصود وغیرہ کا تھم ایک نہیں ہوتا جیسے شسل فرض ہونے کے وقت کی دعا کے قصد سے دعائیہ آیت پڑھنا جائز ہیں تلاوت کے قصد سے گناہ ہیں۔

قرآن پاک کی تھی اور رسم الخط کی حفاظت فرض ہے

قر آن شریف کی حفاظت تمام مسلمانوں پرفرض ہاور مجملہ حفاظت کے تھی ہے۔ ہاور رسم خط کی پابندی بھی ضروی ہے تھیجے اور رسم الخط کی پابندی کافر سے نہیں ہو سکتی اور وعدہ کا حال شبہ کے جواب میں دکھے لیا جائے۔

⁽۱) جائز شہونا۔

کا فرکوا جازت طباعت دینے میں بےحرمتی یقینی ہے

قرآن شریف کی عظمت کی کوئی انتہائی نہیں ہر کلام کی عظمت صاحب کلام کی وجہ

ہوتی ہے جب صاحب کلام حق تعالی جل شانہ ہیں تو اکلی شان کے مطابق ان کے کلام

گی عظمت ہے اس لئے کیے گوارا کیا جاسکتا ہے کہ جن کو یہ فر مایا ہے: لا تت خف خدوا
عدوی و عدو کہ اولیاء (۱) (اپ وشمن اور میرے شمن کو دوست نہ بناؤ) ان کے
ہاتھوں ہیں اس کے کلام کی ہے حرمتی کرالی جائے ایسے ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ کفار
نے طباعت اور اس کے کاموں میں اور فروخت اور اس کے کاموں میں کس قدر ہے حرمتی
کی ہے کا غذوں اور پھروں وغیرہ کو جن پر قرآن مجید چھپا تھا ان کو پیروں میں مملا ہے،
نجاستوں سے آلودہ کیا ہے ،خصوصا اس وقت کے معتصب لوگ تو خدا جانے کیا کیا کرتے
ہوں گے (۲)۔

ممبران اسمبلی اورسر برابان کی ذیمه داری

قرآن شریف کی تو بین کفر ہے اس قدر تھین جرم کے ارتکاب کا ذریعہ وہ الوگ نہ
بن جا کیں جو اس کی روک تھام کر سکتے ہیں اور پھرنہ کریں یعنی مسلمان تو بین کرتا ہے تو
اسلام سے باہر ہموجاتا ہے اور اگر سبب تو بین بنتے ہیں تو دکھے لیجئے کیسا گناہ ہوگا اور آ جکل
کافروں کے ہاتھ میں دے دینا تو سبب تو بین بنتا ہے گویہ کام حکومت کا جرم بنتا ہے گر

⁽۱) الممتحذآ بت ا(۲) ایسے بی مرزائی که غیرمسلم بین اور صرف مرزا کی باتوں پر ایمان رکھتے بین قرآن کا نام بچاؤ کیلئے اپناتے بین ،اور شیعہ جو سسومین رای والے قرآن پر ایمان رکھتے بین موجودہ کو تریف شدہ کم وبیش کیا ہوا کہتے ہیں جن کے زویک مسلمانوں کی عزت وعظمت پر تملہ کرنا کا رثو اب ہے۔ اور روز روز ایسی حرکتوں کا مشاتبہ ہوتا رہتا ہے وہ بھی غیرمسلم وں کی طرح بین ان کیلئے بھی بھی قانون ہونا ضروری ہے بلکہ بیان سے بھی برتر ہوتا ہے امنہ

ممبران اسمبلی وغیرہ جومشورہ دے سکتے ہیں اور کوشش کر سکتے ہیں اگر کوشش نہ کریں گے یا خلاف کی کوشش کریں گے تو بہت احمال ہے کہ وہ اس تو بین کا سبب بن جا کیں۔ عوام کی فرمہداری

امور نذکورہ بالا میں ہے صرف بعض میں اختلاف ہے اور اختلاف سے بچنا متحب ہے اس لئے اس کی سعی ضرور ہونی چاہئے کیونکہ وہ اختلافات اس وقت کی حالت پر نہیں ہیں ورندا گرآ جکل کی حالت سامنے ہوتی تو وہ حضرات بھی اختلاف نہ کرتے۔

اس وقت تمام الل اسلام كانظريديى بــاوراحكام كـمطابق بهى بى ب اس كـناس كس كمطابق بهى بى ب اس كـناس كس كرنا الله حسن (جس كوتمام مسلمان بهترقراروي وه الله كنزويك بهترب) كامصداق باوراس كظاف كرنا البعوا السواد الاعظم (برى جماعت كالتاع كرو) كاخلاف كرنا دونول حديثول يمل ضرورى بــ

حکومت وقت کی ذ مه داری

مسلمانوں کی اقتصادی حالت اور غیر مسلموں کا تعصب اس کا مقتضی ہے کہ اس کا قتضی ہے کہ اس کا قتضی ہے کہ اس کا قانون پاس کر دیا جائے یقینا میں جدوجہد آیت تعاونوا علی البر والتقوی (نیکی اور تقوی پرایک دوسرے کی مدو کرو) اور والا تعاونوا اعلی الاثم والعدوان (۱) (اور ایک دوسرے کی مدونہ کروگناہ اور زیادتی پر) کے اقتضاء پڑمل اور اس کے انتظال تھم (۲) میں واض ہے۔

شبه

جب ان دلائل ہے بیٹا ہت ہوتا ہے کہ غیر مسلم کوقر آن مجیداور دینی تمام کتابوں کی طباعت وفروخت کی اجازت نہیں دی جاسکتی تو اسلامی حکومتوں نے ایسا کیوں نہیں کیا کہان کے لئے ممانعت کر دی جاتی۔

جواب

اگراسلای حکومتوں ہے قدیم حکومتیں مراد بیں تو ثابت کرنا چاہئے کہ ان حکومتوں میں غیر مسلم ایسا کرتے تھے کیونکہ اگراس وقت غیر مسلم ایسا کرتے بی نہ تھے تو ممانعت کس کو کی جاتی ۔ اور اگریٹ ثابت ہوجائے کہ غیر مسلم ان کی طباعت وفر وخت کا کام کرتے تھے اور یہ بھی ثابت ہوجائے کہ حکومت کواس کا علم بھی تھا اور یہ بھی ثابت ہوجائے کہ حکومت کواس کا علم بھی تھا اور یہ بھی ثابت ہوجائے کہ حکومت کواس طرف توجہ بھی دلائی گئی تھی پھر بھی حکومت اسلامی نے اس طرف توجہ بہیں کی اور ممانعت صادر نہ کی تو اگر حکومت کا یہ تعلق بھر بھی حکومت اسلامی نے اس طرف توجہ بھی دلائی گئی تھی پھر بھی حکومت اسلامی نے اس طرف توجہ بھی دلائی گئی تھی کہ تھا تھا کہ اگر استحفاف (۱) کی اثر ہے اور مسلمان کے علاوہ کسی اور نے مس کیا (۱) تو حکومت اور مسلمان کے علاوہ کسی اور نے مس کیا (۱) تو حکومت اور مسلمان خرض اس وقت ان عوارض میں جو اس وقت اس قدر تعصب بھی جو اب ہے غالبانہ ہوگا۔ غرض اس وقت ان عوارض میں جو اس وقت در پیش بیں بہت کی تھی۔ اور اب وہ عوارض شدت سے موجود بین اس لئے اس اجازت کا کوئی پہلونہیں نگاتا۔

اورا گر حکومت ہے موجودہ حکومتیں مراد ہیں تو ندکورہ بالا امور یعنی غیر مسلم کا ایسا کرنا حکومت کوئلم ہونا حکومت کو اس طرف توجہ ہونا یا توجہ دلانا ٹابت بھی ہوجائے تو بیاس کا فعل ہوگا جودوسروں پراحکام کے ہوتے ہوئے جمت نہیں ہوسکتا۔ کیا آجکل کی حکومتوں میں خلاف اسلام رسوم ورواجات جاری نہیں ہور ہے ہیں کیاان کے ان سب افعال سے احکام میں نعوذ باللہ کوئی تغیر ہوسکتا ہے مسلمانوں کو اور خصوصا ان مسلمانوں کو جو وہاں رہتے ہیں یا وہاں داخل ہیں یا ہو سکتے ہیں ضروراس کی طرف حکومت کومتو بھرنا جائے۔

شب

جو وجوہ عدم جواز کی بیان کی گئی ہیں ان میں ہے بعض مسلمانوں کی طباعت و فروخت میں بھی پائی جاتی ہیں تو کیا مسلمانوں کو بھی ممانعت کی جائے مثلا وضو وغسل کی پابندی کانہ ہونا ہصحت و رسم خط کا بالکل ٹھیک نہ ہونا ، وغیرہ۔

جواب

اول تو کافرول میں اور مسلمانوں میں بہت فرق ہان کے دلول میں پھھ نہ کھ نہ کھا تھا۔
پھھ عظمت ضرور ہوتی ہاوران کے دلول میں عظمت تو در کنار اور نفرت ہے بلکہ مسلمانوں سے بنائے تعصب غیظ (۱) ہے کافر تو تو بین کرنا چاہتے ہیں اور بالقصد (۲) کرتے ہیں اور مسلمان بالقصد تو بین نہیں کرنا اگر کچھ ہوتا ہے تو عظمت و احترام میں پھے قصور (۳) ہوجا تا ہے۔

دوسرے وہ اسکو اپنی نہ ہی کتاب سمجھتا ہے ادر کافر دوسروں کی بلکہ اپنے خالفوں کی نہ ہی کتاب سمجھتا ہے ادر کافر دوسروں کی بلکہ اپنے خالفوں کی نہ ہی کتاب سمجھتا ہے دونوں عقیدوں سے جومل میں فرق پڑتا ہے خالم ہے۔ مخالفوں کی نہ ہی کتاب سمجھتا ہے دونوں عقیدوں سے جومل میں فرق پڑتا ہے خالم ہے ہوں ہوائے کہ سمجھے مناسب بلکہ ضروی ہے اگر اس کا بھی کوئی قانون بن جائے کہ جومسلمان بغیر تھی اور بے حسل اور بے وضو اور ادب واحترام کے خلاف کرے اسکو بھی

⁽۱) مسلمانوں کے ساتھ تعصب کی وجہ سے غصہ ہے (۲) اراد ؤ (۳) کی

ممانعت ہوجائے یا سزا ملے تو اچھا ہے ، کیونکہ بہت سے مسلمان ایسے بھی ہیں جونہایت ادب واحترام سے باغسل باوضوتمام کام انجام دیتے ہیں تھیجے کا پورا پورا اہتمام کرتے ہیں بہت ہی اچھا ہوا گرصرف ایسے مسلمان طباعت قرآن مجید وفروخت کا کام کریں۔

چوتھے اگر کوئی مسلمان ایسا کرے گاتو وہ اپنے فعل کا تنہا ذمہ دار ہوگا۔ وہ ک گنہگار ہوگا اور اگر ان مسلمانوں نے جو قانون بنا سکتے ہیں اس شم کا قانون کہ کا فروں کے ہاتھ ہیں طباعت وفر وخت نہ رہے نہ بنایا اور اس میں باوجود قدرت کے جدوجہدنہ کی تو پھر غیر مسلموں کے ہاتھوں جس قدر قر آن شریف کی تو ہین واستحفاف ہوگی اس سے سیسب غیر مسلموں کے ہاتھوں جس قدر قر آن شریف کی تو ہین واستحفاف ہوگی اس سے سیسب کے سب گنہگار ہوں گے اور جماعت کا گنہگار ہونا کسی فرد کے گنہگار ہونے سے کہیں زیادہ سخت ہاس لئے اس تاویل سے کہعض مسلمان بھی ایسا کرتے ہیں اس قانون کے بنانے ہیں تساہل (۱) جا تر نہیں ہوسکتا۔

یا نیجوی مسلمان کوتو گناہ ہے خسل و بے وضوہ و نے کا ہوگا جس میں بعض ائمہ کا اختلاف بھی ہے اور کا فرکے قبضہ میں دے دینا استخفاف و تو بین کا سبب بنا ، اول تو بیگناہ اس گناہ ہے فی نفسہ (۲) بہت بخت ہے پھر اس میں اختلاف ائمہ کی وجہ سے تخفیف بھی ہوگی ہے۔ اسمیس بیہ بات نہیں ہے بیبال تو ساری امت کا اتفاق ہے کہ قبضہ کفار میں چونکہ اختمال استخفاف ہے تو جہال قبضہ کا اختمال ہی ہو وہ صورت بھی جائز نہیں جیسا کہ دلیل ۳،۲ میں گزر چکا ہے۔ چہ جہال قبضہ کفار بھی ہو۔ اس لئے زمین و آسان کا فرق ہے۔

چھٹے مسلمان و کافر میں بیفرق ہے کہ مسلمان ان احکام کا التزام کرتا ہے اس سے رعایت کی توقع ہے کافر میں بیہ بات نہیں۔

⁽۱) ستى (۲) ايى ذات كالمتبارك

غرض والله تعالى اعلم (۱) بهار عزد يك ايبا قانون بناناصرف جائز بى المهم بهائز بى المهم بهائز بى المهم بها تربيل بلك واجب بهاور جولوگ به بناسكته بين اوركوشش كريكته بين اگرنبيس كرين كوتو گنهگار به و نظر ما مدب مسلمان اپنی و مدداری كومسوس كرين گهر و الله ولى التوفيق و عليه التوكل (۱)

ا ا ديقعده ميله التوكل (۱)

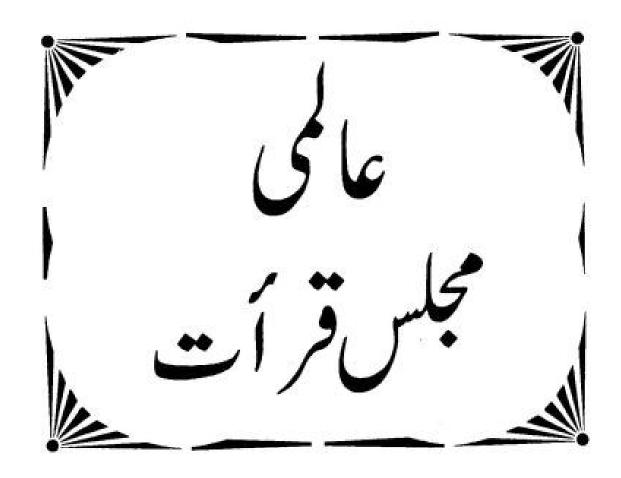
وكان الشيخ كتب في آخره بعد النظر والاصلاح جزاك الله افدت واجدت يا اجدت فيما افدت(٢)

⁽۱) اور الله بن زیادہ جاننے والے ہیں (۲) اور الله بن اصل تو نیق دینے والے ہیں اور اس بن پر بحروسہ ہے (۳) اور حضرت شیخ (مواا نااشر ف علی تھا نوی) نیاس مضمون کود یکھنے اور اصلاح کرنے کے بعد اس کے آخر ہیں ہیہ کلمات تحریر فرمائے تھے" اللہ تعالی تم کو ہزادیں فائدہ پنچایا اور عمد و پہنچایا۔ یاعمدہ کیا جس میں فائدہ پہنچایا۔"

iry.blogspot.com

toolubra lander lander

toobaa-elibra



iry.blogspot.com

Jodyka Librani. Los Maria La M

عالمى مجلس قراءت

اعتراضات وجوابات

مبسملا ومحمد لا ومصليا ومسلما

فروری ۲۱ ء میں جو جامعہ قاسمیہ کراچی کی مسائی جمیلہ سے حجاز ،عراق ،مصر ، شام ، انڈونیشیا وغیرہ کے قاری صاحبان کی تشریف آوری پر پاکستان کے کئی شہروں میں عالمی مجلس قراءت منعقد ہوچکی ہے اور بہت لوگ براہ راست اس سے اور پھر اس کی نقل بذریعہ ریڈیواورشپ ریکارڈ سے خوب مخطوظ ہوئے اور برابر ہوتے رہتے ہیں بلکہ بہت لوگ قواس سے اپنے ایمان میں ایک تازگی محسوں کررہے ہیں۔

ہمارے بعض تعلیم یافتہ صاحبان کی طرف ہے اس پر پچھاعتر اضات سننے میں آئے ہیں اب تک جواعتر اضات سننے میں آئے ہیں اب کومع جوابات پیش کیا جاتا ہے ممکن ہے ہم سب کوغور وفکر کرنے کے بعداصل حقیقت تک رسائی میسر ہوجائے۔

اعتراض نمبرا

قرآن شریف کامقصود معانی واحکام بین بغیر معانی کے صرف الفاظ الفاظ کواور پھر الفاظ کی بھی ایک صفت بعنی عمدہ ادائیگی کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ اس لئے مجلس قر اُت کو بیا ہمیت دینا اسلامی شان کا کام نہیں ہوسکتا۔

جواب

قر آن الفاظ اور معنی کے مجموعے کا نام ہے پیخیال صحیح نہیں۔قرآن مجید الفاظ اور معانی دونوں کا نام ہے صرف معانی واحکام کوبی مقصوداورالفاظ کوغیر مقصد قرار دینا صحیح نہیں اس کو قد ان عبر بیا (۱) (عربی قرآن) فرمایا ہے۔ وہ عربی عبارت کے عربی الفاظ قرآن ہیں حضورا کرم سلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں ارشاد ہے بنلوا علیہ مایاته اور یعلم میں الکتاب (۲) (لوگوں پرقرآن مجید کی آیتوں کو بھی تلاوت فرماتے ہیں) اور آگے ہے کہ (ان کو کتاب کی تعلیم بھی دیتے ہیں) تلاوت الفاظ بھی حضور کا ایک فریضہ ہا اور تعلیم احکام بھی۔ ہر ہر حرف کے پڑھنے اور سننے بردس دس نیکیاں ملنا بلامعانی سمجھ بھی حدیث میں وارد ہے۔

الفاظ قرآن بھی مقصود ہیں

لبذا قرآن مجید کا تو لفظ لفظ اور قرف جوف مقصود ہی ہے جیسے معانی واحکام کی حفاظت اور ان پڑمل کرنا فرض ہے ایسے ہی لفظ لفظ ، حرف قرف بلکہ حرکت حرکت تک کی حفاظت اور اس کی تلاوت فرض ہے۔ اور پھر ہر ہر حرف عربی ہے عربی طریقہ ہے اس کے مخرج (۳) سے اس کی صفتو ل (۳) کیساتھ اوا کرنا بھی فرض ہے۔ ورنہ پھر بیحرف وہ حرف ہی خرج (۳) سے اس کی صفتو ل (۳) کیساتھ اوا کرنا بھی فرض ہے۔ ورنہ پھر بیحرف وہ حرف ہی ندر ہے گا دوسرا بن جائے گا(ہ)۔ اور اس کو خدائی کلام کہنا خدا تعالی پر ایک تہمت باندھنا ہوجائے گا اور اس سے معانی ومفہوم میں خلل واقع ہو کر بعض دفعہ احکام میں تغیر تبدل اور تخریف تک نوبت پہنچ جائے گی۔

مثلا قبال (کہایافرمایا) کی جگہ سحال (ناپ کردیا) پڑھنے سے لفظ ومفہوم دونوں میں بڑی زبردست تبدیلی ہوگئی ہےا باگراس کوقر آن مجید کالفظ اوراس کے معنی کو قرآن مجید کامفہوم کہا جائے تو سو پہنے کہ بیہ خدا تعالی پر تبہت اور اس کے کلام بے مثال کی تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟

⁽۱) سورة يوسف آيت ۲ (۲) سورة آل نمران آيت ۱۲۴ (۳) حرف ئے نگلنے کی جگہ (۴) حرف کی اواليگل کی کيفيت (۵) اس لئے که صفت یامخرین کے بعر لئے کی وجہ ہے حرف حرف سے بدل جاتا ہے۔

قرآن کےالفاظ وحرکات کی صحیح ادا ٹیگی فرض ہے

بلکہ ترکت کے بدل جانے ہے بھی بخت تبدیلی اور بعض دفعہ کفریہ کلمہ بن جاتا ہے۔لفظ اُملائہ اُنٹہ اُمحہ کے بین جاتا ہے۔لفظ اُملائہ اُنٹہ اُمحہ کے بین جاتا ہے اللہ الف بیدا ہوگیاتو یکلمہ کفریہ بن جاتا ہے اور اس نے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔اگر پہلے الف کے زبر کو بھینچ دیا اور آللہ پڑھ دیا تو معنی یہ ہوگئے کیا اللہ سب سے بوے ہیں؟ یہ استفہام انکاری یا تھکیہ ہوکر کلمہ کفر بن گیا گواس مفہوم کا قصد مذہونے سے اس کو کا فرتو نہیں کہا جائے گا مگر نماز اس سے ٹوٹ جائے گی۔

اس طرح المحبّب رئے کالن کو ہڑ ھانے ہے معنی بیہوں گے اللہ کیاسب سے ہڑے میں؟ اور 'ب' کے زبر کو ہڑ ھانے ہے معنی بیہوں کے کہ اللہ اکبار میں اورا کبار شیطان کا نام ہے یا کبری جمع جمعنی ڈھول ۔ اس ہے بھی کفرتو نہ لیس سے مگر نماز فاسد ہوجائے گی۔

تلاوت میں خوش آ وازی مطلوب ہے

پھراحادیث شریفہ میں قرآن شریف کوخوش آ دازی ہے پڑھنے کی بہت تا کید آئی ہے اورخوب عرب بعنی عربی کبچوں میں پڑھنے کی ہدایت اور مجمی کبچوں کی ممانعت ہے۔اس لئے حروف

⁽۱) مطلب یہ ہے کہ قرآئی افتادہ ہے جو می نفر ن سادا کیا جائے اور می سنت کے ساتھ اس کے جب میں نفر ن اور سفت اوائیں ہوگی تو لفظ لفظ سے بدل جائے گا جیسے تن ۔ ک سے بدل جائے نفر ن کے بدل نے ساور طاب بدل جاتی ہے سفت کے بدل نے سے قوقرآن میں شلا" تن اتھا ہم نے "ک" پڑھا تو ہے قرآئی لفظ نہوا۔

ry.blogspot.com

کومخارج صیحہ سے پوری صفتوں کیساتھ صیح حرکتوں سے عربی کیجوں میں خوش آوازی ہے ادا کرنا سب نہایت اہم باتیں، دین کا جزواورا کیک اسلامی فریضہ میں ان کونا قابل اہتمام قرار دینا بروی زیاد تی ہے۔

الفاظ ومعانی دونوں کی رعایت ضروری ہے

ہاں احکام البی (۱) کا حاصل کرنا اور پوری طرح حاصل کرنا، طاہر و باطن (۱) ، مقدم، موخر (۲) ، ناتخ ومنسوخ (۲) ، اشارات وصراحت ہے حاصل کرناتفیرات نبویہ ہے ان کو بجھنا یہ الگ ایک فریضہ ہے ایک کی اہمیت کے پیش نظر دوسرے کی اہمیت کونظرانداز کردینا سیجے طریقہ نہیں کہلاسکنا۔ بلکہ نداول بغیر دوسرے کے کامل ہوسکتا ہے دونوں ہیں کہلاسکنا۔ بلکہ نداول بغیر دوسرے کے کامل ہوسکتا ہے دونوں ہیں سے ہرایک مقصود بھی ہے قابل قدر وحفاظت بھی ہے قابل اہتمام بھی ہے۔ ہرایک مسلمان کا فریضہ بھی ہے۔

یہ ایک فریضہ(۵) ہے اور فہم ادکام دوسرا فریضہ ہے جس کو فقہ میں حل کر کے رکھ دیا گیا ہے لہذا اس ہے بھی بے پروائی برتنا ٹھیک نہیں جیسے احکام سے ٹھیک نہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کدا حکام کی تعفیذ اور ممل پر بے انتہاز ور دینے کی ضرورت ہے مگر اس کا یہ مطلب قرار دینا سیجے نہ ہوگا کہ الفاظ وحروف وحرکات کو خلط سلط کر کے تلاوت کی گنجائش ہو۔

اعتراض نمبرا

ایی مجلسوں میں ہر قاری دوسرے سے بڑھ چڑھ کرعمدہ پڑھنے کی کوشش اور اس کا مظاہرہ کرتا ہے اس لئے بیا بیک ریا ہے جو گناہ ہے تو اب کا کام نہیں۔ بلکہ ریا کو حدیث شریف میں شرک خفی فرمایا گیا ہے اس لئے بیمجلسیس ریا کاری یعنی شرک خفی کی مجلسیس ہو کمیں ان کو دین اور تو اب کے کام کی مجلس قرار دینا درست نہیں۔

(۱) قر آنی الفاظ ہے ادکام کو مجمنا (۲) آیت کے ظاہری اور پوشید و معنی کی شختین (۳) کونمی آیت پہلے نازل ہوئی کونمی بعد میں (۴) کس آیت نے کس آیت کے حکم کومنسوخ کیا ہے (۵) یعنی قر آن کے الفاظ کی تلاوت

جواب

قارى كى تلاوت ميں حياراحمال

ریا اور نمود و نمائش کا مدار نیت پر ہے، اور نیت دل کی کیفیت ہے، جس کاعلم دوسروں کوئیں ہوسکتا، یہ تو خود پڑھنے والے کود کھنا ہے کہ اس کی نیت ثواب کی ہے یا کسی و بنی خدمت کی ہے یا تھن یہ ہے کہ لوگ اس کی تعریفیں کریں اور عزت واحتر ام سے پیش آئیں۔

ا: اگراپی تعریف واحترام کی خواہش ہے ہی پڑھتا ہے تو بیریا ہے، گناہ ہے، خود اس کوثوا بنیں ہوگا۔

ا: اگرنیت ثواب کی اور قرآن مجید کی عظمت کے اظہار کی ہے تو ثواب کی بات ہے، ریانہیں ہے۔

سو: اوراگر دکھا کر ہی سمی گرمسلمانوں کا دل خوش کرنے کی نیت ہےتو بیجھی کارثواب ہےاور حدیث ہے ایسے واقعات ثابت ہیں (۱) میجھی ریانہیں۔

سم: اوراگرلوگوں کو دکھانے سانے کے لئے بھی اس نیت سے پڑھتا ہے کہ سننے والوں کے دلوں میں قرآن شریف کی عظمت پیدا ہو، اس کی طرف رغبت وشوق اور جذبہ طوص ومحبت متوجہ ہو، جس سے سب کوخوش آ وازی کے ساتھ صحیح سیح کیڑھنے کا شوق پیدا ہوجو شریعت میں پہندیدہ ہے قاس نیت سے خوش آ وازی سے پڑھناریا نہیں ،ایک دینی خدمت شریعت میں پہندیدہ ہے تواس نیت سے خوش آ وازی سے پڑھناریا نہیں ،ایک دینی خدمت

ان چارطرح کی بیتوں میں صرف ایک ریا ہے باقی تنین کارثواب ہیں۔ پیے

⁽۱) جيها كرآئندو صفحه پرحضرت موى اشعرى كاواقعد آر باب-

نفیحت تو کی جاسکتی ہے کہ قاری صاحبان اول کی نیت ہرگز ندر کھیں۔ دوم ، سوم ، چہارم کی نیت رکھ لیس کی نیک نے دیو نیت رکھ لیس لیکن خود یوں طے کر دینا کہ انکی نیت ریا کاری کی بی ہے بیخت حملہ ہے اور مسلمان کے ساتھ بدگمانی کرنا ہے خصوصاً جب کہ دوسرے اختالات اس سے زائد ہوں کہ بیا کیک ہے وہ تین جی تو سب سے قطع نظر کر کے ایک ناجائز اختمال کو معین کر لینا سخت ناجائز اجتمال کو معین کر لینا سخت ناجائز ہیں تو سب سے قطع نظر کر کے ایک ناجائز اختمال کو معین کر لینا سخت ناجائز ہیں تو سب سے قطع نظر کر کے ایک ناجائز احتمال کو معین کر لینا سخت ناجائز ہیں تو سب سے قطع نظر کر کے ایک ناجائز احتمال کو معین کر لینا سخت ناجائز ہیں تو سب سے قطع نظر کر کے ایک ناجائز احتمال کو معین کر لینا سخت ناجائز

بدگمانی ہے بچو

حق تعالی فرماتے ہیں ان بعض الطن اثم (۱) (بعض گمان گناہ ہوتے ہیں)
صدیث شریف میں ظنوا المؤسنین خیرا (مسلمانوں کے ساتھ اچھا گمان رکھا کرو)
ممکن ہے کہ کوئی صاحب قرآئن پرمدار رکھیں تو غیر بھینی قرائن دلیل نہیں ہو سکتے پھر دوسرے
اختالات کے بھی قرائن موجود ہوتے ہیں تو ان سے ان کورد کیوں نہیں کیا جاتا گناہ کو ترجیح
دینے کی فکر کرنا تو اچھا کا م نہیں بیش از بیش (۲) قرائن سے بیٹا بت ہوگا کے ممکن ہے کہ وہ بھی
خیال ہو، یہ بھی خیال ہو، تو بیٹلوط نیت (۲) ہے فالص ریا نہیں ثواب کا کام رہے گا گو خالص
سے کم ہو۔

مسلمان كادل خوش كرنے كيلئے عمدہ آواز ہے يراهنا

بخاری شریف میں صدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموی اشعری کو فرمایا تھا کہتم کو حضرت داؤ دعلیہ السلام کا نغمہ عطا ہوا ہے اس صدیث کے تحت فتح الباری شرح بخاری کے صفحہ ۸۱ پر ابویعلی کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ مخاری کے صفحہ ۸۱ پر ابویعلی کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ حضرت ابوموی پر گزرے دہ گھر میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے دونوں کھڑے سنتے رہے مصرت ابوموی پر گزرے دہ گھر میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے دونوں کھڑے سنتے رہے

پھرتشریف لے گئے میں کوحضرت ابوموی حاضر ہوئے تو حضور نے بیدواقعہ بتایا انہوں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوتا تو آپ کے لئے خوب بناسنوار کر پڑھتا۔

اس جواب پرحضور کاسکوت فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ کسی مسلمان کا دل خوش کرنے کیلئے بناسنوار کر پڑھناریا نہیں ہے بلکہ بیمسلمانوں کا دل خوش کرنے کیلئے بناسنوار کر پڑھنا بھی کارثواب ہے۔ ریا جب ہوتی ہے کہ صرف اپنی تعریف اور اپنے احترام و اقتدار کی نیت سے پڑھا جائے۔

حدیث شریف الاعدال بالنیات (عمل نیموں سے ہیں) یعنی مباحات اتھی نیت سے اجھے انعال بن جاتے ہیں اور بری نیت سے برے۔ اس عمل کو بھی نیت اچھا برا بناسکتی ہے۔ اسلئے اگر نمود و نمائش اور خوش آ وازی کا مظاہرہ مسلمانوں کے دل خوش کرنے کیلئے ہوتو وہ خود ثواب ہے جیسے کہ حدیث بالا نے معلوم ہوا۔ اس کو ریا کہنا درست نہ ہوگا۔ جیسے کہ حضرت ابو موی کے پڑھنے کے قصد کو ریا نہیں کہہ سےتے۔ اور اگلے نمبر میں انشاء اللہ چش کیا جائے گا کہ خوش آ وازی سے پڑھنے کا تھم بھی ہے اگر اس تھم کی تعیل کی نیت ہوگی تو تھیل تھم خود کا رثواب ہے۔ محفل قر الحوت کے فو اسکم

ہم لوگ بجمی (۱) ہیں ہمارے ملک میں بہت سے حروف والفاظ منے (۲) ہو کر غلط در غلط استعمال ہوتے ہیں اب اس طرح سے قرآن مجید کے الفاظ کو پڑھنا سخت ترین گتاخی و باد بی ہے اورلوگ اپنی نمازیں ، اورا مام سب کی بھی نمازیں برباد کررہے ہیں۔ گرتو قرآن بدین نمط خوانی سی بری رونق مسلمانی (۳)

⁽۱) غیرعرب کو مجمی کہتے ہیں کیونکہ مجمی کے معنی کو تکے کے آتے ہیں اورعرب اپنے علاوہ سب کو مجمی اسلئے کہتے تھے کہ وہ عربی ہو لئے پر قادرنہیں تو گو یا کلام ہی نہیں کر سکتے ۔ (۲) الفاظ کی صورتیں مجز کر (۳) اگر ای طریقہ پر تو قرآن پڑھتار ہاتو مسلمانوں کی رونق ٹیم کردےگا۔

ضرورت ہے تمام مسلمانوں کو سیحے پڑھنے کی کہ جس سے قرآن مجید کی ہے جرمتی نہ ہواور نمازیں بھی درست ہو سکیں ، عام ترغیب دی جائے ،اب فرما ہے کہ عمدہ عمدہ قاری صاحبان کو بلا بلا کران سے سنوا کر ذوق و شوق پیدا کرانے کے سوا اوراس کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے کہ جو عیب خدا کے بے عیب کلام کو بے عیب طریقہ سے پڑھنے کا شوق اورا کی والہانہ جذبے عام مسلمانوں کے دلوں میں انگڑائیاں لینے لگے۔

ایی مجلسیں اس ذوق وشوق کیلئے منعقد کرناخصوصا اس زمانہ میں جب کہ غیر مسلم
اثرات کے تسلط سے عام مسلمان اسلامی باتوں سے بوتو جبی بلکہ بعض تو نفرت رکھنے گئے
ہیں نے ورکر کے فرمائے کیا ضروری نہیں ہے اور یہ کام کیا تو اب کا کام نہیں ہے کیا اسلام و
اسلامیات پر مائل کرنے کا ذریعے نہیں ہے۔ ایسی نیت کے ساتھ نمود ونمائش بھی کیا کار ثواب
نہ ہوگی۔

ایک کالج کے طالب علم نے بتایا کہ ان کے ایک دھر بیدلا ند جب ماسٹر صاحب نے اس مجلس کا قرآن مجید من کر جھے تجدید ایمان نصیب ہوگئی۔ شاید اخباروں یا خبروں ہے آپ تک بیہ بات پہنچ چکی ہو کہ جب سے بڑے بڑے شہروں میں مجلس قراء ت کا اہتمام ہونے لگا ہے بہت سے اسکولوں ، کالجوں ، مدرسوں اور دفتر وں میں اس کا اہتمام اور تھیج قرآن کا انظام قعلیم شروع ہوگئی۔ ان نتائج کے سامنے آنے پراگر پہلے اس کا اہتمام اور تھیج قرآن کا انظام قعلیم شروع ہوگئی۔ ان نتائج کے سامنے آنے پراگر پہلے سے بھی نہ ہواب ایسی نیت ہوجائے تو اس کوریا نہیں کہا جائے گا بلکدا سے موقع پر تو اگر دیا ہو جم نہ ہوگی جیسے ترغیب کیلئے دکھلا کر صدقہ کرنا ریا نہیں رہتا بلکہ افضل بن جاتا ہے۔

قراءت سننے والوں کا فائدہ ہی فائدہ

فرض کر لیجئے کہ بڑھنے والوں کی نیت نیکی اور خیر کی بالکل ہی نہ ہوصرف خودستائی

وشہرت کی ہو، خالص ریا ہی ریا ہو، تو اس کا گناہ تو پڑھنے والوں کو ہوگا ان کو تھجے نیت کی تھیجت خیر خوابی ہے کرنا تو مناسب ہوسکتا ہے مگران کے اس پڑھنے کے سننے والوں کو کو کی گناہ نہیں ہوسکتا۔ سننے میں تو ریا نہیں ہوسکتی خصوصا جب کہ سننے والوں کے پاس محض ریا ہونے کی نیت کا کوئی شہوت بھی یقین نہیں ہوسکتا۔ سننے والوں کو تو ہر ہر حرف پر دس دس نکیاں ملتی ہی رہیں گی اور یہ تمام فوا کہ بھی حاصل ہوتے رہیں گے جو حاصل ہوتے جارہے ہیں۔

اپ گناہ و تواب کو پڑھنے والے اپنی نیت سے درست کریں گے۔ کریں یا نہ
کریں، سننے والوں پر تواس کا اثر نہیں ہوسکتا(۱) اگر کوئی مختص ریا سے نماز پڑھتا ہے تو دیکھنے
والا تو بحرم نہیں بن سکتا، اس لئے یہ بات کچھ وزن نہیں رکھتی۔ اس کوآ ڈبنا کر قرآن مجید کے
سننے سے محروم ہونے کی کوئی معقول و بجہ نہیں بن سکتی۔

اعتراض نمبره

خوش آوازی، اتار چڑھاؤ کی زیادتی گانے کی صورت ہے اور شریعت میں گانا حرام ہے۔ حرام سے قرآن مجید کومخلوط(۰) کرنا اس کی تو بین ہے۔ اس لئے بیجلسیس کار ثواب نہیں بلکہ گناہ عظیم بن رہی ہیں۔ ان میں شرکت کسی طرح جواز کی گنجائش نہیں رکھتی۔ تلاوت میں خوش آوازی اختیار کرنے کا حکم

جواب

یے غلط بنی اس سے پیدا ہوتی ہے کہ خوش آوازی اور گانے میں فرق نہیں محسوں کیا گیا ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ گانا بے شک حرام ہے اور اس کا سننا بھی حرام ہے لیکن

⁽¹⁾ پڑھنے والے کی نیت کی خرابی کا شنے والے کی ثواب پر کوئی اثر نہیں ہوتا (۲) ملانا

خوش آ وازی جائز اوراس کاسننا بھی جائز ہے خوش آ وازی سے قر آن مجید پڑھنے کا تو تھم ہے ہر مخض پرلازم ہے کہ جس قدرخوش آ وازی کرسکتا ہوکرے۔

تخرت احیاءالعلوم جلداصفحه ۲۵۱ پر ہے کہ ابوداؤر، نسانی وابن ماجہ وابن حبان اور عاکم نے صحیح کہہ کرید صدیث روایت کی ہے حضرت براء بن عازب نے حضور صلی الله علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ تم اپنی آ واز وں سے قرآن مجید کوزینت دو۔ کیونکہ اچھی آ واز قرآن مجید کاحسن بڑھاد بتی ہے۔

فتح الباری شرح بخاری جلد کے شخص ۱۳ پر ہے کہا گر پڑھنے والا اچھی آ واز والا نہ ہو تو جہاں تک اس سے ہو سکے اچھی آ واز بنائے جیسے کہ اس حدیث کے راوی ابن الی ملیکہ نے بیان کیا ہے اور اس کوابو داؤر نے روایت کیا ہے۔

اور سفی ۱۸ پر ہے کہ ابوداؤ دیے سندسی سے حضرت ابوعثان مہدی ہے روایت کیا ہے کہ میں ابوموی اشعری کے مہمان گیا تھا میں نے کسی چنگ ورباب اور بانسری کی آواز ان کی آواز ہے بہتر نہیں تی۔

جمع الفوائد جلد ٢ صفح ١٣٣ پر ہے كه بخارى ومسلم وابوداؤ دنسائى كى حديث ہے كه ليسس مئنا من لهم يتغن بالقرآن (وه ہم ميں سے نبيس ہے جوقر آن شريف كوخوش آوازى سے نہ يڑھے)

کنز العمال جلد اصفحہ ۱۵۰ پر ہے کہ ابن حبان نے اپنی سیحے میں اور حاکم نے متدرک اور بیہ بی نے شعب الا بمان میں حضرت فضانہ بن عبید سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیار شادروایت کیا ہے کہ اللہ تعالی اس خوش آ واز آ دمی کی طرف جو بلند آ واز سے بناسنوار کر قرآن مجید کو پڑھتا ہے اس سے بھی زیادہ توجہ فرماتے ہیں جتنی گانے والی باندی کی طرف اس کا مالک کرتا ہے۔

سراج المنیر شرح جامع صغیر جلد اصفحه ۱۲ میں ای حدیث کوسیح قرار دیا ہے کہ حضرت حذیف بخشی قرار دیا ہے کہ حضرت حذیف منسوں اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں فرمایا ہے کہ قرآن مجید کوعرب کے لہجہ اور عرب کی آواز میں پڑھواور یہود و نصاری اور فاسقوں کے لہجوں سے بچواوراس کو طبرانی نے جمجم اوسط میں اور یہجی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

لہذاقر آن شریف میں خوش آوازی تو بہت پہندیدہ ہاں کا تھم ہی ہے اوراس پر تو اب بھی ہے ہر تخص قر آن مجید پڑھنے میں جس قدرا پنی آ وازعمدہ بنا سکتا ہواس کوعمدہ بنا نا ہی تو اب کا کام ہے مگر گانا اور چیز ہے گواس میں بھی خوش آوازی کی جاتی ہے مگر تجوید سے قر آن مجید پڑھنے سے اس کی کوئی نبست نہیں ہو سکتی۔

گانے اور تجوید میں فرق

"قرأنا عربيا"(١) اور "بلسان عربي مبين"(١)

کے خدائی ارشادات اور حضرت حذیفہ والی حدیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ قرآن مجید کوخوش آوازی سے تو پڑھا جائے گرعرب کے قاعدہ وقانون سے باہر نہ ہولہذااگر ان قواعد وقوانین سے باہر کیا جائے گا تو اس میں گانا بیدا ہو جائے گا مثلا بینہ ہو کہ حرفوں کو قاعدوں سے زیادہ تھینے تھینے دیا جائے یا حرکتوں کو لمبا کر کے پیش کو واؤ، زبر کو الف، زبر کو یا گاعدوں سے زیادہ تھینے تھینے دیا جائے یا حرکتوں کو لمبا کر کے پیش کو واؤ، زبر کو الف، زبر کو یا گی صورت دی جائے جہاں ادغام نہ ہو وہاں کر دیا جائے جہاں ہو وہاں نہ کیا جائے انہیں قاعدوں سے نکال نکال (۳)ان سے آگے بوھا کریڑھنے کو گانا کہا جاتا ہے۔

غلطی بہاں ہے ہی لگ جاتی ہے کہ جولوگ خود قاعدوں سے واقف نہیں وہ تجوید اور گانے میں فرق نہیں کریا تے۔اور وہ گانا آ واز کو بنانے سنوارنے کا نام قرار دیتے ہیں

⁽۱)سورۃ پوسف آیت ۲ (۲)سورۃ الشعراء آیت ۱۹۵ (۳) یعنی خلاف قواعد تجوید پڑھنے کو کانا کہیں گے اور تجو ، کے قاعدوں کالحاظ کر کے خوش آ وازی سے پڑھتا گانانہیں ہے۔

حالانكەيە بالكل غلط ہے۔

خوش آ وازی کی دوصورتیں

خوش آوازی کی دوصور تیں ہیں ایک حروف وحرکات وصفات کے قاعدوں کے اندررہ کرخوش آوازی کرنا پیقر آن مجید میں ثواب ہے۔

دوسراید کہ قاعدوں سے باہر کر کے تھنے کی گرفوں اور حرکتوں کوئی گنا کرکے سر بیدا کرنا بیگا نا ہے۔ یعنی گناہ ہے قرآن مجید میں ایسا کرنا بھی اور اشعار وغیر میں بھی۔
کیونکہ گانے کئر بغیر کھنچے بید انہیں ہوتے وہ قاعدوں سے زائد کھنچاہی ہا اور تبحوید کے جو قاعد ہے ہیں وہ سب عربی زبان کے قاعد ہے بلکہ اس میں تو ہر ہر حرف میں سند سجے سے وہ طریقہ لیا گیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جرئیل سے حاصل ہوا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جرئیل سے حاصل ہوا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مضرت جرئیل سے حاصل ہوا ہے بینی جس طریقہ پر قرآن مجید کا نزول ہوا ہے۔ اس لئے ماہرین تجوید کے پڑھنے کوگانا کہنا در سست نہیں ہے بلکہ ایسا کہنے میں خطرہ بھی ہے کہ یہ الزام او پر تک جاسکتا ہے۔ (۱)

ہاں جولوگ قواعد عربیت و تجوید ہے نکل نکل کرحرفوں اور حرکتوں کو کھینچنے کی ہے مجی صورت پیدا کر کے خوش آوازی کریں گے تو وہ ضرور گانا شار کیا جائے گااس کو تو ہیں اور گناہ کہنا درست ہوگا مگر جائز و نا جائز کی سرحدوں سے خفلت برت کرایک پر دوسرے کا نام لگا و پناضچے نہیں ہوسکتا۔

اعتراض نمبرته

مجلس ریااورغنادوگناموں پرمشمل ہاس کی شرکت کی دعوت گناه کی شرکت کی دعوت گناه کی شرکت کی دعوت گناه کی شرکت کی (۱) یعنی نجائی اور جرئیل بلکداللہ تعالیٰ تک اس کئے کہ تجوید کے تواعد کی پابندی کیماتھ قرآن پڑھنا" ف انبع قرآن پڑھنا" ف انبع کی آیت اور "زینوا القرآن باصوان کم" والی صدیث ے ثابت ہے۔

عوت ہے۔

جواب

مجلس قراءت میں شرکت کی دعوت کارثواب ہے

اوپرنمبرا کے جواب میں عرض کردیا ہے کہ ریا(۱) کا تعلق نیت سے ہے اور نیت
یہاں چارفتم کی ہوسکتی ہے جن میں سے صرف ایک ریا ہے وہ بھی اگر مخلوط (۲) ہوتو محض ریا
نہیں اس لئے ریا کا دعوی کرنا ہے دلیل ہے اور پھراگر ریا ہو بھی تو اس کا اثر پڑھنے والے پر
ہوتا ہے سننے والے کا کام سننا ہے اس میں ریانہیں ہوسکتی یہاں دعوت سننے کی دی جاتی ہے
جس میں ریا ناممکن ہے۔

اور جن کو پڑھنے کی دعوت دی جاتی ہےان کو دوسری نیتوں ہے ہی دعوت ہوسکتی ہے ریا والی نیت سے تو دعوت دیناممکن ہی نہیں کیوں کہ وہ نیت دوسروں کی ہو ہی نہیں سکتی۔ صرف پڑھنے والے کی ہوسکتی ہے۔

ربی دوسری بات گانا دغنا تو اعتر اض نو کے جواب میں عرض ہو چکا ہے کہ اس کو گانا کہنا بی خطرناک بات ہے تو یہ پسندیدہ اور تقبیل تھم ہے اس لئے اس کی شرکت کی دعوت خود بہندیدہ ہوگی۔

اعتراض نمبر۵

تداعی یعنی دعوت دے دے کر، بلا کر، جمع کرنا فرض و واجب امور کیلئے تو درست ہے جیسے کتبلیغ احکام، وعظ اور تعلیم وتربیت کے لئے حضور صلی الله علیہ وسلم جمع فریاتے تھے مگر

⁽۱) دکھلاوے (۲) یعنی اس نیت کے ساتھ دوسری نیت بھی لمی ہوئی ہو۔ (۳) بہترین زبانہ یعنی حضور مسحابہ اور تابعین کا دور۔

امورمستجہ کیلئے جن کے اجماع کی خیر القرون (۳) میں اصل نہ ہو، دعوت دے دے کر جمع کرناممنوع وکروہ ہے۔ اس بنا پرنفلوں کی جماعت لیسلة القدر و لیسلة البراء ۔ ق (۱) ولیلة العیدین میں اجماع کرنے کوفقہائے احتاف نے مکروہ وممنوع قرار دیا ہے اور مجلس میلا دوسیرت میں ایک وجہ کراہت کی یہ بھی ہے۔ اس بنا پراگراس مجلس میں کوئی اور خرابی نہ ہوتونفس اجماع ودعوت ہی ممنوع ہوتی ہے۔

جواب

تجوید کے ساتھ قرآن یاک کالوگوں تک پہنچا ناواجب ہے

یہ تو بالکل سیح ہے کہ امور مستحبہ کیلئے واجبات کا سااہتمام اور ان کو مل کے درجَہ میں ان کا درجہ دے دینا ہے شک ممنوع و مکروہ ہے لین آیت یا ایسا الرسول بلغ سا انے ل الیک میں ربک وان لیم تفعل فیما بلغت رسالته (۲) (اے رسول جو کلام آپ پر آپ کے رب کی طرف ہے نازل کیا گیا اسکولوگوں تک پہنچادیں۔ اگر آپ کا ایسانہ کیا تو رسول ہونے کا حق اوانہیں کیا)

اور حدیث بلغوا عنی ولو ایة (میری طرف سے پہنچادواگر چدایک بی آیت ہو) سے قرآن مجیداوراس کے ہر ہر جزو کی تبلیغ اور لوگوں تک پہنچادینا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم پراور پھرتمام اہل علم پرواجب ہے۔

قرآن مجید کے اجزاء میں اس کے الفاظ اور لفظ لفظ ، حرف حرف ، حرکتیں اور انگی حقیقی کیفیات بھی داخل ہیں کیونکہ بغیر الفاظ وحروف وحرکات اور ان کی کیفیات کے کلام کا وجود ہی نہیں ہوسکتا اور کلام کی تبلیغ فرض وواجب ہے اس لئے ان کا بھی لوگوں تک پہنچا نا اور

ان کی تبلیغ بھی امورواجب میں سے ہے۔اس کوفقط مستحب نہ قرار دیا جائے گا۔

پوری تجو یدمنزل من اللہ ہے

پیمرتجویدی بیدی بین بازل شده بین کی خودتصنیف کرده نبین بین سدورة قیامة بین حضور سلی الله علیه و سازه این از ل شده بین کی خودتصنیف کرده نبین بین سدورة قیامة بین حضور سلی الله علیه و سلم کوارشاه بواسم کوارشاه بین بیروی سیجی که حضور سلی الله علیه و سلم کوهم تفا که جرئیل پرهیس و حضور نے ایسے بی پرها ایسے بی حصابہ کی حصابہ نے کہ جرئیل کی طرح پڑھیں و حضور نے ایسے بی پڑھا ایسے بی صحابہ کو سکھایا ، صحابہ نے تابعین کواور سے سندھ آج تک سلسلہ بہسلسلہ آرہا ہے۔

اور بیتلونہ حق تلاوتہ (۲) (اللہ کی کتاب کوایے تلاوت کرتے ہیں جیےاس کاحق ہے) کی تغییر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہےا یسے پڑھیں جیسے کہ نازل کیا گیاہے (تغییر ابن جربرجلد ۵ صفحہ ۱۷)

علامیلی قاری نے السمنح فکریہ صفحہ۲۹ میں ابن خذیمہ کی صحیح سے بیرحدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالی پسند فرماتے ہیں کہ قرآن شریف کوالیے ہی پڑھا جائے جیسے وہ نازل ہواہے۔

لہذایہ بھی ادائیگی حروف وحرکات والفاظ کے طور طریق (۳) پنی سندوں (۳) سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبر کیل سے ٹابت اور نازل شدہ ہیں اور جس طرح الفاظ و معانی کو دوسروں تک پہنچانا واجب ہے ان کو پہنچانا بھی اور خودان پڑمل کرنا بھی واجب ہے ان کو دوسری چیزوں پر قیاس کر کے حض مستحب نہیں کہا جاسکتا اس لئے ان کیلئے اجتاع و جلسہ کرناایسے ہی درست ہے۔

⁽۱) سورة قيامة آيت ۱۸ (۲) سورة البقرة آيت ۱۳۱ (۳) الفاظ كے پڑھنے كالبجہ وانداز (۳) پڑھنے والے ہے كے كرحضو ولائيليغة تك مستقل سلسلة سند كے ساتھ كەكى نے كى سے سيكھا ہے۔

بلکہ ان کی تبلیغ علمی سے زیادہ عملی کی ضرورت ہے کیونکہ ان کا تعلق عمل سے ہی زیادہ ہملی کی ضرورت ہے کیونکہ ان کا تعلق عمل سے ہی زیادہ ہے علمی تبلیغ مشق کرانے اور کرکے دکھانے سے ہوتی ہے اور عملی تبلیغ مشق کرانے اور کرکے دکھانے سے ہوتی ہے اور پھرتمام مسلمانوں کوشوق دلا نا الگ ہے۔حضور سلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فر مائش کرکے قرائت تی ہے۔

جمع الفوا كد جلد المستحق ۱۲۳ پر ہے كہ بخارى ومسلم وابوداؤ دوتر فدى كى حدیث ہے حضرت عبداللہ بن مسعود گہتے ہیں كہ مجھ سے حضور سلى اللہ علیہ وسلم نے فر مایا كہتم مجھ كوقر آن مجید پڑھ كرسناؤ میں نے عرض كیا كہ حضور میں سناؤں؟ حالا نكد آپ پر نازل ہوا ہے فر مایا میں دوسر سے ئے سننا پسند كرتا ہوں تا آخر حدیث ۔اوراعتر اض ۲ كے جواب میں حضرت ابو موى اشعرى كى تلاوت سننے كاقصہ بھى او پر پیش ہو چكا ہے۔

حضورصلی الله علیه وسلم کالوگوں کوجمع کر کے قر آن سنا نا

اورخود بھی جمع کرکے لوگوں کو سنایا ہے ای کتاب کے صفحہ ۵۵ پر ہے کہ مسلم و تر مذی کی حدیث ہے کہ ابو ہر پر ہم خصفور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں حضور نے لوگوں کو فر مایا کہ سب جمع ہوجاؤ ہیں تم کو ایک تہائی ۱/۳ قرآن مجید سناؤں گا جو جمع ہونے تھے ہوگئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سورۃ قل ھو اللہ احد حلاوت فرمائی پھراندر تشریف لے گئے تو ایک سحانی نے دوسروں سے کہا کہ بیں سمجھتا ہوں کہ بیہ کوئی آسانی حکم آیا ہوا ہے اس لئے پھراندر داخل ہوگئے پھر حضور باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ بیس نے

تم سے کہا تھا کہم کوایک تہائی قرآن مجید سناؤں گاتو س لویہ سورۃ ایک تہائی قرآن مجید کے برابر ہے(۱)۔

لبذاایسے اجتماعات کوغیرا ہم قرار دینااور بیکہنا کہ غیرا ہم کواہم بنانا مکروہ وممنوع ہے صحیح بات نہ ہوگی ہی ہمی ادائے واجب کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تبلیغی اجلاسوں میں سے ایک اجلاس ہے۔

اعتراض نمبر1

جب مقامی حضرات اس فن میں کمال پیدا کر کے اس فرض کو انجام دے رہے میں تو بے ضرورت دور دراز سے ماہروں کو بلا بلا کر اس کی نمائش کرنا ایک ہے کار کام ہے اس پر ہزاروں رو پییٹرچ کرنا ایک فضول خرچی ہے۔

جواب

تبليغى اجتاعات كى اہميت

یہ بات تو کوئی نئی بات نہیں تمام جلسوں میں بیاشکال ہوسکتا ہے کسی کو بیاعتراض وہاں نہیں پیدا ہوتا۔ بات جو وہاں ہوتی ہے وہی یہاں ہے پھر فرق کرنے کی وجہ بھے میں نہیں آتی۔

اصل بات بہے کہ بے ضرورت کہنا ہی صحیح نہیں ندان تبلیغی اجلاسوں کو ندان قراء ت کی مجلسوں کو جسے باوجود ہر جگہ مقامی علائے دین واعظین ومقررین کی موجود گی کے باہر کے زیادہ ماہر، زیادہ بزرگ، زیادہ معتبر حضرات کو بڑاخرچ اور بڑا اہتمام کر کے بلایا جاتا ہے اور جلیے منعقد کئے جاتے ہیں۔

⁽۱)ای مورة کے پڑھنے کا ثواب ایک تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے

جس سے غرض میہ ہوتی ہے کہ ہر جدید شے لذیذ معلوم ہوتی ہے اور ان کی خوش بیانی سے لوگوں میں دین کا ذوق شوق پیدا ہوتا ہے گنا ہوں سے تو بہ کی تو فیق ہو جاتی ہے اور بعض مرتبہ آنے والے بزرگ کی بات دل کی تہ میں ایسی بیٹھ جاتی ہے کہ تمام زندگی کی کا یا ملیٹ دیتی ہے۔اورمقامی حضرات کی بھی ان معتبرترین حضرات کے بیان ہے تر دیدیا تائید معلوم ہوکران کا مقام متعین ہوتا ہے۔ بیضرور تیں بڑی اہم ضرور تیں ہیں انہی کی بناء پر بڑے بڑے خ چاتے ہیں۔

مجلس قراءات کےفوائد

اس طرح انہی اغراض دفو ا کد کے لئے ہاہر ہے بڑے بڑے ماہران تجوید کو بلاکر جلے اور مجلسیں مقرر کرناان فائدوں کی مخصیل کے لئے ضروری ہے اور جس قدر فائدے ان سب جلسوں سے حاصل ہوتے ہیں اورسب کے تجربہ میں روز روز آتے رہتے ہیں ان کے کئے بیژرچ کرناضائع کرنانہیں قرار دیا جاسکتا نہاں کوفضول ٹرچی ہے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ایسے ہی ان مجلسوں سے نیہ فائدے حاصل ہوتے ہیں تو کیوں یہاں اضاعت اور فضول خرچی کہا جاسکتا ہے۔ تعجب ہے کہ جسمانی امراض اور بقائے صحت کے لئے بڑے بڑے اہتمامات بڑے بڑے خرچ تو بخوشی خاطر گوارا ہوں اور ان دینی فائدوں کے لئے اہتمام اخرجات کو ہے کار و فضول قرار دیاجائے ذراغور کرنے کامقام ہے۔

اعتر اض تمبر ۷

قوت عمل ہےمحروم قومیں جذبہ دینی کوتسکین دینے کیلئے مذہب کے نام پرایسے مظاہرے کیا کرتی ہیں اوران مظاہروں کومل کی جگہ دے کران کھو تھلے مظاہرات کی غلام بن کررہ جاتی ہیں قرآن نازل اس لئے ہواتھا کہ زندگی کے ہرشعبہ میں اس کوشعل راہ بنالیں

تحرجم نے اس سے قرآن کوخارج کردیا۔قوالیوں ہمیلا دوں ،ایام دفات اورشرک دبدعت کی رسوم کی طرح مجلس قراءات کوبھی دینی شعار بنالیاہے۔

جواب

محافل قراءات كو كھو كھلے مظاہرے كہنا غلط ہے

تعجب یہ ہے کہ بیا یے لفظ ان لوگوں کے قلم سے نکلتے ہیں جودین نظر بھی کچھ نہ کچھ در کھتے ہیں اور قطعا خیال نہیں ہوتا کہ بے اصل بے بنیادیا خالف اسلام باتوں کے مشابہ خود الفاظ منہ سے نکال رہے ہیں جبکہ ان مجالس میں قرات کرنے والے قراء الفاظ و حروف و حرکات قراء ات اور ان کی صحت وعمدگی کوسناتے ہیں جس کیلئے قرآن وحدیث میں محم موجود ہے، ترغیب و تحریص (۱) موجود ہے..

اوراییانہ کرنے والے کواپنے لوگوں سے خارج قرار دیا گیا ہے جس کو مخضر طریقہ سے نمبرا کے جواب میں پیش بھی کیا جاچکا ہے۔

معلوم نہیں ایسا کہتے یا لکھتے وقت کیا خیال د ماغ پر مسلط ہوا ہوگا کھو کھلے مظاہرات ایک ایسی چیز کوکہا جارہا ہے جس کوحضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے ہیں لیسس مظاہرات ایک ایسی چیز کوکہا جارہا ہے جس کوحضور صلی اللہ علیہ وسلم یون فرماتے ہیں لیسس منا مین لیم ینغن بالقران (وہ ہم میں سے نہیں جوقر آن کوخوش آواز سے نہ پڑھے)

یہ بچیب منطق ہے کہ الفاظ وحروف وحرکات جوقر آن مجید کا نازل شدہ جزء ہے اور پھران سب کا صحیح صحیح اپنے مخارج وصفات اور قواعد عربیت طریقہ نبویہ کے موافق ہونا ہی نازل شدہ ہے، جیسا کہ قرآن وحدیث سے نمبر ہ کے جواب میں عرض کردیا گیا ہے۔

اورعقلاً بھی نازل شدہ ہونا ہی ضروی ہے کہ حروف وحرکات اپنی صفات (۲) ہے (۱) رغبت دلانے اور ابھارنے کا تھم ہے(۲) حروف کی ادائیگی کی کیفیت یعنی اس کا موٹااور باریک ہوتا یاس میں آواز کا جاری رہنایا بند ہوناو غیرہ۔ خالی ہوکرنازل ہوئی نہیں سکتے لامحالہ مع صفات نازل ہوئے ہیں۔ تو اس نازل شدہ طریقہ کے موافق اداکرنے کو کھو کھلے مظاہرات قرار دیا جارہا ہے حالانکہ جیسے قرآن کے مضامین کی حفاظت فرض ہے دوسرے اجزاءالفاظ وحروف وحرکات و کیفیات کی حفاظت بھی ہر مسلمان پر فرض ہے۔

قرآن کے مع ہدایت ہونے اور سنوار کر پڑھنے میں کوئی تعارض نہیں

ربی یہ بات کہ قرآن مجید تو زندگی کے لئے مع ہدایت تھی ہم نے زندگی سے
فارج کررکھا ہے تو یہ بات بے شک اپنا جرم ہے اور قابل اہتمام ہے اور جس قدر کوشش
ہوسکے ای کی کوشش کی جائے کہ ہماری کل زندگی بالکل احکام الہی کے مطابق بن
جائے۔ اپنے لئے بھی اور دوسرے بھائیوں کیلئے بھی۔

لیکن یہ بھی خیال کر لینے کی بات ہے کہ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنایا اس کے پڑھنے پڑھانے کاسلسلہ اور جذبہ وشوق پیدا کرنا آخراس میں رکاوٹ کب پیدا کرتا ہے؟ تجوید سے پڑھنے میں ممل کی بندش کب پیدا ہوتی ہے؟

اوراگریہ خیال ہو کہ جب عمل نہیں ہور ہاہت تو تجوید سے تلاوت بھی نہ ہوتو ایک شدید جرم کے ارتکاب میں دوسرے جرم کاار تکاب قرین عقل نہیں ضرورت تو اس کی ہے کہاں جرم سے بھی باز آئیں اوراس کے ترک ہے بھی۔

اور پھر کسی طرح بھی اگر اس کور کاوٹ قرار دیا جائے گا تو یہ ایک طرح ہے ان احادیث پر بھی رکاوٹ (۱) کا اعتراض بن جائے گا جن میں اس کی اہمیت اور ترغیب بلکہ تھم وار د ہے اس لئے ذراسوچ سمجھ کریہ بات کہنی جائے۔

قر آن تو برابر شمع ہدایت ہےاور برابراس کا اتباع فرض ہے۔ لفظوں حرفوں اور

⁽¹⁾ یعنی حضو مطابقة تو تجوید قراءات ہے قرآن پڑھنے کا حکم دیں اور جم اس ہے روکیس۔

حرکتوں کی درسی تواس میں اور چار جانداگائے گی نہ کداس سے روک پیدا کرے گی۔ اعتر اض نمبر ۸

وزیزخزانه نےمشورہ دیا ہے کہ آرٹ کونسلیں حسن قر اُت کواپنانا شروع کریں اگر ابیا ہوا تو بیقر آن مجید پرایک اورظلم ہوگا اور میجاسیں اس کا ذریعہ بنیں گی-

جواب

مجلس قراءت كولهوولعب كاسبب قراردينا درست نهيس

اگر وزیرخزانہ صاحب کامقصود ہیہ ہو کہ تصویر کشی کے حرام فعل سے لوگ باز آ جا ئیں اور ذوق نظر وسمع کوصرف قرآن پرمصروف کردیں تو اس میں ظلم کیوں ہے؟ ہاں قرآن مجید کوبطور لہوولعب استعمال کرنا گناہ ہے بیاس کی بے حرمتی ہے۔

لیکن سوال توبیہ ہے کہ قراءت کی مجلسوں کی غرض وغایت آرٹ کو قرار دینا کہاں کا انصاف ہے؟ ہرعبادت کولہو ولعب بنانا اسکی ہے جرمتی ہے اور بجائے ثواب کے گناہ بن جاتا ہے مگر اس وجہ ہے کہ کوئی کوئی ایسا ہی کرسکتا ہے تمام عبادتوں کو بیک قلم منسوخ کر دینا کوئی شیحے بات نہیں بن عتی۔

خودقر آن مجیدنے اپنیارے میں کہا ہے بسط به کشیرا و یہدی به کشیرا و یہدی به کشیرا و یہدی به کشیرا (۱)(بہت کواس کے ذریعہ گمراہ کیا جا تا ہے اور بہت کوہدایت دی جاتی ہے) تو کیا اس لئے کہ بعض لوگ قرآن مجید کا انکاراور ہنی مزاق کرکر کے کا فروگراہ بن جاتے ہیں نئس قرآن مجید کوئی بند کر کے رکھ دیا جائے۔

یغل تو ان لوگوں کا ہے ،اس کے مجرم وہ ہوں گے اور کھیل بنانے کا گناہ ان کو

ہوگا۔ کیا قرآن مجید کوبہترین آواز اور لہجے میں پڑھنے والا ان کومجبور کرر ہاہے کہ وہ قرآن مجید کوکھیل بنالیں اور وہ اس ہے مجبور ہی بن رہے ہیں۔

اعتراض نمبره

ا۔ چراغال، ۲۔ گیٹ، ۳۔ جھنڈیاں، ۴۔ اسٹیج، ۵۔ صدر، ۲۰ تالیاں، ۷۔ انجیل کود، قبقہوں سے داد، ۸۔ کسی کے آنے جانے پرنعرہ بیسب طریقے جوان مجلسوں میں برتے جاتے ہیں کا فرانہ طور طریقے ہیں اور تلاوت قرآن کو کا فرانہ طور طریقوں سے آلودہ کرنا قرآن مجید کی تو ہین ہے اور اسراف کا گناہ الگ ہے۔

جواب

محفل قرأت ميں قدر ضرورت روشني کي اجازت

یہاعتراض آٹھ باتوں پرمشتل ہے گران میں سے بعض کے بھن درجے بھی نہیں اس کئے ہرایک کوالگ الگ عرض کیاجا تا ہے۔

(۱) روثی اس قدر که آنے جانے بیٹھنے اٹھنے والوں کو ہولت ہو، ایک دوسرے کو پہچان عیس اس قدرتو ضرورت کے تحت ہاں کو اسراف نہیں کہا جاسکتا۔ یہ مجمع کی کمی بیشی سے متفاوت ہو سکتی ہے ہاں ضرورت یا ہولت سے جوزا کد ہو وہ ضرور اسراف میں داخل ہے اس سے متفاوت ہو ہو کی اس حرکت سے مجلس کے حاضرین پر ہاں سے متفلین کو روکنا چاہئے۔لیکن منتظمین کی اس حرکت سے مجلس کے حاضرین پر کوئی گناہ ہو، یا قرآن مجید پڑھنے سننے کا ثواب نہ ہو، اس سلسلہ کو بند کر کے اس سے محروی افتیار کی جائے یہ بات قرین عقل نہیں ہے۔

محفل قر اُت کے لئے گیٹ بنانا ،جھنڈیاں لگا نااسراف ہے (۲) اس کی ضرورت کوئی نہیں ہوتی پیچش رسم اوراسراف ہے۔ (۳) یہ بھی ایے بی ہے کہا جاسکتا ہے کہ ہم شان پیدا کرنے کے واسطے ایسا کرنا جائے ہیں گریہ تاویل محض غلط ہے ہر بات کی شان اس کے درجہ کے مطابق ہوتی ہے دین کا موں کی شان دین طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

ان رمی ، کافرانہ طور طریق ہے ان کی شان نہیں بڑھتی بلکہ اور کھٹتی ہے جیسے مردکو عورت کا لباس و زیور پہنانے ہے اس کی شان بڑھتی نہیں حقیقت میں نظروں میں نداق اڑا نا ہے جس ہے شان گھٹتی ہے تمام دینی واسلامی جلسے اوراجتا عات کا یہی حال ہے۔ (۱) قراء کے لئے اسٹیج کی حقیقت

(۳) رواجی صورت اس کی بھی رسم کا فرانہ ہی ہے درنہ فاسقانہ ضرور ہے ہاں ہے شکل کہ قاری صاحبان یا مقررین الی اونچی جگہ پر ہوں کہ جہاں ہے لوگ ان کود کھے سیس تسکیس کا سبب ہے۔ پہلے زمانہ میں تو آ داز پہنچانے کیلئے بھی اس اونچائی کی ضرورت تھی گراب لاؤڈ سبب کی دورت تھی گراب لاؤڈ سبب کی دورت ہی مرورت ہی صرف دیکھنے کی تسکیس کیلئے حاجت ہے جوقد رے اونچا ہونے سے حاصل ہے اس سے ذاکدرہم اسراف سے خارج نہیں ہو سکتی۔

صدرمجلس كى حقيقت

(۵) یہ بھی صرف ایک رسم کی درجہ میں رہ گیا ہے شرعی اصل اس کی صرف اس قدر ہے کہ صدیث شریف میں ہے کہ حدیث شریف میں ہوتو ایک کو امیر مقرر کرلیا کرواس سے انتظام قائم مدیث شریف میں ہے کہ جب تم لوگ سفر میں ہوتو ایک کو امیر مقرر کرلیا کرواس سے انتظام قائم ہوگا امیر مقرر کر لینے کے بعد جب تک وہ امیر ہے اس کی اطاعت واجب ہوگی یا جب تک سفر باتی

بہ شایدلوگوں نے اس پر قیاس کر کے جلسہ کے انظامات کیلئے ایک شخص کوامیر مقرر کیا ہے۔ گر اس کی اطاعت کوئی سے میر اس کی اطاعت کوئی

⁽۱) اس لئے اس تم کی محافل میں ان کا موں سے احتر از کرنا جا ہے۔

نہیں کرتا ایک رسم رہ گئی ہے۔ اور ایک وجہ اس کی یہ بھی ہے کہ ہر خض اپنے گھریا حلقہ وا دارہ میں نہ تنظم ہے وہی امیر ہے دوسرے کو اس کے یہاں تھم چلانے کا حق نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کو اسکے تابع رہنا ضروری ہے جیسے احادیث ہے معلوم ہور ہا ہے لیکن جن لوگوں کو دعوت دے کر بلایا ہے ان کو ا اپنے تھم کے ماتحت قرار دینے کے بجائے ان کے اعز از کیلئے خود انہی میں سے ایک کو فتخب کرکے عارضی فت تظم قرار دیا جا تا ہے۔

خواہ وہ ہنتظم صاحب البیت، (۱) صاحب ادارہ منتخب کردے یا سب سے انتخاب کرالے لفظوں کے ساتھ بیا ہے۔ گر کرالے لفظوں کے ساتھ یا ایک کے لفظ اور دوسروں کے سکوت کے ساتھ جیسے عام عرف ہے۔ گر اب لوگوں نے اس کواس کے درجہ سے نکال کر صرف رسم بنالیا ہے اس لئے قابل ترک ہے جب تک امیر بنانے کی صورت رحمل نہ ہونے لگے۔

مجلس قراءت میں تالی بجانامنع ہے

(۲) صرف کافراندروش ہے قابل ترک ہے، بلکہ ایک صورت نماق کی میں جاتی
 ہے۔

مجلس قراءت میں احھیل کود کر داد دینے کی ممانعت

(۷) اظہار سرت وشکر کیلئے کسی بات کاعمل گوشیح ہو گر کھیل کود کے کاموں کی طرح اس کا اظہار قرآن مجید کی شان کے خلاف اور ہنسی نداق اور کھیل بنانے کے قریب ہے ایسی باتوں کی روک تھام کی ضرور ت ہے۔

حسن قراءت پرداددینے کاعمہ ہ طریقہ

يهال دوباتيس بين جن پراظهارمسرت كياجاسكتا بهايك قرآن مجيد كالفاظاتو ان كيلئ سبحان الله، جل شانه، جل جلاله اليهالفاظ كااستعال درست بهوگار جوكلام البى كى عظمت اورخود خداتهالى كى عظمت ظامر كري يا انكى تقىدىق ميس صدق الله ورسوله وغيره الفاظ مول -

دوسری بات قاری کا تلاوت میں حسن پیدا کرنا جوآیات واحادیث ہے متحسن ہے۔ اس کیلئے جزاك الله ، سر حبا لافضل فوقك وغیرہ الفاظ کامضا كفتر ہیں۔ غرض کلام الهی كے ادب اور شان ربانی كے لحاظ كے ساتھ جذبات شكر وسرت كا ظہار کا مضا كفتر ہیں گر کافرانہ و فاسقانہ یا لہو ولعب کی حرکتوں ہے بچانا لازم ہے اس کی تلقین کی ضرورت ہے لیکن بعض لوگوں كے ایس کی حرکتوں ہے جہاں کو معیوب قرار دینا یا بند كرانا مخص زیادتی ہے۔

قاری کی آمد پرنعره تکبیر،اللهٔ اکبر،کهنا جا ئزنہیں

(۱) یہ بات بھی رو کنے کی مستحق ہے کیونکہ ذکر اللہ و ذکر رسول کو غیر ذکر کے لئے استعمال کرنا ذکر کی ہے جرمتی ہے۔ فقہائے احناف نے لکھا ہے کہ اگر چوکیدارا پنے بیدار رہنے کی دلیل میں لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ بلندآ واز سے پڑھے گا تو بین ہے جوتا جرمال کی عمر گی ظاہر کرنے کے لئے اللہم صل علی محمد پڑھے گا تو بین ہے ہے لہذا اسی طرح کسی کے آنے جانے پر اللہ ورسول کے نام کے نعر ہے ان کی ہے جرمتی کیوجہ ہے منوع ہوں گے اس کو بھی رو کئے کی ضرورت ہے۔

اعتراض نمبر•ا

قر آن مجید کی تلاوت پراجرت لینا دینادونوں کام حرام ہیں اس کی وعوت دینا بھی گناہ ہےاور جولوگ پچھے قم دیتے ہیں وہ جائز کام کیلئے دیتے ہیں اس کواس میں صرف کرنایا مندرجہ نمبر 9 میں صرف کرنا اگروہ اس کام کیلئے بھی دیں تو گناہ ہے بیمجلس اس سب پر

مشتمل ہوتی ہے۔

جواب

محفل قراًت میں تلاوت پراجرت حرام ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ علمائے احناف کے ندجب میں ہرعبادت کی اجرت حرام کے اور فقہائے متاخرین نے شعائر اسلام اوران باتوں میں جن پر اسلام موقوف ہے دوسرے اماموں کے مذہب پر فتوی دیکر صرف امامت، اذان، تعلیم قرآن و دبینیات اور ملازمت وعظ پر اجرت کی اجازت وی ہے نفس تلاوت اس میں داخل نہیں اس لئے ہرکسی تلاوت پر اجرت لینا، دینا دونوں حرام ہیں۔

قاری کیلئے کرایہ آمدور فت لینا جائز ہے

لیکن کی دین مصلحت سے جب دور سے بلایا جائے تو آمد ور وانوش کا خرچہ ان کو دینا اجرت میں داخل نہیں لیکن وہ تا جائز نہیں ہے ایسے ہی دور والوں کو کھلا نا پلا نا بھی اجرت میں داخل نہیں ۔ اور یہ بھی صحیح کہ نا جائز میں دینے والے کی اجازت سے بھی خرچ کرنا جائز نہیں ۔ اور اجازت بغیر تو جائز میں بھی نہیں اس لئے ان سب با توں کا لحاظ کرنا خرچ کرنا جائز نہیں ۔ اور اجازت بغیر تو جائز میں بھی نہیں اس لئے ان سب با توں کا لحاظ کرنا ضروری ہے لیکن ان کوتا ہوں کا جرم منتظمین کا ہے اور انہی پر گناہ ہے پھر ہرمجلس میں ان خرابیوں کا ہونا بھی ضروری نہیں ۔ اوھر سامعین پر اس کا اثر نہیں ہوسکتا ۔ نتظمین کو فہمائش (۱) کرنے کی ضرورت ہے گرمجلس اس کی وجہ سے بند کرنا درست نہیں ہوگا۔

امید ہے کہ ان سب باتوں پر خلوص کے ساتھ غور کیا جائے گا تا کہ برائیوں کی اصلاح ہوا ور بھلائیوں کی تا کہ برائیوں کی اصلاح ہواور بھلائیوں کی ترغیب ہو۔



ary.blogspot.com

صدق الله العظيم بعد تلاوت مستحب ہے

سوال: تلاوت قرآن کریم کے بعد صدق اللہ العظیم کہنا جائز ہے یا ناجائز؟

> الجواب: بسم الله الرحمن الرحيم حامدا و مصليا و مسلما

اسکولوں اور کالجوں میں اسلامی تعلیمنات کا معاملہ صفر ہے،(۱) اور دن رات
اسلام اور اہل اسلام پر غلط سلط اعتراضات کے جاتے ہیں اور انگریزوں کا جعلی اسلام
ذہنوں میں جمایاجا تا ہے اسلام کا اثر بلکہ اسلام اور سچے اور کچے مسلمانوں سے نفرت پیدا
کر کے مسلمانوں کے دماغ دین سے کھو کھلے کررہے ہیں برس ہا برس سے بیسازش چل
رہی ہے نتیجہ بیدکہ اب گونصاری(۱) کا تسلط نہیں رہا مگر اکثریت ایسے لوگوں کی ہوگئے ہے جن کا
مسلمان ہے مگر کام سے عیسائیت ان کے دل میں گھر کئے ہوئے ہے۔ ذرائی بات بھی
نام مسلمان ہے مگر کام سے عیسائیت ان کے دل میں گھر کئے ہوئے ہے۔ ذرائی بات بھی
وراثت کی وجہ سے ذرا قابل اعتراض اسلام میں معلوم ہوجادے تو یورپ کی جاشینی اور
وراثت کی وجہ سے فورا ایک تو پ داغ دی جاتی ہے۔ انگریز چلے گئے مگر اپنے ایجنٹ ایسے
ہنا کر چھوڑ گئے کہ جو جو کام وہ نہ کر سکتے خصاور ان سے نہ ہو سکے وہ ان ایجنٹوں کے ہاتھوں
ہورے ہیں۔

جتنے فرقے پارٹیاں آپ دیکھ رہے ہیں سب اسی کے پھل پھول ہیں شیعہ (۱) نہ ہونے کے برابر (۲) عیمائی یعنی انگریزوں کی حکومت نہیں رہی۔ یہودیوں سے باقی سب نفرانیوں سے پروپز پارٹی، قادیانی، فاکسار، مودودی، اسرار
پارٹی، طاہر پارٹی، اورسیاس دھڑے بازسب اس کے بیداوار ہیں چونکہ اکثریت انہی کی
ہجو اسلام سے بالکل بخر بلکہ متنفر ہیں۔لوگ ان کو ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔ بلکہ
اب تو یہ ہوگیا ہے کہ اگر کوئی اعتراضات کرنے لگتا ہے تو اسے کوئی نہیں پوچھتا ہے بلکہ وہ
اسلام کے خلاف بکواس کر کے ہاتھوں ہاتھ لے لیاجا تا ہے۔خالفوا تعرفوا (مخالفت کر ومشہور ہوجاؤگی) محاورہ پڑمل ہے اور مخالفت بھی اس کی جسکے پیروکار بہت ہوں اور
سب چلا اٹھیں ای گر سے اہل باطل کام لے رہے ہیں اور روز ایک نیا فرقہ وجود میں
آتا ہے۔

ابھی حال میں کوئی عبدالرؤف صاحب کراچی یو نیورٹی کے سابق بیکچراراوروں کی طرح انہوں نے بھی ذرای غلط سلط عربی سیجھ کراسکول وکالج کے دینی صفر کے لوگوں میں بیشوشہ چھوڑا کہ علماء دین اور قاری صاحبان جو تلاوت کے بعد صدق اللہ العظیم پڑھتے ہیں بیہ بدعت ہے اور بدعت کہتے ہوئے کسی عالم کی پوری تقریر جورد بدعات پر ہوتی رہتی ہے جھاڑ دی۔ اور ان سب کومجرم بلکہ بدعتی ومشرک واسلام سے خارج کہہ ڈالا اور ایک کتا بچہ داغ ویا کسی صاحب نے وہ دفتر الاشرف میں بھیج دیا ہے اس کے متعلق بچھ عرض

کتابچہد کیھنے ہے معلوم ہوا کہ آپ کوغصداں پر آ رہا ہے کہ جیسے کہ کتابچہ کے صفحہ نمبر ۹ پر فدکور ہے کہ انہوں نے تلاوت کے بعد صدق اللہ انعظیم نہ کہا تو ان کے ایک شاگرد نے اعتراض کیا کہ آپ نے ایک آیت چھوڑ دی یعنی صدق اللہ انعظیم اس پرغصہ آیا کہ سب کے پڑھنے سے بعض ناداں اسے آیت کہنے لگے پھر شاگرد کے کہنے سے اور مجمع عام میں

[&]quot; والاحسة مجمد عبالاتر ب صاف كر كے ملطى كى نشاند بى كريں ۔

کہنے سے اور مزید خصر آیا اور ردکر دیا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان صاحب کو بدعت کی حقیقت معلوم نہیں ہے یا اسے سمجھے نہیں۔ حضو تعلیقے نے بدعت کی جوتعریف فرمائی ہے وہ صفح ہیں درج کردی گئی ہے ''جس نے ہمارے اس کام یعنی دین میں کوئی ایسی بات نکالی جواس میں سے نہیں ہے تی اس کا شوت قرآن مجید وحدیث میں نہیں ہے تو وہ مل بھی عنداللہ مقبول منیں ہے۔ اوراس کا کرنے والا اللہ کی رحمت سے دور ہے۔''

تمبرا: حدیث کے لفظ احداث کا ترجمہ نکالنائیں بلکہ پیدا کرنا ہے۔ نکالی ہوئی کا مطلب تو اندرے پوشیدہ چیز نکالنا ہے وہ تو بدعت نہیں ہو سکتی آگے کالفظ سالیس مند کا ترجمہ جواس میں سے نہیں ہے''،اس پرصادق نہیں آتا ہے اس لئے بیر جمہ غلط ہے جواس سے ماخوذ ہے اور وہ تواس کے اندر ہے وہ بدعت نہیں ہوسکتا۔

نمبراً: ذراذ بن کوخالی کرکے سنتے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں وسن اصدق سن اللہ قیلا (سورة نساء آیت ۱۲۲) یعنی'' قول میں اللہ سے زیادہ کون سچاہے''

تمبر سا: اورار شاو ہے و من اصدق من الله حدیثا (سورة النساء آیت ۸۷)"اور بات میں الله سے زیادہ کون سچا ہے؟" دونوں آیتوں میں استفہام انکاری ہیں یعنی کوئی سچا نہیں آپ ہی سچے ہیں اب اللہ تعالی کے قول کے بعدیہ کہنا صدق اللہ العظیم یعنی عظمت والا اللہ تعالی اللہ بی سچا ہے کیا بیان دونوں آیتوں کی تصدیق نہیں ہے؟ اب تلاوت کرنے والا اللہ تعالی کے تکم اور اللہ تعالی کی بات کو سچا بتلا رہا ہے تو یہ کیا شرک و بدعت ہے یا اللہ تعالی کے تکم کی تعمل کوشرک و بدعت ہے یا اللہ تعالی کے تکم کی تعمل کوشرک و بدعت کہتا ہے وہ خود کیا ہے؟

ıry.blogspot.com

تمبرهم: امر کاتر جمہ ہر کام نہیں ہے بلکہ وہ ہے جوفرض و واجب ہو کیونکہ امر تو تھم کو کہتے ہیں اور امر فرض یا واجب ہے لہذا جو چیز دین نہ ہوا ہے دین بنا کمیں یا جو چیز فرض و واجب نہذا نہیں اے فرض و واجب بنا کمیں تو اس پڑھم ہے کہ ''فھو رد' بیعنی'' وہ مردود ہے'' لہذا جوغیر کام فرض واجب بجھ کرنہ کیا گیا وہ بدعت نہیں ہوگا جسے تمام ستجات اور تمام جائز کام اور تمام نوافل واذ کاروغیرہ جودین ہیں جب تک ان کوفرض واجب نہیں کہ گا ہے بدعت کہنا درست نہیں ہوگا جسے عمدہ عمدہ کیڑے مکان ہوائی جہاز ریل وغیرہ ہے کہ مدر سے اور کہنا درست نہیں ہوگا جسے عمدہ عمدہ کیڑے مکان ہوائی جہاز ریل وغیرہ ہے کہ مدر سے اور کہنا درست نہیں ہوگا جسے عمدہ عمدہ کیڑے مرکان ہوائی جہاز ریل وغیرہ ہے کہ مدر سے اور کہنا درست نہیں ہوگا جسے عمدہ عمرہ کیڑے تو ہیں مگر فرض واجب نہیں اس لئے یہ کام بدعت نہیں کہلائے جا سمیں گے۔

تمبر۵: مسالیسس منه یعنی جودین نه مواور جوکام ان سے ماخوذ ہوگاوہ بدعت نہیں ہوسکتا جیسے تمام ندا ہب اربعہ کے فقہی مسائل۔

نمبر ۲: پھر بدعت کوشرک کہنا بالکل ناواتھی کی دلیل ہے شرک تو عبادت میں یاحق تعالی کی صفات ذاتیہ یا ازل تا ابد میں شریک کرنے کو کہا جاتا ہے بدعت میں اللہ تعالی کے ساتھ شرکت نہیں ہوتی مصنف صاحب چونکہ دینی علوم سے ناواقف ہیں صرف کالجی علوم دل ود ماغ پر پیوستہ ہیں ان سے بیدھو کہ لگا ہے۔ واللہ اعلیم

100

مفتى جميل احمرتفانوي جامعهاشر فيدلا هور

"صدق الله العظيم "يراض كولاكل

(خليل)

"صدق الله العظيم "بعت نبيس ب

ایک غیر مقلد نے اس کو بدعت قرار دے کرایک رسالہ لکھدیا اس کا جواب'' الاشرف'' میں ماہ دسمبر <u>۱۹۸۹ء</u> میں شائع ہوا تھا اس پرتقریبادس صفحہ کی غلط نہمیوں کا مجموعہ موصول ہوا۔ جواب بھی تقریبا میں صفحے کا ہے ،گراس کشاکشی سے نتیج نہیں معلوم ہوتا وہ اپنی خو نہ بدلیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں

مخضربات پیش ہے

وليل: المام غزالى رحمة الله عليه جن كوسب مسلمان انتهائى معتبر مانت بين ، آواب تلاوت ميس رقم طرازين "ليقل عند فواغه من القرأة صدق الله تعالى وبلغ

رسول الله صلى الله عليه وسلم "

(قرائت سے فارغ ہونے پر کے کی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان کے رسول اللہ نے ہم کو پنچایا ہے)۔

وليل: الكي شرح اتحاف المادة جلد مصفح الهم يرب "وليقل عند فراغه من كل سورة صدق الله العنظيم وبلغ رسوله الكريم ونعن على ذا لك من الشاهدين - او يقول صدق الله تعالى وبلغ رسوله صلى الله عليه وسلم-

(اورقاری ہرسورت سےفارغ ہونے پر کم صدق الله المعظیم وبلغ رسول الکھ المعظیم وبلغ رسول الکھ الکھ اللہ المحریم اللہ اللہ برترنے کی فرمایاان کے رسول کریم نے پہنچایا اور ہم اس پر گواہوں میں سے بیں یا یہ کم اللہ تعالی نے کی فرمایا اور ان کے رسول ایک نے کہنچایا)۔

حدیثوں میں اور بھی الفاظ آئے ہیں جو ان آیات کے موافق ہیں یہ بہت حدیثوں میں ہے۔

دلیل:۳۰ کنزالعمال جلداصفحه ۲۰۸ پر ہے،از ابوداؤ دوتر ندی

سن قرأ سنكم بالتين والزيتون فانتهى الى آخرها اليس الله باحكم السحاكمين فليقل بلى واناعلىٰ ذالك من الشاهدين (تم من سے جوسورة والتين والسزيتون بڑھاورآ خرتك اليس الله باحكم الحاكمين تك تو كهضرور بيل، اور ميں الركام برگوا بول ميں بول۔

ای طرح مدیثوں میں بہت سورتوں کے بعدایے جملے آئے ہیں۔اگر کوئی کالجی ازاجملوں کوقر آن مجھ بیٹھے تو یہ بدعت کیوں ہوگا۔قصوراس کا ہے نہ کہ پڑھنے والے کا۔ دلیل ۴۰۰ سورة ال عمران میں ہے۔ دلیل:۵ سورةاحزاب میںارشاد ہے۔

"هذا سا وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله "(بيوبى بجس كاالله تعالى اور سوله "(بيوبى بجس كاالله تعالى اور رسول نے سيح فرمايا) اس آيت ميں توالله ورسول دونوں كے صادق ہونے كا قرار ہے۔

دلیل:۱ سورة یسین میں ہے " هذا سا وعد الرحمٰن وصدی المرسلون " (پیہ ہوہ جواللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور رسول کریم نے تصدیق کی)

دلیل: ۷ سورہ نساہ میں ہے " و من اصدق من الله حدیثاً "(اورکون زیادہ سیا ہے بات میں الله تعالیٰ ہے) اس آیت میں تنبیہ ہے کہ کون سیا ہے؟ اگر ہے تو لاؤ بتاؤ ۔ اس کے جواب میں مسلمانوں کو بہی کہنا چاہئے کہ " صدق الله العظیم "اگرنہ کہا تو شہر ہے گا کہ یہ باوجود تنبیہ کے نہ کہنا انکار تو نبیں ۔ یعنی صدق الله نہ کہنے ہے اللہ تعالیٰ کے صادق ہونے کا انکار تو نبیں کہنا۔ اسلئے کہنا ہی بہتر ہے۔

دلیل: ۸ سورة الحشر میں ہے "وما التاکم الرسول فیخذوہ وما نھا کم عنه فا نتھوا " (جوتم کورسول دیں، لے لواور جس ہے منع کریں زک جاؤ!) اس ہے معلوم ہوا کہ جس کا منع فرمانا ہے اس نے زکنالازم ہے اور جس میں کہ جس کا منع فرمانا ہے اس نے زکنالازم ہے اور جس میں دونول با تیس نہ ہوں نہ تھم نہ منع وہ جائز ہے اس لئے جس کا امرونہی نہ ہووہ جائز ہے۔ لہذا یہ کہنا جائز ہے۔ کہذا میا کروہ ہو، نہ منع ہے کہ حرام یا کروہ ہو، نہ بیا جائز ہے۔ کہنا ہے۔

ry.blogspot.com

غلطی کارفت بین اسے ہوجاتی ہے کہ لفت بین بدعت ہرئی چیز کو کہتے ہیں اس نے خلطی کئی ہے، ورنہ جو چیزئی دنیوی ہواس کا استعال جب تک گناہ کا سبب نہ ہے درست ہے۔ ریل ، جہاز ، موٹر ، بس ، کوٹھیاں وغیرہ بلکہ جو دین کے لئے مفید ہووہ کارثو اب ہے ۔ پختہ محبدیں ، مدرسے ، خانقا ہیں ، کتابیں وغیرہ کی گھہ پڑھنا ،قر آن پڑھنا ، درود پڑھنا ،اللہ ورسول کا ذکر کرنا کبھی بھی بدعت نہیں ہوسکتا ۔ فاتحہ ، گیارہویں ،سوئم ، چہلم ،ختم خود بدعت نہیں ان کوواجب ،عقیدہ یا ممل میں قرارد ینا بدعت ہو درام کیا جائے کہ ان پرتو دوام بہتر ہے گرفرض سا دیم علیہ " (بہترین عمل وہ ہے جس پردوام کیا جائے) ان پرتو دوام بہتر ہے گرفرض ما دیم علیہ " (بہترین عمل وہ ہے جس پردوام کیا جائے) ان پرتو دوام بہتر ہے گرفرض ما دیم علیہ وہ بین یا ممل میں کہ نہ کرنے والوں کو بحرم ملعون قرار دیتا ہے بدعت ہوتا ہے یا مگروہ ہوتا ہے اگر تد افی یعنی بلائلا کر جمع کیا جائے تو دہ کام گناہ نہیں بُلا کلا کر کرنا گناہ ہے۔ مگروہ ہوتا ہے اگر تد افی یعنی بلائلا کر جمع کیا جائے تو دہ کام گناہ نہیں بُلا کلا کر کرنا گناہ ہے۔ مگروہ ہوتا ہے اگر تد افی یعنی بلائلا کر جمع کیا جائے تو دہ کام گناہ نہیں بُلا کلا کر کرنا گناہ ہے۔ مشتیات کی طرح اس پردوام بھکم صدیث بہترین ہے ، متحب ہے۔ فقط

(حفنرت مولا نامفتی) جمیل احمد تفانوی (نورالله مرقده) ۲۱ ذی الحجه منابع

toobaa-elibra



ry.blogspot.com

البلاغ

فلم فضص القرآن

"البلاغ" کے کسی گذشتہ پر چہ ہیں اس موضوع پر مولا نامحرتی صاحب عثانی سلمہ مدیر" البلاغ" کامضمون شائل ہو چکا ہے جواہل انصاف کیلئے کافی وافی بلکہ شافی ہے۔
یہ مضمون بطور اس کے تمتہ کے ہے شاید دونوں کو ملا کر پڑھ لینے ہے کوئی اچھا بتیجہ برآ مہ ہوسکے۔ اس کے لئے چند ہا تیس پیش ہیں نتیجہ میں مذکورہ ذیل وجوہ کی بناہ پراس فلم کا دیکھنا بنا دکھانا اس کو اچھا بجھناسب گناہ عظیم بلکہ ہرایک کیلئے اس سے کفر کا ندیشہ ہے ایے سب بنانادکھانا اس کو اچھا بجھناسب گناہ عظیم بلکہ ہرایک کیلئے اس سے کفر کا ندیشہ ہے ایے سب لوگوں کو تو بہ خالص کی ضرورت ہے اور احتیاطا سب ایسا کرنے والوں کو تجدید ایمان بلکہ تجدید نکاح بھی بہتر ہے۔

تصاوير كاحكم

جانداروں کی تصویر بنانا اور رکھنا حرام ہے جرام و گناہ معنوی غلاظتیں (۱) ہیں جیسے قرآن مجید کو ظاہری غلاظت سے آلودہ (۲) کرنا سخت تو ہین ہو کر سبب کفر بن جاتا ہے ای طرح حرام و گناہ سے آلودہ کرنے ہے بھی کفر لازم آئے گا اور گناہ عظیم سے تو کسی طرح بھی فالی نہیں رہ سکتا۔ فلم بنانے ہیں عورتوں کی تصویریں بھی پیش کی جا کیں گی، بالغ عورت کی تصویریا دیکھنا بھی نامحرم کو گناہ ہے۔

عورت کی آوازعورت ہے

ریڈیوٹی وی کی طرح یہاں بھی عورتیں بیان کرنے والی ہوں گی تو عورت کی آواز

⁽۱) نجاستیں(۲) ظاہری نجاست میں ڈالناد

بھیعورت(۱) ہےاور نامحرم کیلئے بلاعذر سننا گناہ ہے۔

قرآن یاک کے اجزاء کولھوولعب بنانا

یہ سب فقص، قرآن مجید کے اجزاء ہیں قرآن شریف کے کل یا جز کوآلہ تفریکی یا جز کوآلہ تفریکی یا جو لئے اور اسلام سے خارج ہونے کا ذریعہ ہے۔ لہوو لعب بنانا قرآن بلکہ خدا تعالی کی تحریف اور اسلام سے خارج ہونے کا ذریعہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سوائے زوجین (۲) اور جنگی مشقوں کے'' جراہو'' حرام ہے اس لئے سینما، ٹی وی کی طرح یہ لہو و لعب بھی حرام ہے اور حراموں سے قرآن و کلام اللہ کی آمیزش (۲) تو بین اور سبب کفر ہے۔

توبين قرآن كاسبب

اس لہو ولعب کو تر آن شریف کی طرف منسوب کر کے ،کرنا اس کو کار ثواب قرار دینا ہے۔تو بین قر آن کوسبب ثواب قرار دینا دھو کہ اور سخت ترین گنا ہے بلکہ سبب کفر ہے۔ قر آن کی عظمت مجروح ہوتی ہے

قصوں کو بہ حیثیت قصداس قدراہم کر کے اس کا اعلان کرنا ہے کہ قرآن مجید کا اصل مقصد قصے کہانیاں ہیں اس سے قرآن کے دین و دنیا کی فلاح کے اعلی ترین قانون کی عظمت کو انتہائی مجروح کرنا ہے اور تاقیامت دین و دنیا کی فلاح کے اعلی ترین قانون ہونے کی نفی کرنا ہے۔ دیکھئے کس قدر سخت اسلام دشمنی ہے۔

قرآن شریف کا ہرقصہ بہت عبرتوں کا مرقع ہے اس کو اس طرح آلہ تفریح بنانا ان کی تحقیرا وراصل مقصد ہے مسلمانوں کو ہٹانا ہے ظاہر ہے کہ بیا گناہ عظیم ہے۔ قرآن کے قصص میں احکام مضمر ہیں

قرآن علیم کے قصوں کے لفظ لفظ میں بھی دین و دنیا کی فلاح کا ایک نہیں گئی گئی قانون مضمر(۱) ہیں اس طرح ان کو تفریح ولہو ولعب بنا کرمسلمانوں کو ان قوانین سے عافل کرنا ہے جوانتہائی جرم ہے۔ مثال کے طور پر ایک مختصر ترین قصہ کے مسائل پیش کئے جاتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب قوم لوط کے عذاب کے فرشتے آئے آپ کی طرف ہے ان کی ضیافت (۲) کو قرآن شریف نے ذکر فرمایا ہے۔ فسما لبت ان جاء طرف ہے ان کی ضیافت (۲) کو قرآن شریف نے ذکر فرمایا ہے۔ فسما لبت ان جاء ہے جب کے حسال بین ہیں جو ضیافت (۳) کے قاعدے ہیں:

- (۱) ''فسسالیٹ" (ندریک) ہے ثابت ہوا کہ سنت ابرا ہیمی میہ ہے کہ مہمان کو انتظار میں ندڈ الے دیر ندلگائے جلد جو پچھے ہو سکے پیش کردے۔
- (۲) "لبت" اور"جاء" دونوں فعلوں کے فاعل حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں یعنی خود میکام کئے کسی ہیں ہے یا خادم سے نہیں کرائے لہذا خودمہمان کاسب انظام کرتا چاہئے دوسروں پرڈال کراطمینان نہ کریں۔
- (٣) "عسب "عسب "(بچیزا) چونکه حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں گائے بیل کا کاروبار تھا تو گھر کے مال سے ضیافت کی باہر سے مچھ منگا کرنہیں کی معلوم ہوا کہ جوموجود ہواس سے خاطر کی جائے کہ تکلفات میں تکلیفات ہیں۔
- (س) بچھڑا بنست بوڑھے بیل گائے کے عمدہ ہوتا ہے خواہ نر ہو یا مادہ اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ مال میں سے جوجنس کے اعتبار سے عمدہ ہودہ پیش کیا جائے۔
- ۵) ایک اورروایت بین "نسمیس" (موٹا تازه) ہاس معلوم ہوا کہ جو کچھے

⁽۱) پوشیده (۲) مبمانی (۳) سورة الحجر (۴) مبمان نوازی

ary.blogspot.com

مہمان کیلئے پیش ہودہ جنس ہے بھی عمدہ ہواور صفت ہے بھی عمدہ ہو۔

(۲) "حسنید" (بھناہوا)اس سے ثابت ہوا کے جنس وصفت کی عمد گی کے ساتھ صنعت بھی عمدہ ہو کہ شور باہے بھنا ہوا عمدہ ہے۔

المجان المعجل بالحاته المعنى يدين آئے مجھڑے کے ساتھ (ایعنی کے ساتھ (ایعنی کے آئے)۔ اس معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کے کھانے کے ساتھ خود آنا چاہئے۔ یدند ہو کہ کی کے ہاتھ بھیج کریا خود رکھ کر چلے جائیں کہ ندمعلوم کی کی بیشی کی ضرورت ہوگی یا نہیں کہ ندمعلوم کی کی بیشی کی ضرورت ہوگی یا نہیں کے ہاتھ بیانی کی حاجت ہے پانہیں۔

جب میں مقصد محض تفرت کے طبع کیلئے بطور قصہ کہانی کے نقل ہوگا تو تمام مسکوں اور قانونوں کو بیکار کر دیا گیا کوئی اس طرف توجہ ہی نہیں دے سکتا سارے عالم کو ان علوم و قوانین سے محروم کر دیاغور کیجئے کہ کتنا سخت جرم ہے۔

فلمقص القران كاعظيم نقصان

نفس وشیطان کی آمیزش سے ہرطبعیت تفریح عیاشی اور کھیل کی طرف مائل ہوتی ہے تفریح عیاشی اور کھیل کی طرف مائل ہوتی ہے تو ایسا کرنے سے سب مسلمانوں کو اس صورت کوعمہ ہ بنا کر دکھا کر سمجھا کر تلاوت اور احکام ومسائل سے برطرف کر دینا ہے بجائے تلاوت وعلم کے اس سے لذت اندوز ہوئے اور سب کو پس پشت (۱) ڈال دیں گے ، بیہ ہوگا نتیجہ۔

اسلام وتثمنى

چونکہ بیسب قرآن کے نام سے کیا جائے گا تو لوگ اس کواسلامی کام مجھیں گے

(۱) ہاتی باتوں کی طرف النفات نہ ہونے کی وجہ سے ہرحرف کی تلاوت پر جودی نیکیوں کا وعدہ ہے اور بجھے کر پڑھنے پردس سے بھی زائدنیکیوں کا سب سے خر وی ہوگی۔ حالانکہ بیر گناہوں پرمشمتل ہے جیسے او پرعرض ہوا ہے بلکہ کفر کے خدشہ پر بھی غور سیجئے ہیہ اسلام دوئتی ہے یااسلام دشمنی؟

الله ورسول التيليقية برتهمت

اس کواسلام کا ایک کام مجھا ناسمجھنا علاوہ شدیدترین دھوکہ کے شارع اسلام خدا اور رسول تعلیقے پر تہمت لگانی ہوگی گویا یہ کہنا ہوگا کہ خدا تعالی نے ایسا کرنے کو کہا ہے یا حضو تعلیقے نے ایسا بتالیا ہے اس پر قرآن شریف کا بیٹم ہے و مسن اظلم مسن افتری عسلسی اللہ کے دیسا (اورکون زیادہ ظالم ہے اس سے جواللہ پر جھوٹ کی تہمت لگا تا ہے) اور حضو تعلیقے نے فر مایا ہے مسن کے ذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار (جو مجھ پر قصدا جھوٹ کی تہمت باند بھے وہ اپناٹھ کا نادوز نے بنالے)

اسلام ومسلمان دشمني

اس طرح قرآنی تصور کو پیش کرنایہ تاثر پیدا کرنا ہے کہ قرآن کامقصود صرف قصہ خوانی ہے یا قرآن کوئی تاریخی کتاب ہے جبکہ وہ دین و دنیا کی اصل تر قیات کا بے مثال قانون ہے تو بیاس طرح اسلام دشمنی اور مسلمان دشمنی ہے۔

ايكعظيم خطره

قرآن مجید میں کی جگہ مثلا پارہ نمبر ۱ رکو ۳ میں اہل کتاب ومشر کین کی بیصفت تاکرانے خدوا دیسنکم هزوا و لعبا(۲) (وہ تمھارے دین کو نداق اور کھیل قرار دیتے ہیں)ان سے میل جول کرنے کومنع فرمایا ہے اوراس کوایک کا فرانہ عادت قرار دیا ہے۔ ہیں)ان سے میل جول کرنے کومنع فرمایا ہے اوراس کوایک کا فرانہ عادت قرار دیا ہے۔

⁽۱) مورة (۲) مورة

پارہ نمبر ۸ رکوع ۱۳ میں ہے: دوز خیوں نے جنت کا دانہ پانی مانگاتو جواب نیقل فرمایا: قال وا ان اللہ حرمه ما علی السکافرین الذین اتحذوا دیستھ میں الدین الذین اتحذوا دیستھ میں العبا و لہو (۱) (انھوں نے جواب دیا بیشک اللہ تعالی نے ان دونوں کو کا فروں پر حرام فرما دیا ہے جنہوں نے اپ وین کولہولعب بنایا تھا) خطرہ ہے کہ ہم سب کو بھی اس کا فرانہ کام کی دیجہ سے بہی جواب طی جائے۔

والله اعلم (مولانامفتی) جمیل احمد تھانوی جامعداشرفیہ لاہور

toobaa-elibra



ary.blogspot.com

Joann Jakob Lanny Jakob Lanny Jakob Lanny Jakob Lanny Jakob Lanny Language Language Lanny Language Lan

مسائل القرآن 🛭

حضرت علیم الامة مجد دالملة مولانا اشرف علی صاحب تفانوی کے ارشاد پرقر آن شریف سے عقائد و فقد معاملات و اخلاق آ داب و تصوف وغیرہ کے ماخوذ و مستدبط مسائل کے جمع کرنے کا بچھ کام احقر نے بھی کیا تھا(۱)۔ پھر نظر سے معذوری پروہ بند ہوگیا(۱) تھا اس وقت صرف ایک آیت کے مسائل بطور نمونہ اپنی اصل عربی تالیف سے اردو میں منتقل کر کے قرآن نمبر کے لئے ارسال ہیں کہ شاید حق تعالی کی کوتو فیق دیں کہ وہ اس طرح یااس سے بہتر صورت ہیں پورے قرآن مجید کے مسائل پرایک جامع تغیر مدون کردے تو تو قع ہے کہ انشاء اللہ بہت فائدہ مند خدمت ہوگی۔

جميل احمه فعانوي

(۱) بيمقاله ۱۳ اېريل ۱۹۵۲ء کے خدام الدين ميں طبع ہوا تھا

(۲) حضرت مولا نااشرف علی صاحب تھانویؒ نے اس بات کا اثبات کیلئے فقہ فقی کے تمام مسائل قرآن وصدیث سے مستبط ہیں دو کتابیاں تح یر کرائی تھیں ایک اعلاء اسنن جس کو حضرت کے بھا نجے مولا ناظفر احد تھانویؒ نے ۱۸ فشیم جلدوں ہیں تح ریکیا ہے جس ہیں ہر مسئلہ فتہیہ کے استدلال ہیں حدیث نبوی تعلیق پیش کی گئی ہے۔ یہ کتاب عربی ہیں ہی جس ہیں ہر مسئلہ فتہیہ کے استدلال ہیں حدیث نبوی تعلیق پیش کی گئی ہے۔ یہ کتاب عربی ہیں ہی جربی ہیں کھیوائی ہے کہ جس میں فقہ نفی کے ہر مسئلہ کی دلیل قرآنی آئی آئی آئیت سے پیش کی گئی ہے اس کام کیلئے حسب ذیل چارفتہاء کبار پر مشتم الیک بورؤ تفکیل دیا گیا ہے گئی الحدیث حضرت مولا ناظفر احمد عثانی صاحب مفتی اعظم پاکستان مولا نامفتی جمیشفی دیو بندیؒ، شخ الحدیث حضرت مولا ناظفر احمد عثانی صاحب منتی استحق ہیں احمد مولا ناظفر احمد عشانویؒ نے تیری منزل تحریک من جو ایک جلد میں ہو تھی ہو میا ہو میا کہ منزل مولائ نے تحریک منزل تحریخ میں احمد منظم ہو ایک تعلی منزل مولائ تحدیک منزل تحریک منزل تحر

بسم الله الرحمن الرحيم

بَلُ كَذَّبُوْا بِمَالَمُ يُحِيُطُوْا بِعِلُوهِ وَلَمَّا يَاْتِهِمُ تَاْوِيُلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبُلِهِمُ فَانْظُرُ كَيُفَ كَانَ عَاقِبَهُ الظَّالِمِيْنَ *

(سورة يونس ركوع ٨)

''بلکہ کا فروں نے ایس کتاب کی تکذیب کی ہے جس کے علم کا احاطر نہیں کرسکے اور اب تک ان کے پاس اس کی وضاحت نہیں آئی تھی۔ ایسے ہی پہلے لوگوں نے تکذیب کی ہے تو آپ د کمچہ لیجئے ان ظالموں کا انجام کیسا تھا؟''

اس آیت کااصل مضمون کافروں کا قرآن مجید کی تکذیب کرنا اوران کو ظالم قرار و کران کے بدترین انجام کودکھانا ہے کیکن جس عجیب عنوان سے تعییر فرمایا گیا ہے کہ کہ خدیوا بالقو آن (قرآن کی تکذیب کی ہے) کے بجائے کدابوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتھم تاویلہ فرمایا ہے کہاس کے مماکا حاطراوروضاحت آنے سے پہلے تکذیب کی ہے اس سے بہت سے مسئلے معلوم ہورہے ہیں۔

مستله(۱)

بلا تحقیق کسی کے بارے میں رائے قائم کرنا

معلوم ہوا کہ کسی شے یا کسی انسان کے متعلق اس سے پہلے کوئی بری رائے قائم کر لینا جائز نہیں کہ اس کی ہر ہرصفت و کیفیت کا پورا پوراعلم حاصل ہواور اس کی وضاحت حاصل ہوسکے۔

صحابہ کے بارے میں لب کشائی ظلم ہے

حضرات صحابہ تابعین تبع تابعین بزرگان ملت اورعلائے امت میں ہے کی کے باب میں آج کا کوئی شخص جوائلی پوری پوری ظاہری و باطنی کیفیات سے واقفیت نہیں رکھتا اب کشائی (۱) کرتا ہے تو وہ ظالم ہے، اور اس کا فرانہ طریقہ کی پیروی کرتا ہے۔

ائمہ کے اجتہادیر آج کل کی ایک عامی کی نکتہ چینی باطل ہے

مجتهدین امت، ائمه دین وملت کے استنباطات و مسائل اور ان کی ذاتیات و صفات پرموجودہ عسر (۲) کے لوگوں کی نکتہ چینی جوتمام دینیات تمام آیات واحادیث ان کے لفظ لفظ اشارات و کتایات ظاہر و باطن طریقه ہائے استدلال و استنباط کو ایک دم نظر میں نہیں لا سکتے اور ان کے طریق اخذ (۲) ہے واقفیت نہیں رکھتے بالکل غلط اور باطل طریقه کار ہے۔
میں ان کے طریق اخذ (۲) ہے واقفیت نہیں رکھتے بالکل غلط اور باطل طریقه کار ہے۔

تمحققين صوفيا برطعن كرنا درست نهيس

حضرات صوفیائے کرام پرطعن وتشنیج ایسےلوگوں کی طرف سے جوعشق کی وادی پرخارے آشنا(۴)نہیں ایک قابل ملامت شے ہے۔

(۱) کوئی نازیبا کلمہ زبان سے نکالیا ہے (۲) اس زمانہ کے (۳) ان کو سے بات معلوم نہیں کہ فقہاء نے اس مسئلہ کو آیت یاحدیث سے کیسے مستنبط کیا ہے (۴) عشق کی پر خطروادی سے واقف نہیں۔ اے تراخارے بہانشکستہ کے دانی کہ چیست
حال شیرانے کہ شمشیر بلا ہر سر خورند
خصوصا مجذوب بزرگول کے متعلق قیاس آرائیال کرنا نہایت بیہودہ روش(۱)
ہان کی ظاہری دیوائگی پرفقرے کنااورتو بین کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے جامع صغیر(۱)
میں حضرت علی سے مید میٹ روایت ہے کہ میری امت کے عارفین محدثین کوچھوڑ دو، نہ
ان کو جنت میں پنچاؤ نہ دوز خ (۱) میں، یہال تک کہ قیامت کے دن خوداللہ تعالی ان کے بارہ میں فیصلہ فرمادیں۔

بہتان وغیبت کی برائی

بلکہ کی ایک مسلمان کے باب میں بھی مکمل تحقیق کے بغیر اور بلاشری اجازت کے غیبت بہتان (۴) الزام تراشی و بدگمانی وغیرہ علاوہ اور دلیلوں کے اس آیت کے اشارہ سے ناجائز ثابت ہیں کیونکہ مدارتو دل کی کیفیات پر ہے اور اس کاعلم سوائے حق تعالی کے کسی کونبیس اس لئے پورا حال معلوم نہیں ہوسکتا۔ حدیث: مسلمانوں سے نیک گمان رکھا کرو'' اس کی وضاحت ہے گویا

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی است شاید کہ پلنگ :نمنہ باشہ

حقيقت تنقيد

تنقیہ تنید جوآج کل اوگوال کی زبان پر ہےاس کے اصلی معنی تو عمر گی وخرابی کی

(۱) بہت غلاطریقہ ہے(۲) کتاب کانام (۳) مطلب میہ ہے کہ ان کے جنتی اور دوز فی ہونے کے بارے میں تم کوئی فتو کی نددو (۳) فیبت کسی کی ایسی برائی کا ذکر کرنا جواس میں موجود ہواور بہتان کسی کی ظرف ایسی بات منسوب کرنا جواس میں ندہو۔ پرکھ کرنے کے تھے جودین کے بقا واستحکام وغیرہ کیلئے تو بضر ورت جائز ہو علی ہے ویے نہیں لیکن ہماری آ جکل کی زبان میں بیالفظ صرف عیب چینی (۱) اور فیبت کے ہم معنی ہوگیا ہے۔ آیت و لا تحسب وا و لا یعنب بعضکم بعضا ہے وہ بالکل حرام اوراس آیت ہے بھی حرام ثابت ہے۔ تجسس تو اصلی معنی کو بھی شامل ہے۔

قاعده كليه

بلکہ بدایک قاعدہ کلیہ عطافر مایا گیا ہے جو دینی ودنیوی، علمی وعملی، معاشرت و تمدن، انتظام و سیاست، تمام شعبہ ہائے حیات میں مضعل راہ ہے کہ کسی انسان، کسی جماعت، کسی ادارہ، کسی قوم، کسی کتاب، کسی مال، کسی مخالف یا موافق غرض کسی شعبہ کی کوئی چیز ہوائی کے متعلق قبل مکمل تحقیقات کے بری رائے قائم کرنا درست نہیں۔

حس کی رائے معتبر ہے؟

کسی انسان کسی شے یا کسی معاملہ کے متعلق رائے اس کی معتبر ہوگی جس کواس کی تحقیقات اس کی معتبر ہوگی جس کواس کی تحقیقات اس پابید کی حاصل ہوں کہ اس کے تمام متعلقات کاعلمی احاطہ ہواور ہر جہت کی مکمل وضاحت حاصل ہو ورنہ نہیں خواہ وہ کتنا ہی قابل اور بیدار مغز کیوں نہ ہو۔ پورپ کے ایجنٹوں کی تجریف کودین مجھنا گراہی ہوگا۔

مسّله(۲)

اسباب كفر

"کذبوا" تکذیب سے ہاور تکذیب (حجوث) کی طرف نبیت دینے کے

معنی ہیں ہے۔ اور پھراس کے بہت درجے ہیں ادنی درجہ یہ بھی ہے کہ یقین کامل نہ رکھا جائے قائل قبول نہ سمجھا جائے۔ اس حکم ہیں سب درج داخل ہونے ضروری ہیں پھر تکذیب کی جو ندمت ہے اس کی وہ وجہ جو ناواقف معنی بھی سمجھ لیتا ہے کہ کذب کا برا ہو تا ہے اس کی وہ وجہ جو ناواقف معنی بھی سمجھ لیتا ہے کہ کذب کا برا ہو تا ہے اس کو دلالتہ النص کہتے ہیں اس لئے ہر برائی کی بھی یہی ندمت ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قر آن مجید کی یااس کے احکام ہیں ہے کہ حکم یا کسی لفظ کی تکذیب خواہ جس درجہ کی بھی ہوجی کہ عدم یقین وعدم قبول شک وشبہ بھی اورا یسے ہی ہر طرح کی بری بات کو اس کی طرف منسوب عدم یقین وعدم قبول شک وشبہ بھی اورا یسے ہی ہر طرح کی بری بات کو اس کی طرف منسوب کرنا نداق اڑ انا تو ہین کرنا لوگوں کی نظر میں ہلکا کرنا ہے ادبی و گنتا خی کرنا کفر ہوں گے۔ جو ظالے الے میس کے لفظ ' خالم' کا اعلی درجہ ہے اس لئے فقہا نے کرام نے ان سب باتوں کو اسباب کفر ہیں گنا ہے۔

مئلہ(۳)

صفات الہی ،انبیاعلیہم السلام ،اورا حادیث متواتر ہ کی تکذیب وتو ہین گفرہے

مسالسم یستنطوا کے لفظ سے تو قرآن مجید مراد ہے مگر قرآن مجید کی تکذیب و تو بین وغیرہ ظلم و کفراور بدانجا می ہونے کی وہ علت جس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے اس کاحق تعالی سے قو می ترین تعلق رکھنا ہے اس لئے دلالۃ النص (۱) کے طریقہ پروہ چیزیا انسان جس کا قو می ترین تعلق بدرجہ یقین حق تعالی کے ساتھ ثابت ہوگا۔ قرآن شریف کی طرح اس کی بھی ترین علق بدرجہ یقین حق تعالی کے ساتھ ثابت ہوگا۔ قرآن شریف کی طرح اس کی بھی تکذیب کے کل مدارج (۱) اور بنسی ، نداق ، تو بین ، بے ادبی و گستاخی کفر ہوں گے۔ تکذیب کے کل مدارج (۱) اور بنسی ، نداق ، تو بین ، بے ادبی و گستاخی کفر ہوں گے۔ وہ صفات الہیہ ہوں یا انبیا علیہم الصلو ق والسلام یا احاد بیث متواتر ہ ہوں جن کو

(۱) بعنی آیت کے الفاظ ان معنی پر دلالت کرتے ہیں (۲) تمام درجے۔

وسن بطع الرسول فقد اطاع الله نے بواسط الفاظ رسول الم اللي مين داخل كرديا ہے ياكل احاديث جن ميں يہ بھى داخل ہے فقہائے كرام كے يہاں ان سب باتوں كاكفر ہونا ملے گا۔

متله(۴) (۵)

ترجمه قرآن كيلئے علوم متعارف كى ضرورت

یہاں قرآن شریف کود وجملوں ہے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

الف: مالم بحيطوا بعلمه الي كتابى (۱) جس علم كااحاط بيس كرسك-اس في الف: مالم يحيطوا بعلمه الي كتاب كى (۱) جس علم كااحاط كرنا(۲) امرضرورى ب-

احاطهم كيمعنى

ی بھی ضروی بات ہے کہ علم اور چیز ہے اور علم کا اعاطہ اور چیز علم کا تعلق لفظوں سے بھی ہے اور لفظوں کے معنی سے بھی احاطہ جو جاروں طرف سے کسی چیز کو گھر لینے اور اس کو بالکل قابو میں لینے کے معنی دیتا ہے اس سے لفظوں پر اور معنی پر پورا بورا اور اقابو پالینا مراد ہونا ضروری ہے۔

علم الصرف اورعكم لغت كي ضرورت

⁽۱) تکذیب کرتے ہیں ایک کتاب کی (۲) قرآن پاک کے تمام علوم کا جاننا ایک ضروری بات ہے (۳) اس نے سنا (۴) شنے والا (۵) ہمیشہ سننے والا (۲) سنی ہوئی بات (۷) وہ منتا ہے (۸) ہم نے سنا۔ حرکات اور صیغوں کے بدل جانے سے معنی میں تبدیلی ہوئی۔

ای کوعلم صرف کہددیتے ہیں۔لہذا الفاظ مفردات کی ان صورتوں کے احاطہ کیلئے علم صرف کی مہارت ایک ضروری کام ہوگا۔

پھرمفردلفظوں کی ذات یا مادہ کہ صورت ایک گرحروف و ترتیب کی تبدیلی ہے معنی میں فرق ہوتا ہے صدر بنصر فتح ایک ہیا تحرکاتی (۱) پر ہیں گرمعنی الگ الگ الگ الگ کو علم لغت کہا جاتا ہے۔ تو مفردات کے مادوں کے احاطہ کیلئے لغت کی مہارت لازی چیز ہے۔

علم نحو کی ضرورت

اورمر کبات میں ایک لفظ کا دوسرے سے کیسا کیساتعلق کیے کیے معنی پیدا کر دیتا ہے لفظوں کے آخری حرفوں میں کیے کیے تغیرات کیے کیے معانی کاسب ہوتے ہیں اس کو علم نحو سے یاد کیا جاتا ہے مرکبات کے تعلق کے احاطے کیلئے اس علم کے بغیر چارہ کار ہی نہیں۔

علم معانی کی ضرورت

لفظوں کے معانی کا حصول ان سب فنون سے ہی ہے اور پھرایک لفظ کے متعدد معنی اور ان کے مراتب اور ایک معنی ومضمون کی ادائیگل کے لئے متفرق تغیرات اور ان سب کے فرق کا احاطہ کرنے کیلئے علم معانی و بلاغت کی تحصیل لابدی (۲) ہے۔

علم تجويد كى ضرورت

پھرالفاظ کے حروف کی میچے ادائیگی جس ہے حرف حرف سے بدل کرمعنی نہ بدل

⁽۱)مطلب میہ ہے کہ تیخوں صینوں کی حرکتیں ایک ہیں بعنی ف کلمہ مین کلمہ اور لام کلمہ تینوں حرفوں پر زبر ہے۔ (۲) ضروری ہے۔

د کے بعنی علم حجو پر بھی اہم ہوتا ہے۔

مفہوم قرآن کی وضاحت کی صورتیں

''ولسا باتھ متاویلہ''اوراس کتاب کی کداب تک ان کے پاس اس کی وضاحت ندآئی تھی۔تاویل اول بعنی رجوع کا متعدی(۱) ہے، جی مفہوم کی طرف لفظوں اور معنی کورجوع کرانا ہے، گرز تیب(۱) میں اول احاط علمی ہے اس لئے پہلے وضاحت کی فکر غیر مفید بلکہ معز ہوگی۔اب اس مفہوم کی وضاحت کا آنا دوطرح ہوگا بقلی وتفای۔

علم حديث وتفيير واصول فقه كي ضرورت

نقلی وضاحت وہ ہوگی جوخودقر آن مجیدی دوسری آیت یا حضوط اللے ہے منقول ہوگی۔خواہ حضرات صحابہ حضور کی طرف منسوب کرنے کی نقل کریں یا منسوب نہ کریں کیونکہ منسوب نہ کرنے میں بھی حضوط اللہ ہے ہی سنا ہوا ماننا(۳) ہوگا۔ کہ تعلیم وہیں سے حاصل ہوئی ہے حضوط اللہ کی صفت ویب للمھم، الکتاب فرمائی گئی ہے۔ (اوران کواللہ کی کتاب سکھا تے ہیں) ولنہین، للناس (تاکہ آپ قرآن شریف کولوگوں کیلئے بیان کردیں) فرمایا گیا ہے۔

(۱) قرآن علیم میں جولفظ تا ویلہ 'استعمال کیا گیا ہے بیغل اول کا متعدی ہے جس کا مطلب ہے کہ الفاظ کے سیحی و تلفظ کا سمجھانا ،'اول 'فعل کا مطلب ہے اس علم کی طرف رجوع کر نا اور تاویل کا مطلب ہیکہ دوسرے کواس کے الفاظ اور معانی کی طرف رجوع کر انا۔ (۲) لیکن قرآن پاک میں ولمایا تیمیم تادیلہ' سے پہلے''کہ ذب ہوا بسالہ بعد بعد بطوا بعلمہ ''کالفاظ میں جس معلوم ہوتا ہیکہ قرآن پاک کے الفاظ کے معانی ان لوگوں کے معتبر ہول کے جن کوا حاط ملمی حاصل ہوگا۔ وہ تو دوسر کواس کے الفاظ ومعانی کی طرف رجوع کرا سکتے ہیں دوسر آئیس اس لئے بغیر احاط ملمی حاصل ہوگا۔ وہ تو دوسر کواس کے الفاظ ومعانی کی طرف رجوع کرا سکتے ہیں دوسر آئیس معانی میان کرتا ہجائے مغید ہونے کے نقصان دہ ہوں گے۔ اور ان معانی کی وضاحت کس طرح ہوگی اس کوآ گے بیان کرتے ہیں۔ (۳) قرآن کے وہ معنی معتبر ہوں گے جوخود معانی کی وضاحت کس طرح ہوگی اس کوآ گے بیان کرتے ہیں۔ (۳) قرآن کے وہ معنی معتبر ہوں گے جوخود معانی کی دوسری آیت میں آئے ہوں یا حضو تعلیق یا متحابہ نے بیان کے ہوں کیونکہ وہی معتبر ہوں گے۔

ury.blogspot.com

عقلی وہ ہے جواصول عربیت علم مذکورہ (الف)(۱) کی مدداورعلوم اخذ احکام کی مدد سے حاصل کئے جائین اور وہ کسی نقل یا اصول کیخلاف نہ ہوں۔ نقلیات کیلئے علم تغییر و حدیث اور عقلیات کیلئے علم اصول فقہ ناگز برعلوم ہیں۔

قر آن فہمی کے لئے آیت سے مندرجہ ذیل علوم کی ضرورت کا اثبات پھر مسائل ماخوذہ کے مجموعہ کو کلام وفقہ وتصوف کہاجا تا ہے لہذا (الف) اور (ب) کے مجموعہ سے بیشروی مانا پڑے گا کہ بغیرا حاط علمی وعلم وضاحت صرف ترجہ دیکھ کر سیمجھ لینا کہ ہم کوقر آن شریف کاعلم حاصل ہو گیا ہے تخت ترین غلط فہمی ہے۔ آیت کریمہ سے صاف معلوم ہو گیا ہے کہ علم صرف ونحو ولغت و بلاغت وتغییر وحدیث اور اصول فقہ کی مہمارت تامہ اللہ کی کتاب کے حاصل کرنے لئے الیمی ضروری ہے کہ بغیراس کے جے معنی ومفہوم حاصل نہ ہوگا۔

۰ اور جو جوفنون ان مہارتوں کے پیدا کرنے میں مدد گار ہوں گے وہ بھی ضروری ثابت ہیں مثلا اصول حدیث،اساءر حال وغیرہ۔

علم كلام علم فقهاورعلم تصوف كاقرآن يعيثبوت

اوراسلاف امت نے جوان تمام کی مہارت سے کتاب الی کو بمجھ کرعقا کد کو علم کلام ۔عبادات ومعاملات کو علم فقہ۔اور اخلاق ومعاشرت وغیرہ کو علم تصوف کے نام سے مدون کیا ہے دہ اس آیت شریفہ کی تھیل ہے۔

مسکله(۲)

مذكوره بالاعلوم كى مهارت كے بغيرتر جمه وتشريح كرناسب مرابى ہے

بلاغت کااور ہرزبان میں استعال ہونے والا قاعدہ ہے کہ اسم موصول اور صلہ کہ جو تھم لگایا جاتا ہے صلداس تھم کا سبب ہوتا ہے۔ اگر آپ کہیں گے کہ میں نے آج ان لوگوں کو انعام دیا ہے جو امتحان میں کا میاب ہو گئے تھے تو انعام دیا ہے جو امتحان کی کامیابی ہوگئے۔ جو گئے۔

اگرکوئی کے کہ میں اس کو ملانے لایا ہوں جوآپ کا بڑا مشاق ہے تو لانے کا سبب اس کا مشاق ہونا ہوگا۔

یہاں قرآن کی تکذیب کے ظلم اور بدانجامی ہونے کا بیان' ما'اسم موصول اور دو صلوں سے ہوا ہے''ا حاط علم اور عدم علم وضاحت سے''۔لہذا یہی دوبا تیں اس تکذیب وظلم اور بدانجامی کا سبب قرار پائی ہیں۔

جس سے بیمعلوم ہوا کہ قرآن شریف کے علم کا اعاطرنہ ہونا اوراس کی وضاحت عاصل شدہ نہ ہونا یعنی ان تمام علوم میں ماہر نہ ہونا تکذیب، گمراہی ، کفر ہتو ہین اور بے اولی و گستاخی کا سبب بن جاتا ہے۔ تو جو خص ان علوم میں ماہر نہ ہوگا اس کوان علوم کے ماہروں کی پیروی میں نجات ہے در نہ وہ ذکورہ خرائی میں سب میں یا کسی ایک میں مبتلا ہوجائے گا۔ اب بیروی میں نجات ہے ور نہ وہ ذکورہ خرائی میں سب میں یا کسی ایک میں مبتلا ہوجائے گا۔ اب اس سے صاف طریقہ پر بیمسائل ثابت ہوئے۔

علوم متعارفه حاصل كئے بغير درس قر آن كا نقصان

ندکورہ خرابیاں بوے بوے گناہ ہیں تو ان کا سبب بھی بڑا گناہ ہوگا۔لبذاالی صورت جرم اور گناہ ہوگی کہ بے علم و بےمہارت علوم میں صرف تر جمہ قرآن مجید دیکھ دیکھ کر بغیر پیروی ماہران علوم خود کوئی رائے قائم کی جائے۔لہذا آج جو ہمارے ہاں درس قر آن کا رواج پڑا ہوا ہے چونکہ بہت سے لوگ اس سے رائے قائم کرنیکا کام لے رہے ہیں بیدرس ان کیلئے جائز نہ ہوگا۔

اورجس محض کے دل میں اسلاف امت کی عظمت نہ ہوگی اعتماد نہ ہوگا تو جب کس آیت کو دوسری آیت کے خالف سمجھے گا اور وضاحت وعلوم سے کورا ہوگا اس کوتو خود کلام البی ہونے میں شبہ پڑنے گے گا اور کلام خدا میں شک ہونے سے ایمان رخصت ہوجائے گا۔ یا کس آیت کے مضمون کو امت کے عمل یا عقیدہ کیخلاف سمجھے گا اور اس کو تاسخ ومنسوخ ،مقدم ومؤخر اور سمجھے گا اور اس کو تاسخ ومنسوخ ،مقدم ومؤخر اور سمجھے مفہوم و دضاحت معلوم نہ ہوگی تو گر ابیوں میں پھنس کر رہ جائے گا۔

ہاں جس کواحاط علمی و کمال وضاحت حاصل ہے اس کو دوآ تعد شراب یقین عاصل ہوگی درنہ صرف اسلاف امت پراعتاد ہے بھی گمراہی وکفر سے تومحفوظ رہ جائے گا۔ غیبر عالم کے درس قرآن کا حکم

جوفخص علوم نہ کورہ کا ماہر نہیں ہے یا اس کی دینی و دیا نتی اور عملی حالت قابل اعتاد نہیں ہے کہ ہر بات کو دیا نتداری ہے اس مہارت کے تحت ہی بیان کرلے اس کو درس قرآن دینا جائز نہیں نہ اس سے قرآن حاصل کرنا جائز ہے یہ بجائے تواب کے گناہ و گمراہی کا سبب اور بسااوقات اسلام سے نکل جانے کی نوبت لائے گا۔

غيرعالم كأتفسر قرآن كاحكم

ای طرح جو خص ان تمام علوم کا ماہر نہیں اس کو قرآن مجید کے مسائل پر قلم اٹھانا یا کوئی تفسیر لکھنا جائز نہیں اور نہ ایسی تفسیر کو دیکھنا پڑھنا چھا بنا شائع کرنا اور فروخت کرنا یا قرید ناجائز۔ آج جو بیہ ہور ہاہے کہ

ہر بوالہوں نے عشق پری شعار کی اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

جس کودیکھوا پناوقار قائم کرنے کیلئے دنیا کو گمراہی اور دھوکہ میں ڈالتے ہوئے یور پی نظریات کوقر آنی احکامات ٹابت کرکر کے ایک نہایت خطرناک تحریف کررہا ہے اور نام رکھ رہا ہے تفییر قرآن واحکام قرآنی۔

اورمسلمان ہے کہ شستہ عبارتیں کچھے دار ترکیبیں اور دل آویز جملے دکھے کراس شکر چڑھے ہوئے زہر کواطمینان سے نوش کررہے ہیں اور اپنے نور ایمان کوموت کے گھائ شکر چڑھے ہوئے زہر کواطمینان سے نوش کررہے ہیں اور اپنے نور ایمان کوموت کے گھائ اتار رہے ہیں بیہ بخت ترین غلطی ہے۔ اللہ تعالی نے آپ کو کھلا معیار دیدیا ہے اس معیار پر پرکھ لیجئے کہ اس کونہم قرآن کے جملہ علوم کا احاطہ علمی اور نقلی وضاحت کا کمال حاصل ہے پانہیں۔

اگر لکھنے والا ایسانہیں(۱) ہے تو اس کی حالت اس کے لئے اور اس کی تالیف دیکھنے والول کیلئے انتہائی خطرناک شکی ٹابت ہوگی۔انتہائی گمراہی کا سبب ہوگی ااور ایسانہ ہوکہ آخر کارایمان واسلام کے استعفا(۲) کے مترادف بن جائے (العیاذ باللہ)

آیت سے درس نظامی کے حصول کا ثبوت

جب عدم احاط علم وعدم علم وضاحت تكذيب وكفر كاسبب ہے تو احاط علم وعلم وضاحت قوت ايمان ويقين كامل كاسبب ہوا جس كواصطلاحى لفظوں ميں عكس نقيض (٣) كا لازم ہوتا كہتے ہيں۔ قوت ايمان ويقين كا حاصل كرنا فرض كفايہ اور بڑا كمال ہے تو علوم

⁽۱) جن کا ماہر ہونا قر آن کا ترجمہ وتغییر کرنے کیلے ضروری ہے کہ ان علوم کا ماہر ہو (۲) یعنی کوئی ایسی غلط تشریح کر بیٹھے جس سے ایمان ہی جاتا رہے (۳) جب علم کا احاطہ نہ ہونا اور علمی وضاحت کا نہ ہونا کفر و تکذیب کا سبب ہے تو علم کا احاطہ اور پوری علمی وضاحت کا ہونا تصدیق وایمان ہوگا ای کوئٹس نقیض کہتے ہیں۔

ندکورہ بالا حاصل کرنامجھی فرض کفائیہ وعمدہ کمال ثابت ہوا یہی علوم درس نظامی کاجز واعظم اور تمام مدارس دیدیہ کامنعہائے نظر ہیں۔

آیت کی تشریح

قرآن مجید کے متعلق عدم احاط علم وعدم وضاحت کے عنوانات میں دوفرق فرمائے گئے ہیں اول میں لہم یہ جیطوا (اوراحاط نہیں کرسکے)''نہیں'' کالفظ ہے اور کرسکناانیانوں کافعل ہے دوسرے میں لہ ایساتھ (اب تک ان کے پاس اسکی وضاحت نہیں آئی)'' اب تک نہیں'' کالفظ ہے اور آنا خودوضاحت کافعل ہے۔

ان دونوں تفاوتوں میں دوبا تیں جھلک رہی ہیں ایک بیرکہ جہیں 'اور''اب کے نہیں''ور''اب کے نہیں''میں یفرق ہے کہ جس کام کی امیدگلی ہواس کے ہوجانے کی توقع ہورہی ہووہ نہ ہوا ہوتو اس کیلئے یہ لفظ استعال ہوتا ہے کہ ''اب تک نہیں'' ہے اور صرف' نہیں''لفظ میں سے بات نہیں ہوتی۔

تو معلوم ہوا کہ اعاط علمی ہے علم و وضاحت کا ایساتعلق نہیں کہ وجود ہے اس کی تو قع وابستہ ہولیکن اعاط علمی ہے علم وضاحت کا ایساتعلق ہے کہ اس کے ہونے پر وضاحت کے علم کی تو قع ہوتی ہے اس ہے نتیجہ یہ نکلا کہ اعاط علم ہی وضاحت کے علم کا سبب ہے خواہ وہ علم نعلی ہویا عقلی اس لئے جب تک اعاط علم نہ ہوگا وضاحت نقلی وعقلی کاعلم حاصل نہ ہوگا۔ او رپھر گر اہی و کفر تک نوبت پہنچنے کا خطرہ لاحق ہوگا۔ اس طرح لفظ اسسا ہے بھی مسئلہ لاکے رپھر گر اہی و کفر تک نوبت پہنچنے کا خطرہ لاحق ہوگا۔ اس طرح لفظ اسسا ہے بھی مسئلہ لاکے ربی ہوگا۔ اس طرح لفظ اسسا ہے بھی مسئلہ لاکے ربی ہوگا۔ اس طرح الفظ اسسا ہے بھی مسئلہ لاک ہوگا۔ اس طرح الفظ اسسا ہوئے ہیں۔

ایک بات بہمی غور کرنیکی ہے کہ ایک شے سے کسی دوسری شے کی توقع ہونے پر وہ دوسری شے ضروری الوجو ذہیں ہوجاتی اس لئے باوجو دعلمی احاطہ کے بھی وضاحت نقلی و

⁽۱)علوم شرعیہ حاصل کیے بغیر درس قرآن دینا ناجائز ہونا (۲)غیر عالم کے درس قرآن کا تھم۔

عقلی کا حصول ضروری نہ ہوگا۔ جب تک خود اس کے لئے علوم وطرق پخصیل اور استنباط مسائل کی مہارت نہ ہوگی اس لئے اصول فقہ وتغییر تعبیر کے بغیر پھر بھی خطرات کاسامنا ہوگا۔

دوسری بات ہے کہ لے میست سے کہ لے میست سے طوا (اعاطر نہ کر سکے) میں اعاطر کرسکنا انسانی فعل کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ ہے کام مشقت طلب ہے کوشش بلیغ سے عاصل ہوسکتا ہے اور لے ما بیاتھ ہم (اب تک ان کے پاس اس کی وضاحت نہیں آئی) میں آنا خود وضاحت کا فعل ہے۔ گو وضاحت نعلی وعقی دونوں کو کوشش و مشقت سے حاصل کرنا ہوگا مگر اس کے خود آنے میں اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اعاط علمی کے بعد ان کا حصول اس قدر آسان ہوگا کہ گویا وہ خود بخو د ذہنوں میں آتی چلی جاتی ہے اور جیسے انسان کی کوشش کے علوم میں غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں گویا بلاکوشش آنے کی وجہ سے غلطی کا اختال کم ہے اب خود سوچ لیجئے کہ اعاط علمی یعنی مسئلہ (سم) کے علوم سے کیا فوائد ہیں اور ان کے بغیر کس قدر گراہی و کفر کے علمی یعنی مسئلہ (سم) کے علوم سے کیا فوائد ہیں اور ان کے بغیر کس قدر گراہی و کفر کے خطرات ہیں۔

مسّله(۷)

غیرمنقول تفسیر کے جواز کے شرا لکا

ناویلہ "اول' بمعنی رجوع ہے بناہوا متعدی مصدر ہے تمیر ماکی طرف ہے جس سے کتاب یعنی قرآن شریف مراو ہے۔ کتاب نام ہے لفظوں کا اور ان معنے کا جن کو لفظ اوا کرتے ہیں تو ان لفظوں اور معنی کو مراد استحمی کے معنی کی طرف رجوع کرانا تاویل ہے۔ کرتے ہیں تو ان لفظوں اور معنی کو مراد آئھی کے معنی کی طرف رجوع کرانا تاویل ہے۔ جس لفظ یا جس جملے میں ایک ہی معنے کا احتمال ہو وہاں تو رجوع کرانا پایا ہی نہ جائے گا جہاں چند معانی و مفہو مات بن سکتے ہوں گے ان کو مراد الہی کی طرف رجوع کرانا تاویل ہے۔

سواردوزبان کے حامی لوگوں نے تاویل لفظ کو برے معنی میں استعمال کرر کھا ہے وہ ناواقفی پر بنی ہے اور قرآن مجید کی تاویل کے معنی میں ان کا تصور بھی حرام ہے۔

اب مرادالهی کی طرف رجوع کرانے کی دوصور تیں ہوں گی۔حضور تالیہ اورحضور آ کے قرآنی شاگر دول سے منقول کی طرف رجوع کرانا یا اپنی عقل سلیم سے تجویز کی ہوئی مراد البی کی طرف رجوع کرانا جومسئلہ (۲) میں مہل الحصول ثابت ہو چکا ہے کہ غیر منقول تغییر مجمی جائز ہے۔

ىيلىشرط

^صواس کیلئے بیشرطیں ضروری ہیں کہوہ احاط علمی کے بعد ہو

دوسری شرط

اورتفسیر منقول کےخلاف نہ ہو۔ا عاط علمی کے بعد ہونے کی ضرورت تو ترتیب میں احاط علمی کےمقدم ہونے اور لفظ لے ایکے مفہوم سے ثابت ہو چکا ہے اور منقول بعنی قرآن وحدیث بلا واسطہ یا بواسطہ کےخلاف کاغیر معتبر ہونا ظاہر ہے۔

تيسرى شرط

پھروہ پہلے اور پچھلے الفاظ ومضمون کےخلاف نہ پڑے

چوتھی شرط

خود قرآنی لفظوں کے قرائن (۱) ہے اس کی تائید لے کر اے رائج قرار دیا جائے۔ظاہر ہے کہ بیچاروں شرطیں ضروری ہیں۔ غیر منقول تفییر کے جواز کے دلائل

روح المعانی میں کتاب المدخل میں ج اصفحہ ۲ پراس کے جواز کے دلائل اور بھی چیش کیے ہیں۔ . . .

ىپلى دلىل پېلى دلىل

حق تعالی نے فرمایا:

ولـو ردوه الـي الـرسـول والـي اولى الامر منهم لعلمه الذين يستبطونه منهم

''اگربات کورسول اوراحکام البی دونوں طرف رجوع کردیتے تو ان میں ہے جو حکم کا استنباط کر سکتے ہیں اس کی حقیقت معلوم کر لیتے ۔'' معلوم ہوا کہ حکم کا استنباط کرنا قابل مدح ہے۔

دوسری دلیل

اورارشاد ہے

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها ''کیالوگ قرآن مجید میں غور بی نہیں کرتے یادلوں پر قفل گئے ہوئے ہیں'' اس سے معلوم ہوا کہ جولوگ غور فکر نہیں کریں گے گویاان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔ تنیسری دلیل

اورارشاد ہے!

كتاب انزلناه اليك مبارك ليدبروا آياته وليتذكر اولوا الالباب☆ '' قرآن وہ کتاب ہے جس کوہم نے آپ پراس لئے نازل کیا ہے کہ لوگ اس کی آینوں میں غور کریں اور عقل والے نصیحت حاصل کریں'' غور وفکر کیلئے ہونا اور عقل والوں کی خصوصیت اس کی رہنمائی کرتی ہے۔ چوتھی دلیل چوتھی دلیل

ابونعیم وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عباس کی صدیث بیان کی ہے۔ القرآن ذلول ذو وجوہ فاحملوہ علی احسن وجوھه (قرآن شریف زم ہے کئی کئی اختال رکھتا ہے تواس کو بہترین اختال پڑتحول کرو) یا نچویں دلیل

اور حضرت ابن عبال الوحضور والتيلية في وعادى ب السلهم فقهه في الدين وعدمه التاويل (اسالله الله كالمحد وعادى ب السله الله في الدين وعدمه التاويل (اسالله اس كودين كي مجهوط فرماية اورقر آن شريف كي وضاحت مسكه لاسة)

چھٹی دلیل

حضرت علیٰ ہے روایت ہے کہ آپ ہے سوال کیا گیا، کیا رسول اللہ علیہ ہے نے آپ لوگوں کو کئی خصوصی چیز بتائی ہے'' فرمایا ہمارے پاس اس کے سوا پچھ بھی نہیں ہے جو صحیفہ مبار کہ میں ہے یادہ سمجھ جوانسان اللہ کی کتاب کے باب میں دیا جاتا ہے''

ان آیات واحادیث ہے معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ منقول تفسیر نہ ملے وہاں غور و فکراورعقل سلیم سے کام لینا چاہئے۔

غيرمنقول تفيير كےعدم جواز ہے متعلق احادیث

لیکن کئی ایک حدیثوں سے غیرمنقول تفسیروں کا ناجائز اورخطرناک ہونامعلوم

من قال فی القرآن بغیر علم فلینبوأ مقعده من النار وفی روایة من قال فی القرآن برایه

جوفض قرآن شریف میں بغیرعلم کے پچھ کہے گاوہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنالے۔اور ایک روایت میں ہے کہ جوقرآن میں اپنی رائے سے پچھ کہے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنالے۔ ایک روایت میں اور ترندی میں حسن غریب کہہ کر حضرت جندب بن عبداللہ سے میہ حدیث روایت ہے حضو طابقے نے فرمایا ہے:

من قال فی کتاب اللہ عزوجل ہرایہ فاصاب فقد اخطاء ''جس نے اللہ تعالی کی کتاب میں انچی رائے سے کچھ کہااور سیح بھی کہا تو اس

نے بھی خطا کی''

حضرت ابو بمرصد بین ہے آیت "وف اکھة وابا" کے متعلق دریافت کیا گیاتو فرمایا:

''کون آسان مجھ پرسابیڈ الے گااورکون زبین مجھ کواٹھائے گی جب میں اللّٰہ کی ستاب میں بغیرعلم کے بچھ کہہ دوں گا''

ند کوره آیات واحادیث میں تطبیق م

یہ میں بیل ہوری آیات واحادیث کے خلاف معلوم ہوتی ہیں کیکن سیحے غورو خوش بتاوے گا کہ خلاف نہیں بلکہ آیات کی وضاحت ہیں ان میں وہ مضمون صاف صاف ہوتی بتاوے گا کہ خلاف نہیں بلکہ آیات کی وضاحت ہیں ان میں وہ مضمون صاف صاف ہے جس کو آیت کریمہ کے خل میں پیش کیا گیا ہے کہ احاط علمی اور منقولات کے بغیریا ان کے خلاف کچھ معنی لینے ہے خطا اور جہنم ہے اپنی رائے ہے کہنا رائے محض ہے کہنا ہے ملمی ہے اور خلاف منقول کہنا ہے جو خطا وجہنم کا سب ہے۔ امام بیمی کتے ہیں کہ رائے وہ ہے جو حوالے جو خطا وجہنم کا سب ہے۔ امام بیمی کتے ہیں کہ رائے وہ ہے جو

ury.blogspot.com

بغیر کسی دلیل کے دل پر غالب ہوور نہ جس کو عقلی دلائل کی تا ئید حاصل ہووہ جائز ہے۔ (بذل الحجو دج ۴مس ۳۲۵)

کن آیات میں غیر منقول تغییر بشرا نظمعتر ہے

علامہ ابن جریر طبری نے آیات واحادیث نقل کرنے کے بعد جوحاصل بیان کیا ہے اس کا خلاصہ بیہ ہے کہ حق تعالی کے ارشادات سے بیہ بات پایی بیوت کو پینچی ہوئی ہے کہ بعض احکام تو وہ ہیں جن کی وضاحت سوائے رسول اکر م اللہ کے بیان کے اور کسی صورت حاصل نہیں تمام امر و تھم ، واجب ہوں یامتحب، یا ترغیب، تمام ممانعیں، خواہ کسی درجہ کی ہوں تمام حقوق، تمام وہ حدود جن سے کمی بیشی حلال نہیں۔ تمام فرائض کی تشکیلات (۱) اور تمام مقداریں جو تلوقات کے لئے لازم ہیں وغیرہ وغیرہ و۔

ان میں بغیر حضور میں ہے۔ کی وضاحت کے کوئی بات کہنا جائز ہی نہیں۔حضور میں ہے۔ کے صاف اور صرح ارشادات ہوں ، مادلالت النص (۲)۔

اوربعض احکام وہ بیں کہ ان کی وضاحت سوائے حق تعالی کے اور کوئی بھی نہیں جان سکتا۔ وہ حادثات کے اوقات کی خبریں اور آنے والے واقعات کی اطلاعیں ہیں جیسے قیامت، نفح صور (۳)،نزول عیسیٰ (۴)وغیرہ۔

اوربعض احکام وہ ہیں جن کی وضاحت ہروہ شخص جان سکتا ہے جس کواس زبان میں مہارت ہوجس میں قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ بیدوہ ہیں جوالفاظ غیرمشتر کہ اور صفات خاصہ سے وارد ہیں۔ (تفییرابن جریرج اص ۳۲۲۲۵)

⁽۱) فرائض کی تمام شکیس (۲) آیت قر آنی یا حدیث کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہوں (۳) حضرت اسرافیل کاصور پھونکنا جس سے سیرنیاختم ہوجائے گی اور دوبار و پھو تکنے سے پھرسب پیدا ہوں گے (۴) حضرت میسٹی کا آسان سے اتر نا۔

مسّله(۸)

تفسيري نكات

کذلك میں کاف تثبیہ ہے۔ ذالك كااشارہ كذبو ابورے جملے كے مضمون جملة كذيب بسماليم بحيطوا بعلمه ولما ياتهم تاويله برہے۔ اس كے سوااور احتال بى نہيں كونكه كذيب شبہ ہے تو مشبہ باس كا ہم جنس ہونا ضرورى ہے اس لئے معنی بيہ ہوئے كذر جس طرح بيلوگ احاط علمى اور وضاحت سے پہلے تكذیب كرتے ہیں۔ "اى طرح قبل علم وضاحت ان كے پہلے كاوگوں نے تكذیب كرتے ہیں۔ "اى طرح قبل علم وضاحت ان كے پہلے كاوگوں نے تكذیب كی ہے۔

پھر بجائے من قبل کے قبلہ اشارہ کرتا ہے کہ اِن کو اُن سے اور اُن کو اِن سے اور اُن کو اِن سے مناسبت ہونے کی وجہ سے وہ ان سے پہلے کے لوگ کہلائیں گے، گوسبہ موجودین عصر (۱) سے پہلے کے ہیں، پھر کوئی خصوصیت ایک دو کی نہیں ان کے پہلے کے ہم شرب لوگ ف انتظر کی ون جو اپنے پہلے کو پچھلے کا سبب بنادی ہے ہتاتی ہے کہ ہاں اگلے پچھلے لوگوں کے ہم تکذیب ہونے کے سبب آپ دیکھئے کیسا انجام ہان کا۔

عساقبة برعقب میں آنے والی چیز ہوتی ہود نیا کی ہویا آخر ت کی اور بجائے عاقبتہ ہم (ان کا انجام) کے عاقبة الطالمین (ظلم والوں کا انجام) فرما کر ان کا ظالم ہونا ظاہر فرمایا ہے اور کیف استفہام کیفیات سے اس انجام کے ہولناک ہونے کو مہم کرکے اشارہ فرمایا ہے کہ ایسا ہولناک انجام ہے کہ ایسا ہولناک انجام نے کہ ایسا ہولناک انجام ہوئے۔
مہیں ہو کتی اس طرح اب یہاں چندا مور حاصل ہوئے۔

⁽۱) اس زمائے کے موجود افرادے پہلے کے بیں۔

كافرايك ملت ہيں

یاوگادر پہلے کان سے مناسبت رکھنے والے تکذیب و کفر میں ایک دوسرے جیسے ہیں جس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے کہ السک فر ملۃ واحدۃ (کفرایک مذہب ہے) یعنی غیر مسلم سب ایک اوراسلام ومسلم کے دشمن ہیں۔ حضور والیت کے لئے قیاس کی اجازت

ان سب کے ایک دوسرے کی طرح تکذیب وغیرہ کرنے کی وجہ ہے آپ پہلوں کے انجام کود کیھے یعنی جب دونوں صفت تکذیب میں شریک ہیں تو ان کے انجام کو دکھے کھے یعنی جب دونوں صفت تکذیب میں شریک ہیں تو ان کے انجام کو دکھے کر ان کیلئے جھی وہی انجام ثابت مانئے ای کوشری قیاس کہتے ہیں۔ کہ علت کے مشترک ہونے برحکم کومشترک ثابت کیا جائے تو حضو مقابقہ کو قیاس کا حکم ہے امت میں جو لوگ نی تیا تھے گیلئے قیاس واجتہاد کو جائز نہیں قرار دیتے اس آیت سے بھی ان کار د ہوتا ہے۔ فظلم کی تعریف

ظلم کی شے کو بے جگہ رکھنے کا نام ہے جس کے بہت درجے ہیں۔ جو برتاؤ خدا تعالیٰ کیساتھ چاہئے غیر کے ساتھ کرنا، جو غیر کے ساتھ چاہئے تھا خدا تعالیٰ کیساتھ کرناظلم کا اعلی ترین فردے۔

ان الشرك لظلم عظيم

آیت اس کی دلیل ہے اس کے ظالم کافر کے معنی میں بھی ہوتا ہے کیونکہ سب
سے بڑا ظالم وہی ہے۔ اور یہاں ہولینا ک انجام کیماتھ ہونے سے یہی مراو ہونا ضروری
ہونو ظالمین سے ان کے کافر ہونے کو بیان فر مایا ہے اب دلیل یوں بن گئی ہے پہلوں کی
طرح یہ بھی تکذیب والے ہیں تکذیب والے کافر ہیں اور دنیا و آخرت میں ہولینا ک البام

یعنی عذاب والے ہیں اس لئے ریم عذاب والے ہیں۔·

فقه میں مذکوروہ کلمات جن ہے کفرلازم آتا ہے کا اثبات

اس سے وہ تمام مسئے نکل آئے جو فقہائے کرام نے کسی مسلمان کے اقوال و
افعال سے کفرلازم آ جانے اور کا فرہوجانے کے بیان میں ذکر کئے ہیں کیونکہ قرآن شریف
افعال سے کفرلازم آ جانے اور کا فرہوجانے کے بیان میں ذکر کئے ہیں کیونکہ قرآن شریف
بلکہ ایک افکا بھی یا دلالت انص سے جو جواس کے تھم میں آ جا کیں سب کی تکذیب یا جو
جو بات تکذیب کے تھم میں دلالت انص سے آ جائے سب کفراور عذاب کا ذریعہ ہیں۔
جو بات تکذیب کے تھم میں دلالت انص سے آ جائے سب کفراور عذاب کا ذریعہ ہیں۔
واللہ تعالی اعلم

iry.blogspot.com

Jackhar Library.

toobaa-elibra



iry.blogspot.com

Joan Walney Com

تمهيد برائے جميل اللطائف بسم اللہ الرحمٰن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

والدمحترم حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی قدس سرہ نے اپنی زندگی کے آخری اتیا م میں جبکہ ضعف بھی بہت زیادہ ہو گیا تھا، ہاتھ میں پچھرعشہ بھی تھا اور نظری کمزوری کی وجہ ہے بعض حروف بھی چھوٹ جاتے تھے ،قرآنی آیات میں ندکور بعض تفییری نکات کو جمع کرنا شروع کیا تھا۔ تین مختصرترین آیات سے عظیم نکات کا استخراج کیا بھرزندگی نے وفائد کی اور بیکام درمیان میں ہی رہ گیا۔

اگریدکام مکمل ہوجاتا تو قرآن پاک کے نکات پربنی ایک مجیب وغریب تفسیر ہوتی ۔احقر نے ان کومقالات قرآنی کا حصہ بنادیا ہے تا کہ عوام اس سے مخطوظ ہوسکیں ۔ جہاں کوئی لفظ چھوٹ گیا تھا یا پڑھا نہیں گیا تو احقر نے قریب ترین معنیٰ کا اعتبار کرتے ہوئے بنادیا اور اس کوقوس میں کردیا تا کہ حضرت کی عبارت مجھ بھی آجائے اور فرق بھی رہے ۔حضرت نے جو نے منادیا تاکہ حضرت کی عبارت مجھ بھی آجائے اور فرق بھی رہے ۔حضرت نے جر ف مسائل پرنمبرلگا کرا سخران کیا تھا احقر نے ان پرعنوانات قائم کردئے ہیں۔

اللہ تعالی احقر کی اس سعی کو قبول فرمائے ،حضرت ؓ اقدس کیلئے بلندی درجات اوراحقر کے لئے بخشش کا باعث بنائے۔ آمین ظیل احمد تھانوی جميل اللطائف بسر الله الرديد الرديم

حضرت تحکیم الامت مولانا اشرف علی تھا نوی قدس سرہ کے بعض ملفوظات قلم بند کیے تو حضرت نے ان کانام''جمیل الکلام''رکھا پھر خانقاہ امدادیہ اشر فیہ میں جب فقادی کا کام کیا تو ان فقادی کانام''جمیل الفتادی'' تجویز فر مایا۔

اى طريقه پراب بعن لطائف قرآنيكانام ' جميل اللطائف' ' تجويز كرتا مول ـ

فقظ

(حضرت مولا نامفتی)جمیل احمرتفانوی (قدس سره)

آ داب ضیافت

میزبانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے نافذ ہوئی ہے۔ تو م لوط کی ہلاکت کیلئے جوفر شنے آئے تنے وہ انسانی صورت میں حضرت ابراہیم کے ہاں پہنچ تو خوب ان کی ضیافت (میزبانی) فرمائی۔ اللہ تعالی نے ان لفظوں میں ذکر فرمایا ہے۔ ف ما لبت ان کی ضیافت (میزبانی) فرمائی۔ اللہ تعالی نے ان لفظوں میں ذکر فرمایا ہے۔ ف ما لبت ان جاء بعجل حنید (اور دیرندلگائی اس سے کہ لے آئے ایک پھڑ ابھنا ہوا) اور ایک جگہ ہجائے حنید کے سمین (موٹا تازہ) کا لفظ ہے۔

اب ان گفظوں میں غور کرنا ہے کہ کیا گیا کام مہمان کی میز بانی میں سنت ابراہیمی میں۔ یہاں وہ عرض کرتے ہیں۔

مہمان کوزیادہ انتظار نہ کرایا جائے

ا۔ فسما لبت (دیریندگی) ہے معلوم ہوا کدادب یہ ہے کہ مہمان کوانتظار میں نہ ڈالیس ۔ جلد از جلد اس کی ضیافت کا انتظام ہونا جا ہے کہ نامعلوم وہ کن حالات سے دو جار ہور ہاہو۔ بسااوقات کی وقت کا فاقہ بھی ہوگا۔

مہمان کی خدمت خود کر ہے

انہوں نے دیر نہ لگائی۔ لبث کا فاعل حضرت ابراہیم ہیں جنہوں نے دیر نہ لگائی۔ کوئی اور عزیز یا خادم یا ہیوی نہیں۔ خودخود ہی کام کرر ہے ہیں انظام کرر ہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کی میز بانی خود کرنی سنت ہے۔ ملازموں ، خادموں ہیوی وغیرہ پر نہ ڈالی جائے۔ اگراپنے ہاتھ سے نہ کر سکیس تو خوداس کا انتظام اور نگر انی رکھیں۔

سو- جاء بعجل (لے آئے چھڑا) جاء کافاعل حضرت ابراہیم علیہ اسلام ہیں یعنی خود لائے کسی خادم ہے جاء بعجل دلوایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کی خدمت خود کرنا افضل بلکہ

سنت ابرا ہمی ہے۔

سم۔ جاء آئے ب ساتھ یعنی پھڑے کے ساتھ آئے۔اس سے معلوم ہوا کہ کھانا خود لے کرآئیں کسی کے ساتھ نہیجیں۔

ماخر پیش کرے

۵۔ عجل بچھڑا جو کہ آپ کی گائے بیل کا تھا۔ تو گھر میں موجود پیش کیا۔ اس ہے معلوم
 ہوا کہ نہ دیر لگا کیں نہ إدھر اُدھر سے منگا کیں جوموجود ہو پیش کر دیں۔

مہمان کے لئے کھا ناوا فرہونا جا ہے

۲۔ پچھڑانہ کہاس کا کوئی حصہ جوآنے والوں کیلئے کافی سے زائد ہے۔ اس لئے معلوم
 ہوا کہ مہمان کیلئے انداز ہے زیادہ پیش کیا جائے۔ تا کہاس کواور ما تگتے ہوئے شرم نہ آئے۔

کھانے میں درجہ تو سط کا لحاظ رکھے

2۔ بچھڑالائے نہ بڑھا بیل نہ بڑھی گائے نہ بچھڑی کہ بوڑھے جانوروں کا گوشت خوبنہیں گلتا۔ کھانے میں اچھانہیں ہوتا۔ ہضم بھی دیر سے ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کیلئے متوسط درجہ کا مال لانا چاہئے اور نرکی جگہ مادہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ غذاء طاقت ورمقدم رکھنی چاہئے۔

کھاناغذائیت ہے جمر پور ہونا جا ہے

۸۔ بچھڑے کا ذکر ہے۔ روٹی جاول یا کھل کسی چیز کا ذکرنہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہالیمی چیز ہونی جا ہے جونذابن کر پیٹ بھرے محض ذائقہ کی نہو۔

گوشت بہترین غذاہے

و ۔ ''وشت سب غذاؤں میں بہترین ہے کہ تمام سبزیوں کا جو ہرنگل کرمعدہ میں

خون بنمآ ہے اورخون سے گوشت۔ اور ہر جو ہرجس قدرلطیف ہوگا لذیذ ہوگا۔ قوت والا ہوگا۔ سبزیوں سے افضل ہوگا۔ اس لئے بیا اختیار کیا ہے۔معلوم ہوا کہ بیسب سے افضل ہے۔

ا- سب چیزوں ہے اس کا انتخاب بتلاتا ہے کہ سب کھانوں کا سردار گوشت ہی
ہے۔ جیسے حدیث میں ہے۔ سید السطعام السلیحیم (سب کھانوں کا سردار گوشت
ہے)۔

قرض اوھار کر کے مہمانی کرنا ضروری نہیں

اا۔ اپنی پاس جو چیز موجود ہواس میں سے سب سے بہتر پیش کی۔اشارہ ہے کہ بازار یاادھرادھر سے تلاش سادگی کےخلاف ہے کہ باوجود موجود ہونے کے اس سے بہتر تلاش کریں۔

ذات وصنعت دونول اعتبار ہے کھانا بہتر ہو

۱۲۔ سسمین (موٹا) ہے معلوم ہوا کہ موجودہ اشیاء میں جوسب سے اعلی ذا کقہ ہو، تو سے طبعی و بشاشت پیدا کرے اس کو پیش کرے۔

سا۔ ایک آیت میں حسید (بھناہوا) ہے۔ کیانہیں۔شور بانہیں۔ بلکہاعلی تنم کا بھنا ہوا۔ تو اشارہ ہے کہ جیسے قوت عمد گی اورخوش ذا لقتہ ہونا مقصود تھا۔ صنعت کے اعتبار سے بھی عمدہ ہوکہ شور بامرغوب ویسندیدہ نہیں ہوتا۔

۱۱۔ موجودات میں عمدہ سے عمد؛ جنس ہوصنعت کے اعتبار سے بھی اچھی ہوتقویت کے اعتبار سے بھی اچھی ہوتقویت کے لئے بہت مناسب ہونا بہتر ہے۔ ہاں ان چیزوں کا اہتمام سادگی کے خلاف ہے جو اِن اوصاف سے خالی جر ف نمودونمائش کے لئے ہوں۔

حضرت ابراہیم کے بچھڑا ذبح کرنے کی وجہ

10۔ بعض کافر بچھڑوں کو معبود مانتے تھے جس کا اثر حضرت موی علیہ السلام کے زمانے میں ظاہر ہوا کہ "ھذا اللہ تھی واللہ سوسیٰ "کے دعویٰ ہے بہکایا گیا تھا اس ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اثر بچھ بچھ تھا۔ حضرت ابراہیم نے اس کو منانے کے لئے اس کا استخاب کیا کہ قتل کرنا ، کھال اتارنا ، بوٹی بوٹی کرنا ، جلانا بھوننا اور کھاڈ النابا تیں ہوکراس کے معبود ہونے ہے نفرت ہوجا لیگی میلان دل بالکل نہ رہے گا۔ جیسے بعض ملکوں میں گائے کی بیستش ای غلط خیال ہے ہور ہی ہے اور مسلمان اس کی قربانی کرکے دلوں کو میجے راستہ پر سیس اس کی قربانی کرکے دلوں کو میجے راستہ پر سیستش ای غلط خیال ہے ہور ہی ہے اور مسلمان اس کی قربانی کرکے دلوں کو میجے راستہ پر سیستش ای غلط خیال ہے ہور ہی ہے اور مسلمان اس کی قربانی کرکے دلوں کو میجے راستہ پر سیستش ای غلط خیال ہے ہور ہی ہے اور مسلمان اس کی قربانی کرکے دلوں کو میجے راستہ پر سیستش ای خیال ہے ہور ہی ہے اور مسلمان اس کی قربانی کرکے دلوں کو میجے راستہ پر سیستش ای خیال ہے ہور ہی ہے اور مسلمان اس کی قربانی کرکے دلوں کو میجے کی استہ پر سیستش ای خیال ہے ہور ہی ہے اور مسلمان اس کی قربانی کرکے دلوں کو میچے کی استہ پر سیستش ای خیال ہے ہور ہی ہے اور مسلمان اس کی قربانی کرے دلوں کو میچھ کی داستہ پر سیستش ای خیال ہے ہوں ہوں کو میں میں گائے ہیں۔

سنت کی اقسام

۱۲۔ سنت دوئتم کی ہوتی ہے۔ فعلی اور ترکی۔ جو جو کام کسی نبی نے کئے ہیں وہ تو فعلی سنت ہیں اور جو کام کسی نبی نے کئے ہیں وہ تو فعلی سنت ہیں اور جو کام بظاہر پہندیدہ یا مفید معلوم ہوتے تصاور نبی علیہ السلام نے ان کو ترک کیا ہے ان کی خرابیوں کی وجہ سے تو بیسنت ترکی ہے۔

حضرت ابراہیم نے کھانے میں اور چیزوں کا اضافہ باوجودرواج کے نہیں کیا تو ہیہ سنت ترک ہے۔اس لئے ان کوترک کرنا سنت ہوگا۔ جسے ہم آج کل فخر کا ذریعہ بجھ رہے ہیں وہ اسراف ونمائش اورخودستائی ہے۔

نمائش ونمودكي ايك صورت

ے ۔۔ بیعام رواج ہے کہ مہمان کے ساتھ اور بھی ملنے والے بلائیں اس ہے مہمان کا اعز از معلوم ہو۔ بیریہاں نہیں کیا گیااس ہے معلوم ہوا کہ بیاعز از سنت ابرا ہیمی نہیں بلکہ فخر ونمود ہے۔

قرباني

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ حق تعالیٰ کا تھم ہوا ہے بیٹے
اساعیل علیہ السلام کو ذری کردیں۔ حضرت ابراہیم نے بیتجیر قرار دی کہ سواونٹ خیرات
کردئے مگر پھراگلی رات کو بھی خواب دیکھا تو سمجھ لیا کہ بینا کافی ہوئے پھر سواونٹ اور
خیرات کردئے مگر تیسری رات پھر یہی خواب دیکھا تو اس سے چارہ نظر نہ آیا اور آ تھوں پ
خیرات کردئے مگر تیسری رات پھر یہی خواب دیکھا تو اس سے چارہ نظر نہ آیا اور آ تھوں پ
ٹی باندھ کردئ کردیا تو تھم نازل ہوا ﴿ قَدْصَدَّ قَدْتَ الرُّوْیَا ﴾ خواب بچا کردیا۔ آتکھیں
کھولیس تو جنتی مینڈھا ذرج ہوا پڑاتھا اور فرمایا "و فدیسنا ہ بذہبے عظیم "اورسب کے
کے بیتر بانی بدلہ والی ہوگئ اب اس میں غور کرنا ہے کہ قربانی کے کیا کیا مسکل اس میں آگے
ہیں۔

قربانی جان کافدیہ ہے

مسئلہ: 1 فدیسنا (ہم نے فدید دیا) اس عوض کوفدیہ فرمایا اور فدیہ وہ ہوتا ہے کہ انسان کسی مسئلہ: 1 فدید نا اس کی دلیل ہے مسیبت یا تکلیف میں مبتلا ہوتو کچھ دے کرچھوٹ جائے اس کوفدیہ فرمانا اس کی دلیل ہے کہ انسان بعض تکالیف اور مصائب میں مبتلاء ہور ہا ہے یا ہونے والا ہے اس کواس کا فدیہ بنایا ہے اور اسے بچادیا ہے۔

شكاركرده جانوروں كى قربانى درست نہيں

مئلہ:2 فدیہ میں وہ چیز دی جاتی ہے جوخود پر وردہ ہویا خرید کردہ ہودل پراس کے ذکح کرنے سے اثر ہوگا یعنی نم اور بہی مجاہرہ ہوگا۔اس لئے اس سے معلوم ہوا کہ شکاری جنگلی جانوروں کی قربانی درست نہ ہونی چاہئے بڑے سے بڑا ہی کیوں نہ ہو۔خود پروردہ یا خرید کردہ کی ہوگی تا کہ مجاہدہ بن سکے۔

مال ورقم بجائے قربانی دینا درست نہیں

مسئلہ:3 چونکہ بیجان کافدیہ ہے اس لئے جاندار ہی فدید بنتا جا ہے۔ غیر جاندار کی قربانی نہ ہوسکے گی ندر قم کافی ہوگی نہ کوئی اور مال۔

حلال جانوروں کی قربانی

مئله: 4 فدیه میں حلال جان کا فدیہ حلال جاندار ہی ہوگا ہاتھی تک قربانی میں معترفییں ہوگا۔

قربانی میں بکراوغیرہ اور ساتواں حصہ مقررہونے کی وجہ

مئلہ: 5 فدیواصل کے برابریا قریب ہونا ضروری ہے۔ کی بیٹی یا فدیہ بیل کوتائی

کر گی یا ضرورت سے زائد کا نقصان ۔ اس لئے بکرایا اسکی انواع دنبہ چھتر امینڈ ھاخواہ کی

قتم کا ہو، بھاری ، باریک ۔ اور جان جان یکسال ہے ۔ نر مادہ یکسال ہیں ۔ اس لئے مرد
عورت کی طرف سے نرمادہ سب درست ہیں ۔ اور اگر جانور اس انسان سے بہت بڑا ہوتو
نیادہ کا فدید ہونا خوشی سے ہوسکتا ہے ۔ اس لئے پورااونٹ ، اونمنی ، گائے ، بھینس ، بھینسا بھی
درست ہیں گر واجب سے زیادہ بے انصافی می ہوگی ۔ اس لئے کے اسانوال حصہ جو
درست ہیں گر واجب سے زیادہ بے انصافی می ہوگی ۔ اس لئے کے کا سانوال حصہ جو
اسکے قریب ہوقر بانی کیا کریں۔

مرغی وغیره کی قربانی درست نہیں

مسئلہ:6 فدیہ کے قریب تریب ہونے کے انصاف (حصوں) سے کم کا (چونکہ فدیہ دنبہ بھیڑر وغیرہ یاساتواں حصہ اونٹ گائے کو قرار دیا تھااس لئے جو جانور حلال ہولیکن اس سے کم ہووہ فدینہیں بن سکتا جیسے آ گے مثال بطخ وغیرہ کی بیان کی) اور حلال ہونے کے سبب سے حلال جانور ہوگا۔ (مطلب یہ ہمکہ فدیہ میں شرط حلال ہونا بھی ہے اس لئے اگر حصہ میں حلال جانور ہوگا۔ (مطلب یہ ہمکہ فدیہ میں شرط حلال ہونا بھی ہے اس لئے اگر حصہ میں

برابری ہوبھی گئی تو حلال نہ ہونے کی وجہ ہے فدینہیں بن سکتا جیسے کتا گدھا)اس لئے مرغی ، بطخ ، تیتر وغیرہ اور کبوتر چڑیا طو طےمعتبر نہیں ہو نگے ۔ بلی کتا گدھاوغیرہ حلال نہیں اور گھوڑا غز وات کا ہتھیار ہونے ہے جائز نہیں ہوگا۔

مسئلہ: 7 فدید کواپی طرف منسوب فرمایا "فدیدیا" لبذ اجس کو خداتعالی نے فدید بنایا ہے وہ ی معتبر ہوگا اپی طرف سے بنادینا درست نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم نے بجائے کے اداونٹ کے سواونٹ خیرات کئے گرمعتبر نہ ہوئے۔

قربانی میں نبی کی جان کا فدیہ

مسكة: 8 حضرت اساعيل كافدية فرمايا "فديناه" كالممير حضرت اساعيل كاطرف همية وعيشيتين بيل آدى بهونا بهرنى بونا، بدل گوالله تعالى بى كامقرر كرده بهومگر وه آدى كافدية و معترنيين بهوگا چنانچه " و على الندين يبطيقونه فدية طعما مستحيين " (اوران لوگول پرجو بره ها په سهروزه كی طاقت ندر هيس فديه جا يک فريب كودونول وقت پيك بحر كر كھانا كھلانا) به فديه الله تعالى بى كامقرر فرمايا بهوا جمر به روزه كافدية آدى كى جان كافدية بيس اس لئے يبال" فدينا" بين معتبر نه بوگا۔

قربانی کے بجائے صدقہ خیرات درست نہیں

مسئلہ: 9 قربانی آدمی کا فدیہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے مقرر کردہ ہے گرقل اگر غلطی ہے ہوجائے تو سو(۱۰۰) اونٹ دیئت ہیں قاتل وار ٹان مقتول کودیتے ہیں تو یہ بھی جان کا فدیہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا ہے۔ لیکن یہاں نبی کی جان کا فدیہ ہے اس کا یہ فدیہ ہیں۔ اس لئے حضرت ابراہیم ہے قبول نہیں ہوئے۔ (کیونکہ اونٹ عام آدمی کی جان کا فدیہ ہے اگر چہ اللہ کا مقرر کردہ ہے لیکن قربانی نبی کی جان کا فدیہ ہے اس لئے سواونٹ حضرت ابراہیم کے اللہ کا مقرر کردہ ہے لیکن قربانی نبی کی جان کا فدیہ ہے اس لئے سواونٹ حضرت ابراہیم کے اللہ کا مقرر کردہ ہے لیکن قربانی نبی کی جان کا فدیہ ہے اس لئے سواونٹ حضرت ابراہیم کے

کہنا کہ مقصود خیرات ہے۔ کسی بھی شے کو کسی بھی طرح کردو، غلط ہے کہ یہاں نبی جیسی جان کا فدید در کار ہے۔ جب خلیل اللہ حضرت ابرا بیٹم کے سواونٹ بھی معتبر نہ ہوں تو ان سے

بزه کرکون موسکتا ہے کہاس کا صدقہ خیرات کافی ہوگا۔

قربانی میں ذبح ضروری ہے

مسئلہ:10 " ہذہبے " حکم ہے۔ دیدینا، خیرات کردینا پہال معتبر نہیں۔ جان کا فدیدخون ہے۔ ذنج کرنا ہی مفید ہوگا و پسے دینا نہیں ہوگا۔ حضرت ابراہیم ہے ویسے دینا مقبول نہ ہوا تو اوروں کا کیا درجہ ہے؟

قربانی کےفدیہ طیم ہونے کی وجہ

مسئلہ: 11 ایک سوال ہوتا ہے کہ آ دی اور پھر نبی جیسا آ دی اس کا فدید یہ معمولی دنبہ بکرا وغیرہ کیسے ہے؟ جبکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور پھر نبی سب انسانوں سے افضل ہے و معظیم' فرما کر اشارہ فرمادیا کہ تظیم وحقیر ہے ہوئے والے ہیں جے حقیر بنا کیں وہ حقیر جے عظیم بنا کیں وہ عظیم ہے بھر باقی سب پھرحتی کہ وہ پھر بھی جو عظیم بنا کیں وہ عظیم ہے۔ جراسود سب سے عظیم ہے پھر باقی سب پھرحتی کہ وہ پھر بھی جو حضرت موک سے معجز ہے میں ان کے کپڑے لے کر بھا گا تھا اس سے کم ہے۔ تو اساعیل کے بدل کے مینڈ ھا بلکہ اس کے موافق تھم والے ہر بکرا، دنبہ، چھتر ا، اونٹ ، گائے یا بھینس کے حصہ کو بھی وہ عظمت عطاء کر دی کہ قریب قریب ہوگیا۔ چنا نچے حدیثوں میں ہے کہ قربانی کے خون کا قطرہ زمین پرگر نے سے پہلے تبول ہوجا تا ہے۔

اور قربانی کے ہر ہر بال بلکہ اون والے بال کے برابر بھی نیکی درج ہوتی ہے اور کم ذی الحجہ ہے دس بلکہ ۱۲ ذی الحجہ تک اس خون کو اللہ تعالیٰ کے علم سے بہانے کا وہ اجر ہے کہ کسی اور عبادت کا ان دنول اتنا اجرنہیں ہے۔ اور قربانی کا گوشت خدائی دعوت کا کھانا ہے اسی لئے ان چاروں ۱۳،۱۲،۱۱،۱۰ ذی الحجہ کا روزہ ایسے ہی حرام ہے جیسے عید الفطر کا روزہ حرام ہے۔

اندازہ سیجئے کہ بیہ جانور کتناعظیم الثان ہے جھی تو ایک ہونے والے معزز نبی کی جان کا فدیداور تا قیامت اس کے مشابہ جانوروں کا فدید قراریایا۔

قربانی کاانکارموجبِعذاب ہے

مئلہ: 12 قربانی بیٹے کی بطور امتحان حضرت ابراہیم پرفرض ہوئی تھی تو انہوں نے اتنابڑا کام اورا ہے، ہی ان کے صاحبز اوے نے خوشی خوشی قبول کر لیا تو اللہ تعالی نے ان کی جان بخشد کی اور ہمیشہ کیلئے فدیہ ہی مقرر کر دیا ہے۔ اگر ہم سب خوشی خوشی فدیہ منظور نہ کریں گے تو خدشہ ہے کہ سخت گرفت نہ ہوجائے۔ اس لئے کسی تم کاعذر نہ بنایا جائے ورنہ فدید کا انکار عذاب کو دعوت وینا ہے۔

قربانی کس پرواجب ہے

مئلہ: 13 قربانی ہر ہر مرد عورت پر امراض و تکالیف کا فدیہ ہو کروا جب ہوئی تھی گرفضل و کرم ہے کہ ہر شخص پر نہیں ، تا بالغ پر نہیں ، ہر بالغ مرد وعورت پر ہے جو نصاب زکو ۃ کا مالک ہوا ہواس کا مالک ہے چاہوں کی عصر تک کسی وقت اتنے کا مالک ہوا ہواس پر قربانی واجب ہے اور غرباء کی بیر عایت ہے یعنی ان سے بغیر فدید کے ان چیز وں کور وکدیا جوفد ہیں۔

صاحب ژوت پروجوب

مسكله: 14 عظيم كى برطرح سے عظمت كا تقاضه بيہ كه بربالغ برپيبه والے كو

بھی مینظیم دولت حاصل کرنی واجب ہو۔

قربانی کے لئے خرید کردہ جانورایام قربانی کے بعد خیرات کرنا

مئلہ: 15 مقررہ فدیہ کی تبدیلی جائز نہیں ہوسکتی۔نہ بغیر ذک نہ خیرات کرنے سے خواہ جانور کی کل قیمت ہو۔ یہ وقت کے اندر تو جائز نہیں ہاں جانور کسی وجہ ہے لیا ہوارہ گیا تو اسے خواہ جانور کسی وجہ ہے لیا ہوارہ گیا تو اسے خیرات کرنا واجب ہے کہ فدیہ دوسرے کام نہ آئے۔کامل طریقہ سے نہ ہوسکا تو ایسے بی سہی۔

بجائے قربانی بچہ کوذئ کرناحرام ہے

مسئلہ: 16 فدیداصل بچہ کی جگہ کرم وانعام ہے اس کوچھوڑ کراصل بچہ کوذیج کرنا حرام اوراس انعام کور دکرنا انتہائی جرم ہے۔انعام والے کی تو بین ہوتی ہے اس لئے یہ مستحق سزا ہوگا۔

رضاعت (دوده کارشته)

حضرت مفتی صاحب قدس مرہ نے قرآن پاک کی ایک مختصرآیت "وامھ تکم اللاتی ارضع منکم" ہے بہت ہے مسائل کا استنباط کیا ہے۔

اس آیت سے بید مسئلہ ثابت کیا گیا ہے کہ جوعورت کسی غیر کے بچے کو دودھ پلاد ہے گی وہ اس بچے کی ماں ہوجا نیگی اور وہ بچداس کے لئے بمنز ل اولا دہوگا اور اسکی اولا د بلاد ہے گی وہ اس بچے کی ماں ہوجا نیگی اور وہ بچداس کے لئے بمنز ل اولا دہوگا اور اسکی اولا د اس کے لئے بمنز ل بھائی بہن اور وہ سب رشتہ جوان کے درمیان قائم ہیں اسکے بھی شار ہوں گے۔اور جن سے اس کی اولا دکا نکاح نہیں ہوسکتا اس کا بھی نہیں ہوسکے گا۔

نیز اس حرمت کے عقلی دلائل بھی ذکر کیے ہیں۔ زیرِنظر نکات کے مطالعہ سے قبل اصل مسکلہ بچھ لینا جاہے۔

شرقی مسئلہ میہ ہے کہ اگر کوئی عورت کسی غیر کے بچے کو دویا ڈھائی سال (عند الاحناف) کی عمر کے اندراندر دودھ پلاد ہے تو اس بچے ہے اس کا رضاعت کا رشتہ قائم ہوجائے گا۔ زیادہ سے زیادہ دوسال کی عمر تک دودھ پلانا حلال ہے اسکے بعد حرام لیکن احناف کے نزد کیک اگر ڈھائی سال کی عمر تک بھی پلا دیا تو حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی۔ میہ بچہ اس عورت کا رضائی بیٹایا بیٹی بن جائے گا۔ اور وہ سب احکام نکاح ہے متعلق ثابت ہول گے جواس کی اولاد کے بارے میں ہیں۔

البتہ وراثت میں حصہ دارنہیں ہوگا۔ دودھ پینے میں بیبھی شرط ہے کہ ڈھائی سال کے اندراندر پئے اگراس عمر کے بعد ہے گابید شتہ قائم نہ ہوگا۔

احناف کے نزدیک چاہے تھوڑا دودھ ہے بازیادہ ہرطرح حرمت قائم ہوجاتی ہے۔ پہتان سے بیے یا چچے وغیرہ میں نکال کرحتی کہا گرکسی چیز مثلا دوامیں ملا کر پلائمیں تو اگردودھ کی مقدارزائد ہے تو بھی حرمت ثابت ہوگی۔

ry.blogspot.com

اگر دوالگ الگ عورتوں کے بچوں نے کسی ایک تیسری عورت کا دودھ بیا ہے، چاہے اکتھے چاہے الگ الگ تب بھی ان دونوں بچوں میں اس عورت مرضعہ کی رضاعی اولا دہونے کی وجہ سے حرمت قائم ہوجائے گی اور بیآ پس میں رضاعی بہن بھائی کہلا ئیس گے۔اوران کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا۔

ایک مسئلہ یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ بیر حمت رضاعت صرف عورت کا دودھ پینے اوراس میں شریک ہونے سے ہوتی ہے کسی بکری، گائے ، بھینس وغیرہ کا دودھ اگر دو بچے پی لیس تو بیر حمت قائم نہیں ہوتی۔

مفتی صاحبؒ نے اس مضمون میں اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ نسبی
رشتوں ماں، باپ، بھائی، بہن، بھائے بھتجوں سے جو نکاح حرام ہے تو اس کی وجہ علاقہ
جزئیت ہے کہ ایک دوسرے کا جزو ہوتے ہوئے نکاح حرام ہے۔ یہی علاقہ جزئیت دودھ
پینے سے بھی ثابت ہوتا ہے اس لئے وہاں بھی نکاح حرام ہے۔

زیرنظرمضمون چونکہ مفتی صاحب قدی سرہ نے عمرے آخری ایام میں تحریر فرمایا تھا جس میں ہاتھ میں رعشہ ہونے کی وجہ سے حروف چھوٹ گئے اور کہیں عبارت بہت مفلق ہوگئی تھی تو احقر نے بین القوسین یا حاشیہ میں اس کی وضاحت کردی ہے۔نب کی طرح رضاعت سے حرمت ثابت ہونے کی (۲۰)عقلی حکمتیں حضرت نے لکھی تھیں جوالبلاغ میں چھپی تھیں افادہ عام کیلئے احقر نے ان کو بھی اس میں شامل کردیا ہے۔

نقط خليل احمرتهانوي

رضاعت (دودهکارشته)

محرم عورتوں کے بیان میں ہواسطة تکم اللاتی ارضعنکم (اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کودودھ پلایاہے)

دودھ بلانے والی ماں ہے

مسکلہ: دودھ پلانے والی کو ام(ماں) ہے تعبیر فرمانا بتا تا ہے کہ جس جس عورت نے دودھ پلایا ہے،ایک، دو تین یا چار، بیربعورتیں اس کی مائیں بن گئیں اور بیہ سبمحرم ہوگئیں۔

مرضعه کے رشتہ دار ول سے رشتہ داریوں کا قیام

مئلة: ام (ماں) فرمانا بتاتا ہے کہ بیماں ہے اس کا خاوند باپ اس کی ماں نانی اوراس کی بہن خالہ ہے۔

مئلة " اس كى عينى بهن (۱)، علاقى بهن (۲)، اخيافى بهن (۳) سب خالائيں ہوگئيں اوراس كےسب بھائى عينى ،علاقى ،اخيافى ماموں ہوكرسب محرم ہو گئے (س)_

مسئلیم: اور اس (مال) کی سب اولا دیں بھائی بہن اور ان کی اولا دیں بھانجے بھانجیاں بھتیج بھتیجیاں بن گئیں (۵)۔

مئلہ ۵: اور مینی علاقی اخیافی ہر شم کے بہن بھائی کی اولا دبھی بھتیج بھتیجیاں

(۱) جن دونوں بہن بھائیوں کے ماں باپ ایک ہوں یعنی سگے بہن بھائی (۲) جن دونوں بھائی بہنوں کا باپ ایک ہو، ماں الگ الگ (۳) جن دونوں بھائی بہنوں کا باپ ایک ہو، ماں الگ الگ (۳) رضا می ماں کے بیسب ہتم کے بہن بھائی جو اور پاپ الگ الگ (۳) رضا می ماں کے بیسب ہتم کے بہن بھائی جو اور پر ذکر کیے گئے ہیں اس دودھ پینے والے بچے کے سگے خالہ ماموں کی طرح محرم ہو گئے اور ان سے نکاح حرام ہوگیا کے جو گئے اور اس رضا می ماں کی جتنی بھی اولا دیں ہیں خواہ جیتے ہوگے اور ان سب اس دودھ پینے والے بچے کے بھائی بہن ہو گئے اور ان کی اولا دیں اس بچے کے بھائج بجیتے ہوگے اور ان سب سے نکاح حرام ہوگیا۔

بھانج بھانجیاں ہو گئیں۔

م ضعهٔ کے دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ رشتہ حرمت کی حد

مسئلہ ۲: رضائی ماں کا خاوند سگاباپ، اور اس دودھ سے پہلے والا یا بعد والا دوسراسو تیلا باپ(۱)، اور سگے باپ کی دوسری بیوی(۲) کی اولا دسو تیلے بہن بھائی اور ان کی اولا دیں سو تیلے بھتیج جتیجیاں، بھانجے بھانجیاں ہیں۔

مسئلہ 2: رضاعی باپ کے مینی علاقی اخیافی بھائی، چپا تایا ہوں گے، یہ تو محرم ہیں گران کی اولا دنامحرم ہوگی۔(۳)

مسئلہ ۸: رضاعی باپ کی دوسری بیوی اوراس کی اولا دسو تیلے رضاعی ماں اور بہن بھائی ہیں۔

جورشة نسب مين حرام رضاعت مين بهي حرام

مسئله و: نسبی رشته دارول کی طرح بیبال بھی محرم و نامحرم ہول گے۔

(۱) جس وقت اس بچے نے دودھ پیا ہے اس وقت جس شخص کے تکاح میں پیٹورت ہے دہ اس بچے کا سگارضا گی

باپ ہوگا، اور اگر عورت نے اس شخص ہے پہلے کی شخص ہے نکاح کیا تھا جو مرگیا یا طلاق دے دی تھی وہ بھی اس

بچ/ بچی کا سو تیلا رضا گی باپ شار ہوگا۔ اور اس ہے نکاح حرام ہوگا۔ ای طرح اگر اس خدکورہ شو ہر جس کے نکاح

میں ہوتے ہوئے اس نے دودھ پلایا ہے اس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد کوئی نکاح کیا تو وہ بھی اس رضا گی

بچ کا سو تیلا باپ ہوگا اور اس سے نکاح حرام ہے (۲) جس عورت کا اس بچ نے دودھ پیا ہے اگر اس کے شو ہر کی

کوئی اور بیوی یا بیویاں جیں تو ان کی سب کی اولا دبھی اس بچ کے سو تیلے بھائی بہن بن جا کیں گے۔ اور ان کے

بچ بھا نجے بھی جوں گے جن سے نکاح حرام ہوگا۔

(٣) جس مورت كادود هه بيا ہے اس كاموجود شو ہرجس سے بيدود هاتر اہم اس بچے كاسكار ضاعى باپ ہے اور اس باپ كے جو بھى بهن بھائى ہيں جا ہے حقیقى ہول يا جا ہا پشر يك مال شريك سب اس بچے كے چچا تا يا بھو بيال ہوجا كيں گى اور ان سے نكاح حرام ہے۔اور اكى اولا دين نامحرم ہول گی۔ حضور النسب (دودھ ہے وہ میں الرضاع ما یحرم میں النسب (دودھ ہے وہ سب کرم ہیں جونب ہے کرم ہیں) نسب ہے کرم ہیں اصل ونسل یعنی جن جن ہے ہیدا ہوا ،اور جودو مرے پیدا ہوئے (کہ سب میں علاقہ جزئیت کا ہے کہ سب ماں باپ بی کے اجزاء ہیں اس لئے آپس میں محرم ہیں) بلاواسطہ یا درمیان میں واسطہ ایک دو تین وغیرہ (۱)، یعنی ماں، باپ، دادا، دادی، تانا، تانی حضرت آدم اور حضرت حوا تک اور جواس سے پیدا ہوئے ہیں، بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور ان کی اولا دقیا مت تک وہ بھی اس کی محرم (۱) ہیں۔ مرد جورتوں کیلئے جورتیں مردوں کیلئے محرم ہیں۔اور اصل بلاواسطہ یعنی ماں باپ کی سل بلاواسطہ یعنی جوخودان سے پیدا ہوئے ہیں جیسے بھائی بہن عنی (سکے) ماں باپ شریک ہیں۔علاقی صرف ماں میں شریک۔

اور مال باپ کی اولادیں ایک واسطہ سے یا دو تین چار واسطول سے ہوں قیامت تک سب اس کے محرم ہیں۔اوراصل بواسطہ خواہ ایک واسطہ ہوجیسے نانا، نانی، دادا، دادی خواہ دو واسطے ہوں جیسے پردادا، پردادی، پرنانا، پرنانی، یا تین چار واسطے ہوں حضرت آدم وحضرت حوا تک۔ائی بلا واسطہ سل یعنی ان کے بینا بین تو محرم ہیں اورا یک دو تین چار یا زیادہ واسطوں سے ہیں تو محرم نہیں (۲) ہیں۔ یہی حال رضاعت میں ہے کہ اصل ونسل یا زیادہ واسطوں سے ہیں تو محرم نہیں (۲) ہیں۔ یہی حال رضاعت میں ہے کہ اصل ونسل

(۱) مطلب یہ ہے کہ ماں باپ کا تو یہ خود جز ہے اور دادادادی نانا نائی حضرت آ دم تک ایک دو تمین یاز اندواسطوں میں اجزاء بنتے ہیں اس لئے ان ہے بھی علاقہ جزئیت کا قائم ہو کر نکاح حرام ہے۔ اس لئے کہ بیسب اس بچے کی اصل ہیں۔ جن سے یہ پیدا ہوا ہے (۲) اور جو اس کی اولا دہیں یا اولا دہیں اولا دہیں چاہے جتنے واسطے درمیان میں ہوں وہ سب اس کا جزہیں اور بیان کے لئے بمز ل باپ ہاس لئے ان سب سے نکاح حرام ہے (۳) مطلب یہ ہوں وہ سب اس کا جزہیں اور بیان کے لئے بمز ل باپ ہاس لئے ان سب سے نکاح حرام ہے (۳) مطلب یہ ہوں وہ محرم نہوں کے اور جن کا کسی واسطے کے ذریعہ بنا ہو وہ محرم نہیں ہوگا۔ اس ہو وہ محرم نہیں ہوگا۔ اس کے کہ بردادا ہے تو مطلق جرائی کے بھائی کا بیٹا جو رشتہ ہیں اس کا دادا لگتا ہے محرم ہوگا۔ اس کے کہ بردادا ہے تو علاقہ جزئیت کا نہیں ہے۔

ury.blogspot.com

سب محرم ہیں اصل بلاواسطہ کی نسل تا قیامت اس کی محرم اور اصل بواسطہ خواہ ایک واسطہ ہویا چند۔ان کی نسل بلاواسطہ محرم ہالواسطہ یا ہالوسا نظامحرم (انہیں ۔

رضاعی بہن بھائیوں کی اولا دمیں کون کون محرم ہے

مئلہ ۱۰: رضائی بھائی بہن جنہوں نے ایک ساتھ دودھ پیا ہے اس کی کل اولا ددودھ پیا ہے اس کی کل اولا ددودھ پینے والے کی محرم (۲) ہیں انظیمینی یعنی رضائی ماں باپ دونوں کی اولا دمحرم (۲) اور علاقی صرف باپ کی شریک کہ مرضعہ کے خاوندگی دوسری بیوی کی اولا دبھی محرم (۲) ہے اور اخیافی کہ مرضعہ کی دوسرے خاوندگی اولا دبھی محرم (۵) ہے۔ والحسوات کے مسن اور اخیافی کہ مرضعہ کی دوسرے خاوندگی اولا دبھی محرم (۵) ہے۔ والحسوات کے مسن الرضاعة میں داخل ہیں جس نے دودھ بیا تھا اس کیلئے نہ اس کے بہن بھائی کیلئے (۲)۔

(۱) پیسحسوم میں الوضاع مایعوم میں النسب والی فہ کور مدیث کی وجہ سے پیسبادگام حرمت کے اس نچ میں بھی تابت ہوں گے جورضا تی بیٹا بٹی ہو(۲) مطلب ہے ہے جن دو بچوں نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے ان میں سے ہرایک کی کل اولا و دومر سے کے لئے محرم ہے (۳) ان دودھ پینے والے بچوں کے رضا تی ماں باپ کی کل اولا دیگی سوتلی ہر تم کی ان کی محرم ہوگی (۳) جس عورت کا دودھ بیا ہے اس کے شوہر کی وہ اولا دجواس کی کی دومر کی ہوئی سے ہوائی دودھ پینے والے بچ کی محرم ہے (۵) ای طرح جس عورت کا اس بچے نے دودھ پیا ہوا مرکیا ہوا ور اس سے کوئی اولا دی تھی تو وہ محمی اس دودھ پینے والے بچ کے محرم ہوں گے۔ ای طرح اگر اس شوہر ہوا مرکیا ہوا ور اس سے کوئی اولا دی تو وہ محمی اس دودھ پینے والے بچ کے محرم ہوں گے۔ ای طرح اگر اس شوہر کی بعد کہ جس سے بیدودھ اتر اہے۔ اس نے کوئی اور شادی کی اور اس سے کوئی اولا دہوئی تو وہ بھی اس بچ کے کارم ہوں گے (۲) بیسب فہ کورور شیخ اس بچ کے لئے تابت ہوں گے جس نے کسی عورت کا دودھ ہیا ہے گیاں اگر اس دودھ پینے والے بچ کے دومرے بہن ہمائی ہیں جنہوں نے اس دودھ پانے والی کا دودھ نیس بیا تو ان کیلئے ہورشتے حرمت کے تابت نہیں چنانچ اس بچ کے سکے نہی ہمائی کی شادی اس کی مرضعہ بھی سے ہو سکتی ہے کیلئے ہورشتے حرمت کے تابت نہیں چنانچ اس بچ کے سکے نہی ہمائی کی شادی اس کی مرضعہ بھی سے ہو سکتی ہو گئے۔ نگر اس کی اپنیس ہو سکتی۔ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ ہے ایک مرتبہ حضرت مولانا محمر موگی صاحب
روحانی البازی استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ نے سوال کیا کہ دودھ پینے ہے حرمت رضاعت
کے ثبوت کے عقلی دلائل آگر بتلاد کے جا کیں تو عنایت ہوگی حضرت نے اس کے جواب میں
ہیں (۲۰) عقلی دلائل عربی میں لکھ کردئے تھے بچرخود ہی ان کا ترجمہ کرکے رشتہ کرضاعت
کی حقیقت کے عنوان سے ماہنا مہ البلاغ کو بھیج دیا تھا جو جمادی اللولی کو ساچھ میں طبع
ہوا تھا۔ افادہ عام کے لئے بیش خدمت ہے
مطیل احمد تھا نوی

رشته رُضاعت کی حقیقت بسم الله الرحمن الرحیم

حامدأومصلياً ومسلماً -----

ایک صاحب نے سوال کیا ہے کہ صدیث شریف "بے حدم من الرضاع ما بے حرم من السنسب "(رضاعت یعنی دودھ کے دشتہ سے وہ سب محرم ہوتے ہیں جو نب سے ہوتے ہیں) بخاری وسلم کی اس صدیث میں یقیناً بہت حکمتیں ہیں امیدہے کہ ان کوظا ہر کیا جائے گا۔

جواباعرض ہے کہ شریعت کی حقیقی مصلحتوں تک کسی کی نظر پہنچے نہیں سکتی جواس وقت حکمتیں ذہن میں موجود ہیں پیش ہیں گراصل حکمتوں کے مقابلے میں سب ہی نا قابل التفات ہوں گی ہاں ایک معمولی عقل کی رسائی یہاں تک دیکھ کر شاید بیا ندازہ لگاناسہل

าry.blogspot.com

ہوجائے گا کہان سے لاکھوں درجہ بلند و بالاحکمتیں ہونگی جوخدا ورسول اور ان کے مخلصین بندوں کومعلوم ہونگی ۔ہم لوگوں کو اس پر ایمان رکھنا چاہئے آخر حکیم مطلق کا کوئی تھم حکمت سے خالی کیسے ہوسکتا ہے؟

ا۔ نسب کے دشتہ سے جو محرم ہونا ثابت ہوتا ہے علائے دین نے اس کی حکمت ایک
کا دوسر سے کے لئے جز ہونا قرار دیا ہے کیونکہ نطفہ تمام اعضاء کا جو ہراور ہر ہر جز کا ایک
ظلاصہ ہے تو جو بچہ اس سے بنے گا اس میں اس کل کے بُو ہونے کی شان لازم ہے (۱)
دوسری بات یہ کہ اس کے لئے جو قرارگاہ ہے (۱) وہ پشت اور رحم ہے قرارگاہ سے فوائد (۱)
طاصل کرنے کی بناء پر بیان کے بھی جز ہونے کی صورت اختیار کرتا ہے بعنی ان قرارگا ہوں
عاصل کرنے کی بناء پر بیان کے بھی جز ہونے کی صورت اختیار کرتا ہے بعنی ان قرارگا ہوں
میں سب اولاد کا مشترک ہونا جز ہونے کا علاقہ قائم کر دیتا ہے تو جیسے ہر بچہ کا وجود دود دھ سے
میں سب اولاد کا مشترک ہونا جز ہونے کا علاقہ قائم کر دیتا ہے تو جیسے ہر بچہ کا وجود دود دھ سے
رخم سے حاصل ہونے سے ایک دوسر سے کا محرم بن جا تا ہے ایسے ہی ہر بچہ کا وجود دود دھ سے
جو کورت کا بُح ہے حاصل ہونے سے جز ہونے کا علاقہ قائم ہو کر ایک دوسر سے کا محرم بنیا
ضروری ہے (۲)

۲- رحم میں بچہ کانشو ونما ایک غذا ہے ہوتا ہے جو تورت کاخون ہوتا ہے ای ہے تندرست تورتوں میں سے ایا محمل میں کسی کوخون نہیں آتا جو جو بچے اس غذا ہے نشو ونما پاتے ہیں گوختف سالوں میں پیدا ہوں وہ سب ایک دوسرے کے محرم ہوتے ہیں ۔ پھر قرب ولا دت کے وقت بہی خون تورت کے دودھ کی صورت اختیار کرلیتا ہے تو جب اس قرب ولا دت کے وقت بہی خون تورت کے دودھ کی صورت اختیار کرلیتا ہے تو جب اس ایک ہی غذا سے نشو ونما ہو جائے تو جسے چین اور قبل تبدیلی کے بیر حمت ابدی کا سبب ہے

⁽۱) یعنی جس کاید نطفہ ہے یہ بچار کا جز ۲) نطفہ کے رہنے کی جگہ (۳) پیشت درتم میں رہے ہوئے چونکہ اس کے اجزاء میں زیادتی ہوتی ہے اس لئے گویا اس کا بھی جز ہوتا ہے (۳) دودھ چونکہ عورت کا جز ہے جس سے بچہ کے اجزاء ہے تو وہ جز ہوا مورت کا اور دوسر ابھی جز ہوا اس لئے ایک دوسرے کے محرم ہوئے۔

اب ای اصلیٰ غذا کے تبدیل ہیئات کے بعد کے نشو ونما سے بھی حرمت ابدی لیعنی ہمیشہ کے لئے محرم ہونا لازم ہوگا خواہ تفاوت (۱) سالوں کا بھی ہوجائے اور دس بیس سال آ گے پیچھے ہوجا ئیں۔

۳۔ نظفہ کی اصل قرار گاہ مرد میں پشت ہے اور عورت میں پسلیاں جیسے کہ خود خداتعالیٰ کاارشاد ہے " رنظفہ پشتوں اور خداتعالیٰ کاارشاد ہے" ریخرج من بین الصلب والنرائب " (نظفہ پشتوں اور پسلیوں کے درمیان سے نکاتا ہے) جیسے مردوں کی پشت میں شرکت ہونا محرم ہونے کا سبب ہے ایسے ہی عورتوں کی پسلیوں میں شرکت بھی محرم ہوجانے کا ذریعہ ہے اور دودھ کی قرارگاہ مجمع عورت کی پسلیاں ہی ہیں قرارگاہ کی شرکت (۲) ہی محرم ہونے کا ذریعہ بی تو دودھ بھی محرم ہونے کا دریعہ بی تو دودھ بھی محرم ہونے کا سبب ہے۔

۳۔ دودھ کے پیدا ہونے میں مردی صحبت کو بھی دخل ہے کیونکہ عورت میں بے صحبت عادة دودھ نہیں ہوتا اس لئے مردکو بھی دودھ میں دخل ہوا مرد کے جز ہونے میں شرکت اور محرم بننے میں شرکت بلکہ تینو قسموں (۳) کے محرم ہونے کی صورت ہوئی اعیانی (ماں باپ شریک) علاقی (صرف باپ شریک) اورا خیانی (صرف بال شریک) بھائی بہن بھی ہونے شریک) علاقی (صرف بال شریک) بھائی بہن بھی ہونے گئے یعنی عمر نے زید کی بیوی ہندہ کا دودھ پیا تو دونوں کی مشتر کہ اولا داخیافی (۳) رضائی بھائی بہن اولا دولاد کا دودھ بیا تو دونوں کی مشتر کہ اولا داخیافی (۳) رضائی بھائی بہن بھائی بہن بھائی بہن بھائی بہن بھائی بہن بھائی ہوگئے۔

۵۔ پھر چونکہ محرم ہونا دودھ سے غالب نشو ونمایا نے سے ہوتا ہے اس لئے ایسی مدت

(۱) کنی سال کا ایک دوسرے کی پیدائش میں یا دودھ پینے میں فرق ہی کیوں نہ ہویہ ایک دوسرے کے محرم ہو نگے (۲)اس قرارگاہ یعن پسلوں میں دونوں کامشتر ک اجزاء سے ہونامحرم ہونے کا سبب ہے (۳)اولاد کی تمام قسموں میں حرمت ثابت ہوگی جیسے آ محے ذکر کرتے ہیں۔ (۳) ماں باپ شریک بھائی بہن (۵) باپ شریک (۲) ماں شریک میں دودھ کا پینا اثر انداز ہوسکتا ہے جب اکثری نشو ونما دودھ سے ہوتا ہو وہ عمر دوسال کی ہوتی ہے لہذا دوسال سے بڑی عمر والے پرمحرم بنانے کا اثر نہیں ہوگا کیونکہ اکثری نشو ونما اس دودھ سے نہیں ہے اور کم کم شل معدوم کے ہوتا ہے۔

2۔ جب کہ بچہ کانشو و نماطلق میں دودھ بجنچنے ہے ہونے پرمحرم ہونے کا مدار ہے تو بیہ اس سے عام ہونا ضروری ہے پلایا جائے یا ویسے ہی حلق میں ڈال دیا جائے یا ناک کے ذریعہ بہنچایا جائے یا کسی سیال چیز میں زیادہ یا برابر کا ملاکر پلادیا جائے نہ کہ کم کہ کہل مثل معدوم (۱) کے ہے اس سے بچھ نہ ہوگا۔

۸۔ ماں ماں اور باپ باپ اس کے تو ہوتے ہیں کہ بچہ کانشو ونماان کے اجزا ہے ہوتا ہے تو جب نشو ونما دوسالہ عمر تک دودھ ہے ہوتا ہے اور دودھ دونوں کا جز ہے تو دودھ پلا نے والی اس کی ماں اور پھراس کا باپ اسکا نا نا آسکی ماں نانی بہن خالہ اس کا بھائی ماموں اور دادھیال نانہیال اور اس کی سب اولا داس کے بھائی بہن اور ان کی اولا دیں بھائی بہن کی اولا دہو جا گیگی اور اسکا شوہر بچہ کا باپ پھراس کا باپ دادااس کی ماں دادی بھائی بہن بچپا کی داویاں نانیاں اس کی دادیاں سے تھے ہیں تو جضور ہوجاتے ہیں اور دونوں کے اقارب اس کے دوسب اقارب ہو گئے جیسے نسب سے تھے ہیں تو جضور ہوجاتے ہیں اور دونوں کے اقارب اس کے مرم ہوجاتے ہیں جو ضاحت سے دہ سب

9۔ اگراکٹری نشوونما کا وقت نہ ہویاوے کہ مثلاً بچہ کی عمر دوسال سے زیادہ ہوتو

⁽۱)اگر عورت کا دودھ کم ہوبس میں ملائمی وہ زائد ہوتو حرمت ثابت نہیں ہوگی کہ کم مقدار نہ ہونے کے برابر ہے۔

نشو ونما کم مثل معدوم (۱) کے ہوکر محرم ہونے کا اثر انداز نہ ہوگا گواس وقت پلانا گناہ ہوگا یا دود ھے ہی اس تک نہ پنچے تو محرم ہونا ثابت نہ ہوگا جینے لڑکی کے لئے اس کے رضائی بھائی نسبی بھائی وغیرہ (۲)۔

۱۰ جب که اعتبار وقت نشو ونما میں نشو ونما کے سبب ہونے کا ہے اگر نشو ونما کا سبب نہ
ہوتو محرم ہونا ثابت نہ ہوگا مثلاً بذریعہ حقنہ (۶) (عمل) دودھ چڑھا دیا جائے تو اس سے کچھ
نہ ہوگا۔

اا۔ نشو ونما بچوں میں دودھ ہے ہوتا ہے لہذا اگر کسی بڑھیانے جس کے دودھ میں صرف پسینہ یا یانی نکلتا ہووہ بلا دیا تو محرم ہونا ثابت نہ ہوگا۔

۱۲ چونکہ نشو دنما ہو سکنے پر مدار ہے اس لئے اگرا سے پہنچایا گیا کہ معدہ میں نہیں جاتا تو محرم ہونا ثابت نہ ہوگا۔ کان میں ٹرکانے ہے کچھ نہ ہوگا گواستعال درست نہیں۔

سا۔ آنکھوں میں ڈالنے ہے بھی محرم ہونا ٹابت نہ ہوگا گواس استعال ہے گناہ ہوگا۔ (۶)

سما۔ انجکشن کرنے ہے رگوں میں جاتا ہے معدہ میں نہیں اور وہ نشو ونما کا سبب نہیں ہے۔ سبب نہیں ہے۔ سبب نہیں ہے۔ سب کے اس سبب نہیں ہے۔ سب کے اس سے بھی محرم ہونا ثابت نہ ہوگا۔

۱۵۔ ماکش کرنے سےخواہ سر پر ہو یا جسم پر یا زخموں پرسبب نشو ونما میں اس کا اثر نہیں ہوگا۔

(۱) کیونکہ دوسال کے بعد بچہ کی نشونما میں دخل دودھ کی نسبت دوسری غذاؤں کو زیادہ ہوتا ہے تو اگر اس کے بعد دودھ ہے گا تو بھی اس سے زیادہ نشونما میں دخل دودھ ہے گا تو بھی اس سے زیادہ نشونما نمیں ہوگی جس کا اعتبار نہ ہونے کی وجہ ہے حرمت ٹابت نہ ہوگی (۲) مثلا زید نے رشیدہ کی ماں کا دودھ بیا ہے تو وہ اس کا رضا تی بھائی ہا دراس کا رشیدہ سے نکاح حرام ہے لیکن زید کا نسبی بھائی تمرجس نے رشیدہ کی ماں کا دودھ نہ بیا ہواس سے رشیدہ کا نکاح جائز ہے (۳) ویجانہ کے رستہ بذر بعد انہا دودھ پہنچایا جائے (۳) ہوجانہ کے رستہ بذر بعد انہا دودھ پہنچایا جائے (۳) اس لئے کہ بیآ دی کا جز ہا دراست نہیں۔

۱۱۔ مسامات کے ذریعہ جنیجے پر بھی اثر انداز نہ ہوگا وہ نشو ونما کا ذریعے نہیں بنآ۔ ۱۱۔ چونکہ نشو ونما اور رشتہ عورت کے دودھ سے ہوتا ہے اس لئے مرد وعورت اور کنواری بالغ عورت کا دودھ بھی محرم بنادے گالیکن اگر کسی مرد کے دودھ ہوجائے یا جانور کا دودھ ہوتو کچھ نہ ہوگا۔

۱۸۔ حرمت ابدی یعنی محرم ہوجا نا بڑا سخت معاملہ ہے اس لئے چیٹم دید دو(۲) عادل مردیا ایک مرداور دو عادل عورتوں ہے کم کی گوائی ہے ثبوت نہ ہوگا فقط پلانے والی کا اعتبار نہیں ہے۔

رضاعت یعنی دودھ کارشتہ محرم ہونے میں تو معتبر ہے مگر میراث ملنے میں اس کا کوئی دخل نہیں گومیراث اجزاء یعنی اولا دے لئے تھی اس کارازیہ ہے کہ نطفے تمام افرادِ بدن کا خلاصہ و جوہر ہیں جیسے ہر جے کہ اس سے رنگا رنگ شاخیں نے بچول پھل پیدا ہوتے ہیں اورخون جورم میں غذا بنتا ہے وہ بھی ایسا ہی ایک جوہر ہے جس سے گوشت یوست مڈیاں پٹھےسب اعضاءسب رطوبات بنتی ہیں یہ دونوں اصلی وحقیقی جز ہیں جن میں تبدیلی نہیں آتی ہے دوشم کا جز ہونائسبی اولا دمیں تو ہے اس لئے وہ وارث بن جاتی ہے اور دود ہے بھی اگر چہ جزے کہ خون کی تبدیلی ہے حاصل ہوا ہولیکن دودھ بن جانے میں اس کی حقیقت بالکل بدل گئی ہےخون اپنی اصل حقیقت پر باقی نہیں رہا بلکہ تبدیل ماہیت ہوگئی کہ پاک اورمشروب بن گیا جب کہ پہلے نا پاک نا قابل شرب تھا اس لئے اس تبدیلی کے بعداس کے جز ہونے میں ملکا پن آگیا ہے جز غیراصلی ہوگیااس لئے میراث کے لئے معتبر نہیں ہوتا مگر عصمت وعفت کا معاملہ نہایت نازک ہے بڑی احتیاط کی ضرورت ہےاس لئے وہاں اثر انداز ہوا۔ ۲۰۔ اور چونکہ دودھ کے جز ہونے میں خفت پیداہوگئی تبدیل حقیقت ہوگئی اور وہ
 جزءِ حقیقی ہونے کی قوت جونطفہ رحم خون کی تھی نہیں رہی اس لئے رضاعت ونسب کے
 حقوق میں بھی تفاوت لازمی ہے نسبی ماں باپ بھائی بہن اقرباء کے حقوق رضاعی اقرباء سے بڑھ کر ہیں۔ واللہ اعلم ۔

ary.blogspot.com

Todah Jilah Mah. Lam.

toobaa-elibra



ماقبل سورة سي نقابل

ال سورة مباركہ میں اختصار کے باوجود کی لطائف و نکات ہیں۔ سب ہے جیب کتہ یہ ہے جس کوہم ذکر کرتے ہیں کہ یہ سورة کوثر ماقبل والی سورة کے مقابلہ میں ہے کیونکہ اللہ پاک نے سورة متقدمہ میں منافق کے چاراوصاف ذکر فرمائے ہیں۔ وصف اول بخل ہے جس کو (یدع الیتیہ و لا یہ حض علی طعام المسمکین) میں ذکر فرمایا ہے دوسراوصف ترک صلوق ہے جس کو (الدیس سہ عن صلوتھ ساھون) میں ذکر فرمایا ہے اور تیسراوصف مراءت فی الصلوق یعنی نماز ریا کاری کے لئے پڑھنی ہے جس کو (الدیس ھے یہاء ون) میں ذکر فرمایا ہے اور تیسراوصف مراءت فی الصلوق یعنی نماز ریا کاری کے لئے پڑھنی ہے جس کو (الدیس ھے یہاء ون) میں ذکر فرمایا ہے اور چوتھا وصف منا انزکوق تندینا کو قاندوینا کو رویہ منعون الماعون) میں ذکر فرمایا ہے۔

تواللہ پاک نے اس سورۃ کوٹر میں ان صفات اربعہ نہ کورہ(۱) کے مقابل چار صفات جمیدہ(۱) فر کر فر مائی ہیں اور بخل کے مقابلہ میں فر مایا ہے(اندا اعطید نک الکوفر)
ہم نے آپکوفیر کیٹر عطاء کی ہے آپ بھی کٹر ت سے عطا فر ما ٹیں اور بخل مت کریں۔ اور ترک صلوۃ کے مقابلہ میں (فیصل) فر مایا کہ آپ نماز پر مداومت فر ما ٹیں۔ اور ریا کاری کے مقابلہ میں (لے دبک) فر مایا کہ آپ اپ رب کی رضاء کے لئے نماز اداء فر ما ئیں نہ کہ لوگوں کو دکھاوے کے لئے۔ اور منع من الزکوۃ (۱) کے مقابلہ میں (واندھر) فر مایا اور مرادیہ ہے کہ آپ قربانی کر کے قربانی کے گوشت کو صدقہ فر ما ٹیں اور پھر سورۃ کو (ان شان بات ک لئے ۔ اور منافق اور آپکا دشمن ان افعال قبید (۱) نہ کورہ کا ارتکاب کریگا جوگۂ شتہ سورۃ میں ذکر کئے تیں وہ مر جائے گا اور دنیا میں اس کا کوئی نام ونشان تک باقی نہ جوگۂ شتہ سورۃ میں ذکر کئے گئے ہیں وہ مر جائے گا اور دنیا میں اس کا کوئی نام ونشان تک باقی نہ

⁽۱) ذَكَرِ لَكُ فِي جِارِصفات كِ مقابل (۲) المجھی صفات (۳) زکوة رو کئے کے مقابل (۳) ان ذکر کئے گئے ٹر ہے۔ افعال کواختیار کریگا (۵) عمدہ ذکر (۲) نافتم ہونے والانتواب اور مفید مرتبے باتی رہنگئے۔

رہیگا۔ آپکے لئے دنیا میں ذکر جمیل (۱) اور آخرت میں ثواب جزیل ومراتب علیاء (۲) باتی رہیں گے (ورفعنالك ذكرك)آھ۔تفسیر کبیرص ۱۳۲۰ اختصال فالسرکی الجہ میں اختصار کے چیش نظرہم نے صرف ایک ہی نکتہ ذکر کیا ہے مزید تفصیل تفسیر کبیر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

ب**سم الله الردم**اد الرديم تفييراعجازكوثر

تفسير سورة الكوثر

سورة الكوثر ميں اللہ جل شاندار شاد فرماتے ہيں "انا اعسطينك الكوثر"
ہم نے آپكونہ كوثر عطاء فرمائى ہا اور عطاء كے معنی دینے كے ہيں جبكہ عطاء كے متراد ف
(یعنی ہم معنی الفاظ) تقریباً ۲۲ ہيں ان میں ہے کسی كوبھی ذكر شيں فرمايا۔ اس كے متعلق
ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے کہ لفظ" عطاء" میں کیا خصوصی معنی ہيں اور دیگر الفاظ میں وہ معنی
خصوصی نہیں پائے جاتے۔"اعطاء" كے معنی خصوصی کو سجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے
خصوصی نہیں پائے جاتے۔"اعطاء" کودوسرے ہم معنی الفاظ پرتر جے وہ ہے کہ وہ ہم ہے۔
ہم" کوثر" کے معنی سمجھ لیں تا کہ" اعطاء" کودوسرے ہم معنی الفاظ پرتر جے وہ ہے کہ وہ ہم ہے۔
من آسانی ہوجائے اور ہے بات باسانی سمجھ میں آجائے کہ اس مقام کے
مناسب" اعسالے اور ہے بات باسانی سمجھ میں آجائے کہ اس مقام کے
مناسب" اعساطاء" ہی ہے دوسراکوئی بھی لفظ اس مقام کے مناسب نہیں ہے لہٰذا
ہم" اعطاء" اور اس کے ہم معنی الفاظ کی بحث کوشروع کرنے سے پہلے" الکوثر" کی
خصیق عرض کرتے ہیں۔

⁽۱) عمد ہ ذکر (۲) نشتم ہونے والالو اب اور مفید مرتبے باتی رمینگے۔

تحقيق معنى" اَلْكُونَرَ"

علامہ فخرالدین رازیؓ نے تغییر کبیرص ۱۲۴ ج ۳۲ میں فرمایا ہے'' کہ کوژ'' کے معنی کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ پہلے معنی لغوی کو درج کیا جاتا ہے پھر معنی اصطلاحی کوذکر کرتے ہیں۔

معنی لغوی: ''کوژ''''فوعل'' کے وزن پر ہے اور کثر ۃ سے مشتق(۱) ہے کثیر کے معنی میں۔ اور'' کوژ'' وکثیر ایک ہی ہیں۔ کذا(۲) فی لسان العرب ص۱۳۳ج۔۵

القول الاول: یکی ساف وظاف می متفیض (۳) ہاور یکی مخی شہور ہیں کہ "کوش"

کے معنی جنت میں ایک نہر کے ہیں " عن انس عن النبی پیلیم قال (رأیت نہرا فی السجنة حافتاه قباب اللؤ لؤ المجوف فضربت بیدی الی حجری الماء فاذا انا بمسك اذفر فقلت ماذا؟ قبل الکوثر الذی اعطاك الله) اوراس نہرکانام کوثر ال وجہ سے رکھا گیا ہے کہ اس نہر نے جنت کی نہروں کی خیراور پائی کو نیادہ کردیا پھراس وجہ سے کہ جنت کی تمام نہریں اس سے پھوٹی ہیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جنت کے ہرباغ میں نہرکوثر سے ایک نہر جاری ہے، یا پھراس وجہ سے کہ اس نہر میں منافع کیشرہ (۳) کی وجہ سے کہ اس نہر میں منافع کیشرہ (۳) کی وجہ سے جیسا کہ ایک روایت سے پیغ والے بمثر سے ہوئی ، یا پھراس نہر میں منافع کیشرہ (۳) کی وجہ سے جیسا کہ ایک روایت ہو ایت ہو ایک منہ وعد نیه رہی فیہ خیر کشیر)

القول الثانی: یه حوض ہےاوراس کے بارے میں متعددا خبار مشہور ہیں۔اور دونوں اقوال میں جمع کی صورت میہ ہے کہ ممکن ہے کہ تمام نہریں اس حوض ہے بہتی ہوں تو یہ حوض منبع (۵) کے مثل ہوگا۔

⁽۱) نکلا ہے(۲) جیسا کہ کتاب لسان العرب میں ہے(۳) یہی معنیٰ پچھلے بزرگوں سے منقول ہیں (۴) بہت سے فاکدے ہونے کی دجہ ہے(۵) سرچشمہ۔

القول الثالث: ''کوژ'' سے مراد نجی اللہ کی اولاد ہے۔ علماء کرام نے فرمایا ہے کیونکہ یہ سورۃ ان لوگوں کی تردید میں اتری ہے جنہوں نے نجی اللہ میں عیب لگایا تھا کہ ان کی اولاد نہیں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ پاک آپکوالی نسل عطاء فرما کمیں گے جو قیامت تک باقی رہیگی ۔ تو دیکھ لیس کہ کتنے اہل بیت کرام شھید کردئے گئے پھر بھی عالم (۱) آپکی اولاد سے بھراہوا ہے۔

القول الرابع: "كوش" مرادامت محديد كے علماء كرام بيں - خداكى قتم يدعلاء المت خيركثير بيں كونكدامت محديد كے علماء كرام انبياء بنى اسرائيل كے شل بيں رسول الله عليہ كے ذكر مبارك كو پندكرتے بيں اور دين كة ثاركواور آ كجى شريعت كے اعلام (٢) كو پسئد كرتے بيں اور دين كة ثاركواور آ كجى شريعت كے اعلام (٢) كو پسئد كر يہ محديد كے علماء كى انبياء بنى اسرائيل سے تشبيد كى وجہ بيہ كد تمام انبياء كرام معرفت اللہ كے اصول بيں متفق ہوتے بيں اور شرائع بيں مختلف بيں مختلف بيں مختلف بيں مختلف ميں محتلف بيں مختلف كي وجہ سے ۔ اى طرح نبي الله كے امت كے تمام علماء كرام اصول شريعت ميں اور فروع شريعت بيں مختلف ميں مختلف ميں مختلف ميں مختلف تيں مربوبانى كى وجہ سے (٣)۔

القهول البخامسس: "كوژ" سے مراد نبوت ہے اور بدیلاشک وشید خیر کثیر ہے اس کی مزیر تفصیل تغییر کبیرص ۱۲۵ج۔۳۲ پر ملاحظ فرما کیں۔

اليقول السمادس: "كوژ" ہے مرادقر آن عكيم ہاورقر آن حكيم كے فضائل لا تعدولا تحصٰی ہیں (۴)ص۲۶۱ج۔۳۲

القول السابع: "كوژ" ہے مراداسلام ہے۔ اور خداكی شم اسلام تو خير كثير ہى ہے كيونكسہ اسلام ہى كى وجہ ہے دنيا وآخرت كى خير حاصل ہوتى ہے اور اسلام كے نہ ہونے ہے دنيا (۱) پورى دنيا (۲) نشانياں (۳) ائتدار بدايام اعظم ابوضيفة آيام بالكّ، ايام شافق اور ايام احمد بن عنبل كا اختلاف اى شم كا ہے (٣) قرآن ياك كے فضائل اعاط اور شار ہے دائد ہيں۔

وآخرت کی تمام خیر فوت ہوجاتی ہے۔

القول الثامن: "' كوژ'' ہے مراد نجی اللہ کے اتباع كرنے والوں كا كثير ہونا ہے اور اس میں كوئی شک وشبہ نہیں كہ حضور علیہ کے تبعین كا اللہ كے سواكوئی بھی احصاء (۱) نہیں كرسكتا ہے ۱۲۷ج۔ ۳۲

القول التناسع: "' كوژ" ئے مرادوہ تمام فضائل ہیں جو نبی الله میں موجود تھے كيونكه بالا تفاق آپ الله تمام انبياء میں سب ہے فضل ہیں مفضل بن سلمہ كہتے ہیں كہ جب كوئى بہت ہى تنى وكثير الخير ہوتو كہا جاتا ہے"رجل كوژ" ہے ١٢٤ج ٣٢

القول العاشر: " كوثر" بمراد ني التي كارفعت (٢) ذكر بــ

القول الحادى عشر: "كوش بمرادهم بعلاء كرام ن ذكرفر ماياك "كوش" ما القول الحادى عشر: "كوش بمالله جماء كرام ن ذكرفر ماياك "كوش" معلم مرادلينا بجند وجوه اولى (٣) بعلم فيركير بمالله جل شانه فرمات بيل (وعدم سالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيماً) اورطلب علم كاحكم فرمايا به ارشاد ب (وقدل رب زدنسي عدماً) اورحكمت كانام فيركير ركها كياب ارشادر بانى به (وسن يو ت الحكمة فقد اوتى خيراً كثيراً) مزيد وجوه امام رازى في تغير كيرير مين ذكرفر مائى بين و فليراجع اليه رم س كان سيركير مين ذكرفر مائى بين و فليراجع اليه رم س كان سيركير مين ذكرفر مائى بين و فليراجع اليه رم س كان سيركير مين ذكرفر مائى بين و فليراجع اليه رم س كان سيركير مين ذكرفر مائى بين و فليراجع اليه رم س كان سيركير مين ذكرفر مائى بين و فليراجع اليه رم سي كان سيركير مين ذكرفر مائى بين و فليراجع اليه ومن كان مين كان في سيركير مين دكوفر مائى بين و فليراجع اليه ومن كان من كان فليرا و من فليراجع اليه ومن كان فليرا و من فليرا و

القول الثانبي عشر: كوثر سے مراد حسن طلق با خلاق حسنه كا تفع عام باور عالم وجابل وعاقل اور چوپائے وغیرہ سب ہى اس سے منتفع (٥) ہوتے ہیں۔ انتفاع بالعلم (٢) صرف عقلاء كے ساتھ خاص ہے لہذا '' كوثر'' سے حسن خلق ہى مراد لينا مناسب ہا اور نجي الفتہ ہمى اخلاق حسنہ كے ساتھ متصف تھے اجنبى لوگوں كے لئے والد كی طرح تھے ان اور نجي الفتہ ہمى اخلاق حسنہ كے ساتھ متصف تھے اجنبى لوگوں كے لئے والد كی طرح تھے ان

⁽۱)اس کا کوئی احاطینیں کرسکتا(۲) آپکے ذکر کی بلندی ہے(۳) چند وجو ہات کی وجہ سے افضل ہے(۴) پس اس میں دکیجہ لی جائیں (۵) فائدہ اُٹھاتے ہیں (۲) علم سے فائدہ اُٹھا تا

کی پریشانیوں کو طل فرماتے اور نجی الفظی است کی انتہائی کے جب دشمنوں نے آلکا وندان مبارک (() صحید کیاتو آپ نے فرمایا (اللّٰهُ مَّ اهدِ قَدومِسی فَاِ نَهُمُ لَا یَعْلَمُون)۔

القول الثالث عشر: "كوثر" ئى مرادمقام محود ب جوكه مقام شفاعت ب دنياكے بارے میں فرمایا (وساكان الله ليعذبهم وانت فيهم) اور آخرت كے بارے میں فرمایا (شفاعتی لا هل الكبائر من استی) -

القول الرابع عدشر: "كوش سے مراديبورة "كوش" بى ہے كيونكه يدسورة القول الرابع عدشر: "كوش سے مراديبورة وافی ہے۔اور يدسورت چند اين اختصار كے باوجود دنيا وآخرت كے تمام منافع كوكافی وافی ہے۔اور يدسورت چند معجزات پرمشمل ہے جن كوعلامدرازی نے تغيير كيرس ١٢٨ جـس پرتفصيل ہے ذكر كيا ہے۔

القول البخامس عشر: "كوش" سے مراداللہ جل شانہ كى وہ تمام نعتيں ہيں جو حضور علطیۃ پراللہ پاک نے نازل فرمائی ہيں اور بہی حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کونکہ لفظ" كوش" كثرة وكثيرة كوشائل ہے لہذا مناسب نہيں ہے كہ آیت كوبعض نعتوں پر محمول كياجا ئے اور باقی پرنہ كياجائے لہذا ضرورى ہے كہ تمام نعتوں پر محمول كياجائے -ايك محمول كياجائے البذا ضرورى ہے كہ تمام نعتوں پر محمول كياجائے -ايك روايت ميں ہے كہ حضرت سعيد بن جير " نے جب بيقول حضرت عبداللہ بن عباس سي تقول حضرت عبداللہ بن عباس سي تقول حضرت ميں ايك نهر ہے تو حضرت سعيد " نے فرمايا كہ اوگوں كا گمان ہے كہ "كوش" جنواللہ نے آ پکوعطاء فرمائى ہے - اور بعض علماء نے فرمايا كہ اللہ پاک تحقول (انسا اعطین الكو ثر) كا ظاہر مقتضى (٢) بعض علماء نے فرمايا كہ اللہ پاک تحقول (انسا اعطین الكو ثر) كا ظاہر مقتضى (٢) بيہ بيکہ اللہ پاک نے آ پکويہ " كوش" عطاء فرمائى ہے - لہذا بيضرورى ہے كہ اللہ پاک تحقول آيت كوا ہے

⁽۱) دانت(۲) پیالفاظ اس بات کا نقاضا کرتے ہیں۔

معنی پرمحمول کریں جومعنی ان تمام نعمتوں کوشامل ہوں جواللہ پاک نے آ بکوعطاء فرمائی ہیں لیعنی نبوۃ ،قر آن حکیم ،والذکر اکلیم ، والنصرۃ علی الاعداء (دشمنوں کے خلاف مدد) اور حوض اور وہ تمام مذجات وثو ابات جن کا اللہ پاک نے وعدہ فرمایا اور آ کیے لئے تیار کیس وہ سب اس میں داخل ہیں کیونکہ جو بھی درجہ ثواب و نعمت وغیرہ کا اللہ کے وعدہ کے تھم سے ثابت ہوجائے وہ واقع اور موجود کی طرح اور اس کے تھم میں ہے۔ تغییر کبیرص ۱۲۸ج سے 17 سے جو جائے وہ واقع اور موجود کی طرح اور اس کے تھم میں ہے۔ تغییر کبیرص ۱۲۸ج سے ۲۲ سے اس میں موجود کی طرح اور اس کے تھم میں ہے۔ تغییر کبیرص ۱۲۸ج سے ۲۲ سے اس میں موجود کی طرح اور اس کے تھم میں ہے۔ تغییر کبیرص ۱۲۸ج ۲۲۰ سے 10 سے 11 سے 11

اور''کورُ'' میں بہت زیادہ کثرت کے معنی ہیں اور زیادتی فی الکثر ق کے معنی واؤ کی زیادتی سے مستفاد ہیں کیونکہ''کورُ'' کثرت سے مشتق ہے اور واؤ کی زیادتی الفاظ میں معنی کی زیادتی پر دال ہے۔ قنوی علی ہامش البیصاوی ص ۱۹۸ج۔ ک

القول السمادس عنشر: يهميكه "كور" عمراد" لا الدالا الله محدرسول الله" بـــ مراد" لا الدالا الله محدرسول الله "بـــ قرطبى ص ٢١٨ ج٢

القول السمابع عشر: ''کو ثر'' سے مراد صلوت خمس(۱) ہیں ۔قرطبی ص۲۱۸ج۔۲۰

القول الثامن عمشر: يهميكه" كوثر" بمرادالفقه في الدين (٢) بحقر طبى ص ٢١٨ج _٢٠

القول التاسع عشر: یہ کہ کوڑے مرادایثار ہے قرطبی ص ۱۲ج۔۲ القول العشرون: یہ ہے کہ''کوڑ''ے مرادتیسے قرآن وتخفیف شرائع(۱۰) سے قرطبی ص ۲۱۷ج۔۲۰

ان تمام اقوال ندکورہ میں ہے راجح واولی وانسب پندھرواں (۲) قول ہے کیونکہ اس قول میں (۱) پانچ نمازیں (۲) دین کی مجھ (۳) قرآن کا آسان ہونااورشری احکام کا ہلکا ہونا۔ (۴) سب ہے بہتر مناسب اور پسندیدہ

تمام نعتوں کامجموعہ مراد ہے اور مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس فے اس کو پسند فر مایا ہے

لفظ''اعطاء''اوراس کے ہم معنی الفاظ (متراد فات) کی لغوی تحقیق

ابہم اعطاء اور اس کے متراد فات کے بیان کوشروع کرتے ہیں اور بیہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مقام کے مناسب یعنی بلیغ ومقتناء حال کے مطابق صرف اعطاء ہی ہے دوسرا کوئی صیغہ مناسب نہیں ہے۔ اس وجہ سے اس کو اختیار فرمایا ہے۔ اول الفاظ متراد فہ کو نمبر وار درج کیا جاتا ہے پھر تفصیلاً ذکر کیا جائے گا۔

(۱)وصلته	(۲)جبرته	(۳)حبوته
(۴)خولته	(۵)رفدته	(۲)رشیته
(4)سوغته	(۸)سنحته	(٩)نحلته
(۱۰)نفلته	(۱۱)اجدیته	(۱۲)اوليته
(۱۳)اصفیته	(۱۳)اسعفته	(۱۵)انلته
(۱۲)ازللته	(۱۷)اتحفته	(۱۸) اسدیت الیه
(۱۹)اجريت عليه	(۲۰)واسيته	(۲۱)اعطیته
(۲۲)اتيته		

اب تک بیالفاظ معلوم ہوسکے ہیں(۱) پس ابلفظ اعطاء کا دیگر الفاظ ہے موازنہ کرتے ہیں تاکہ بیمعلوم ہوجائے کہ بلیغ ومقتضاء حال کے مناسب یہی ہے کوئی دوسرالفظ

⁽۱) مطلب بیر کداعطاء کے معنیٰ میں جولفظ عربی میں مستعمل ہیں ان میں سے بیہ ۲۲ معلوم ہو سے ہیں ممکن ہے ان کے علاوہ بھی عربی لغت میں پھوالفاظ اسکے ہم معنی اور پائے جاتے ہوں لیکن مفتی صاحب نے زید و عااش کی جنتو نہیں کی کدان کود کمچکر باقی کا حال بھی معلوم ہوجائے گا ۱۲ اخ

نہیں ہے نمبروار ملاحظہ فرمایئے۔

(۱)وصلته

المحقق و احسان کرنے اور تعلق کے معنی جوڑنے وجمع کرنے واحسان کرنے اور تعلق رکھنے و دینے و نیکی کرنے وغیرہ کے آتے ہیں۔ اور ثلاثی مزید فیہ میں ایصال کے معنی پہنچانے کے آتے ہیں اوران معانی فدکورہ میں ہے کسی میں تملیک کے معنی نہیں پائے جاتے طالانکہ اس مقام کے مناسب شخصیص وتملیک کے معنی ہیں (ہم نے آپ کو'' کوژ'' عطاکیا یعنی ہم نے آپ کو'' کوژ'' کامالک بنادیا) ملانے اور جمع کرنے وجوڑنے وغیرہ کے معانی کو شملیک (۱)لازم نہیں ہے۔

(۲)جبرته

ای فعل کے ثلاثی مجرد ہے معنی حقیقی ٹوئی ہوئی ہڈی کے درست کرنے کے آتے بیں۔اور ثلاثی مزید فیہ میں جب اس کاصلة الفقیر ہوتو اس کے معنی مجازی غنی بنانے کیلئے آتے ہیں۔ کذافی لسان العرب

مناسبت: تو اسکے معنی کمی بیشی دور کرنے و اصلاح کے ہوئے یعنی درست کرنے و غیرہ کے اور مالک بنانے کے معنی نہیں ہاوراعطا و میں عطا ونی اشیاء کا ہوتا ہے تملیک کے ساتھ تو معلوم ہوا کہ درست کرنے وغیرہ کو تملیک لازم نہیں ہے۔

(٣) حبوته:

اس فعل كے ثلاثى مجرد مے معنى آدى كود ينے كے آتے ہيں۔ اور حبو تسه المحبوة سے بنا ہاور حبوق كے معنى ہيں دونوں گھنے كھڑ كر كے ہاتھ باندھ كر بيش ايعنى

گوٹ مارکر بیٹھنااور حباہ بہ کے معنی ہیں ہاتھ کو اسکی وجہ سے کھول کردینااور بیمعنی شان الہی کے خلاف ہے۔

(٣) خولتة:

اس فعل کے ثلاثی مجرد میں مواثی(۱) کی نگہبانی کرنا اور اپنے اہل کے امور کا انتظام وانصرام کے معنی آتے ہیں اور باب تفعیل سے مالک بنانے اور بخشنے کے معنی آتے ہیں۔

(۵) رفدته:

اس فعل کے ثلاثی مجرد میں دینے اور عطیہ بخشنے کے معنی آتے ہیں اور باب افعال سے بھی یہی معنی آتے ہیں۔

(Y)رشيته:

اس فعل کے ثلاثی مجرد میں''رشوت دینے'' کے معنی آتے ہیں اور یہ فعل الرشوۃ کے مادہ سے بنا ہے۔

(4)سوغته:

اس فعل کے ثلاثی مجرد میں" خوشگوار کرنے کے معنی آتے ہیں اور ثلاثی مزید فیہ باب تفعیل میں "له کذا کے ساتھ دینے اور کسی کیلئے خاص کرنے" کے معنی آتے ہیں۔

(٨)منحته:

اس نعل کے ثلاثی مجرد میں'' دینے عطاء کرنے اور اوٹمٹی یا دودھ والے جانور کو فائدہ اٹھانے کیلئے دینے وغیرہ کے معنی آتے ہیں۔

(۱) جانوروں کی مگرانی

(٩)نحلته:

اس فعل کے ثلاثی مجرد میں الرجل دینے اور المراُ قام مہر دینے اور القول غلط بات منسوب کرنے وغیرہ کے معنی آتے ہیں۔

(١٠) نفلته:

اس فعل کے ثلاثی مجرد میں''کسی کو بغیرارادہ وثواب کے عطیہ دینا''اورزا کدعطیہ دینے اور مال غنیمت تقسیم کرنے وغیرہ کے معنی آتے ہیں۔

(١١) اجديته:

اس فعل کے ثلاثی مجرد میں''علیہ(۱)،عطیہ دیے'' کے معنی آتے ہیں اور باب افعال میں عطیہ یانے کے معنی آتے ہیں۔

(۱۲)اوليته:

اس فعل کے ثلاثی مجردمیں''الرجل وعلیہ''مددکرنے کے معنی آتے ہیں اور ثلاثی مزید نیہ باب افعال میں والی مقرر کرنے اوراحسان کرنے کے معنی آتے ہیں۔

(۱۳) اصفيته:

(۱۳)اسعفته:

ال فعل کے ثلاثی مجرد میں بحاجتہ کسی کی حاجت پوری کرنے کے معنی آتے ہیں اور باب افعال سے بھی اس کے یہی معنی آتے ہیں۔

(1) جَبُداس كاصليطي آئے۔

(۱۵)انلته:

اس فعل کے ثلاثی مجرد میں فلانا المعطیته دینے کے معنی آتے ہیں اور باب افعال میں بھی اس کے بہی معنی آتے ہیں۔

(۱۲) ازللته:

اس نعل کے ثلاثی مجرد میں گذرجانے کے معنی آتے ہیں اور باب افعال میں از ل البه نعمة اس نے اس کے ساتھ بہتری کا سلوک کیا اور نعمت دی کے معنی آتے ہیں۔

(۱۷)اتحفته:

ال فعل کے معنی ہدید دینے وتحفہ دینے کے آتے ہیں۔

(١٨) اسديت اليه:

اس فعل کے ثلاثی مجرد میں بیدہ نحواشی ،کسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھانا کے معنی آتے ہیں اور باب افعال سے الیہ احسان کرنے کے معنی آتے ہیں۔

(۱۹) اجريت عليه:

اس فعل کے ثلاثی مجرد میں جاری ہونے بہنے داقع ہونے وغیرہ کے معنی آتے ہیں اور باب افعال میں علیہ الرزق معین کرنے وجاری کرنے دغیرہ کے معنی آتے ہیں۔

(۲۰)واسيته:

ال فعل ك ثلاثى مجرد ميں رأسه "سرمونڈ نا"كم عنى آتے بيں اور باب مفاعلة سے مددد ينے كم عنى آتے بيں۔

(٢١) اعليته

اس فعل ك ثلاثى مجرومين "الشيئى اليه ولينا دينا يده بلندكرن "ك معنى آتے بين اور باب افعال مين الشيئى دينے كمعنى آتے بين -

(۲۲)اتيته:

اس فعل کے ثلاثی مجرد میں آنا حاضر ہونا وکرنا و نافذ کرنے وغیرہ کے معنی آتے ہیں اور باب افعال میں دینے کے معنی کیلئے آتا ہے۔

''اعطینا'' کہنے کی وجہ

تفیر کبیر میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ اس مقام کے مناسب اعطیٰ بی ہے۔ جبکہ اس معنی کواداء کرنے کیلئے اتنی بھی آتا ہے کیونکہ الاعطاء کا استعال شی قلیل وکثیر (۱) دونوں میں ہوتا ہے۔ جبیبا کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے (واعطیٰ قلیلا واکدیٰ)

اورايناء كااستعال صرف عظيم المرتبداشياء كيلية موتا ب جبيها كمالله تبارك و تعالى كاارشاد ب "وانساه الله السملك والحدكمة" يا "ولقد التَينَا داؤدَ منَّافَضُلا"

تو معلوم ہوا کہ محفظہ ایسے عظیم المرحبة ہیں کہ بیر حوض اگر چہ بنفسہ (۱)عظیم چیز ہے لیکن حضوط اللہ کیا اللہ پاک نے اس'' کوٹر'' میں جو درجات عالیہ و مراتب علیاءاور ثوابات شریفہ جمع فرمائے ہیں اس اعتبارے شکی قلیل (۲) ہے۔

دوسری وجدیہ ہے کہ ایتاء کا استعمال استحقاقاً (م) وتفظ الله دونوں طرح دینے کے معنی

(۱) تھوڑی اور زیادہ (۲) پیوش اگر چاپی ذات کے اعتبارے بہت بڑا ہے (۳) کیکن حضور ﷺ کے اعتبار سے ایک چھوٹی چیز ہے (۴) اس کامستحق ہونے کی وجہ سے یا احسانا۔ میں مستعمل ہے اور اعطاء صرف تفصل ہی دینے کے معنی میں مستعمل ہے اور سبب استحقاق بقد رالاستحقاق ہوتا ہے اور سیب بندہ کافعل ہے تو جواستحقاق بندہ کے فعل سے حاصل ہوتا ہے وہ بقد رالاستحقاق ہوتا ہے اور سیب بندہ کافعل ہے تو جواستحقاق بندہ کے فعل سے حاصل ہوتا ہے وہ بقناہی ہوتا ہے اور اللہ کے کرم کی کوئی انتہانہ بھرگی ہوتا ہے اور اللہ کے کرم کی کوئی انتہانہ ہوگی لہذا جو شیئے بھی تفصلا دی جائے گی وہ غیر متا ہی ہوگی۔

والله اعلم بالصواب تفسير كبيرص ١٢٣- ٣٢٠-

اوراللہ پاک نے (ان اعطینان) فرمایا ہور (اعطین الرسول اوالسنبی اوالسطیع اوالعالم) وغیرہ بیں فرمایا کیونکہ اگران اوصاف کے ساتھ ذکر کیا جاتا تو یہ معلوم ہوتا کہ یہ عطیداس وصف کیوجہ سے اعطاء کیا گیا ہے اور جب ان اوصاف میں ہے کسی کوبھی ذکر نہیں کیا اور مطلق (انیا اعطینان) فرمایا تو معلوم ہوگیا کہ یہ اعطاء بیل ہے کسی کوبھی ذکر نہیں کیا اور مطلق (انیا اعطینان) فرمایا تو معلوم ہوگیا کہ یہ اعطاء بینے کسی علمتہ ووصف کے ہے اور محض اللہ تبارک تعالی کی مشیت واختیار و پسند ہے۔ تفسیر کبیر ص ۱۲۳، جسم سے ساتھ کے کے اور محض اللہ تبارک تعالی کی مشیت واختیار و پسند ہے۔ تفسیر

علامدابن تیمینے فرماتے ہیں کہ میہ آیت دلالت کرتی ہے کہ میہ عطیہ کثیرہ الی ذات کی طرف ہے ہے جوغنی وسعت والا ہے۔ آیت کو'' اِنَّ '' کیماتھ شروع کیا جو تاکید وسحقی پر دلالت کرتا ہے۔ اور پھر فعل کو لفظ ماضی کے ساتھ ذکر کیا وہ بھی تحقیق پر دلالت کرتا ہے اور ''کوش'' کے موصوف کو حذف کر کے صرف صفت کو اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ اپنے عموم کو ادا کرنے میں ابلغ ہوجائے۔ کیونکہ اس میں عدم تعین پائی جاتی ہے وَ الْسِعِلَمُ عِنْ مُنْ کَا سُلُمُ عَنْ اللّٰهِ اللّٰهِ عَنْ اللّٰهِ عَنْ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ عَنْ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ عَنْ اللّٰهِ اللّٰهِ عَنْ اللّٰهِ اللّٰهِ عَنْ اللّٰهُ عَنْ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهُ عَلْمُ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ عَلْمُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ عَلْمُ اللّٰهُ عَلْمُ اللّٰهُ اللّٰه

مختلف قابل الاستعال صيغ

الله ياك نے اس سورة كے شروع ميں جوصيغه انسا اعطيناك فرمايا ہے اوراس

าry.blogspot.com

				_
بدون التاكيد	واحد نذكر غائب	بناءعلى المعروف معضمير المفعول	اعطاه الكوثر	1
=	واحد مذكر غائب	للغائب بناءِيلي الحجول بدون شمير المفعول	اعطى الكوثر	r
=	واحد يتكلم	بناء على المعروف بدول ضمير المفعول	اعطيت الكوثر	٣
=	واحد شكلم	بناءعلى المعروف مع ضمير المفعول المتصل للغائب	اعطية الكوثر	۴
=	واحد يحككم	بناءعلى المعروف مع ضمير المفعول المتصل للمخاطب	اعطيتك الكوثر	۵
=	واحد مذكر غائب	بناءعلى المعروف مع ضمير المفعول المنفصل للمخاطب	اعطىٰ اياه الكوثر	4
=	واحد مذكر غائب	بناءعلى المعروف مع ضمير المفعول لمنفصل للمخاطب	اعطى اياك الكوثر	4
=	واحدشكلم	بناءعلى المعروف مع ضمير المفعول المنفصل للغائب _	اعطيت اياه الكوثر	۸
F	واحدمتكلم	بناءعلى المعروف مع ضمير المفعول المنفصل للغائب	اعطیت ایاک الکوژ	q
-	واحد نذكر حاضر	بناءعلى المحجول بدون ضمير المفعول	اعطيت الكوثر	1•
:=:	جع ڪاهم	بناء على المعروف مع ضمير المفعول المتصل للخطاب	اعطيناك الكوثر	-11

=	جمع متكلم	بناءعلى المعروف معضمير المفعول	اعطيناه الكوثر	11
		المنفصل للغائب		
=	جمع متكلم	بناءعلى المعروف مع ضمير المفعول المنفصل للمخاطب	اعطينااياك الكوثر	ı۳
=	جمع متكلم	بناءعلى المعروف مع صمير المفعول المنفصل للغائب	اعطينااياه الكوثر	۱۳
مع الناكيد	واحد مذكر غائب	بناءعلى المعروف مع صمير المفعول المحصل للغائب	انداعطاه الكوثر	10
مع الناكيد	داحد مذكر غائب	بناءعلى المعروف مع ضمير المفعول المتصل للمخاطب	انداعطاك الكوثر	17
مع الناكيد	داحد مذکرغائب	بناء على المعروف مع حنمير المفعول المنفصل للغائب	انهاعطاايا والكوژ	14
مع التأكيد	واحد مذكر غائب	بناء على المعروف مع الضمير المفعول المنفصل للمخاطب	انداعطاایاکالکوژ	IA
مع النّاكيد	واحد مذكرغائب	بناعلى المجهول بدون شمير المفعول	انداعطى الكوثر	19
مع الناكيد	واحديذكرحاضر	بنا على المجهول بدون تنمير المفعول	انک اعطیت الکوژ	r.
مع الناكيد	واحد مذكر غائب	بناءعلى المعروف بدون ذكر صمير المفعول الاوّل	انه اعطى الكوثر	rı
مع الناكيد	واحد شكلم	بناءعلى المعروف بدون ذكر ضمير المفعول الاول	انی اعطیت الکوثر	rr

ury.blogspot.com

		27,170		
rr		بناء على المعروف مع ذكر صمير المفعول المتصل للمخاطب	واحد متكلم	مع المآكيد
ro	III CONTROLLEGEN TO THE CONTROL	بناء على المعروف مع ذكر ضمير المفعول المتصل للغائب	واحديثكلم	مع الناكيد
ro		بناء على المعروف مع ذكر ضمير المفعول المنفصل للغائب	واحديثككم	مع الماكيد
ry	انی اعطیت ایاک الکوژ	بناء معلى المعروف مع ذكر ضمير المفعول المنفصل للمخاطب	واحد يتكلم	مع الآكيد
1/2	ا نااعطینا ہ الکوثر	(1)		
۲۸	انااعطیناک الکوژ			
19	يعطيه الكوثر			
۳.	يعطيك الكوثر			
m	يعطى الكوثر			
rr	تعطى الكوثر			
rr	اعطيهالكوثر			
44	اعطيك الكوثر			
ra	نعطيه الكوثر			

(۱) مفتی صاحب قد سرہ نے ان سینوں کی تفصیل چونکہ ذکر نہیں کی اس لئے ای طرح شائع کئے جارہے ہیں۔ میں مفتی صاحب نے علالت کے زمانے میں لکھا تھا نظر ثانی کی نوبت نہیں آئی کتاب میں رکھ کر بھول گئے تھے اور اس کی گمشدگی پر اظہار افسوس فر مایا کرتے تھے۔ مقالات القرآن کی طباعت کے وقت کتابوں میں سے ل گیا تو اف وعام کی غرض سے اس کا حصد بنا کرشائع کیا جارہ ہے افطیل

141

7.315		LMI
		العطيك الكوثر
		ا انە يعطيە الكوژ
		ا انە يعطيك الكور ا
	- 11	ا انه معطی الکوژ
		۱ انهٔ تعطی الکوژ
		ا انگ تعظی الکوژ
		۱ انی أعطی الکوژ
		۳ انی أعطی الکوژ
		٣ انى اعطيه الكوثر
		٣ اني اعطيك الكوثر
		۾ اناً عطي الكوژ
		٣٠ انانعطيه الكوثر
		۴۷ انانعطیک الکوژ
		سم انه عطین الکوژ
		۵۰ اندلیعطینهٔ الکوژ
		۵ اندلیعطینگ الکوثر
		۵۲ انه پیعطین الکوژ
		۵۳ افی لاعطین الکوثر
		٣٥٧ اني لاعطيق الكوثر
		۵۵ انیلاعطیته الکوژ

ury.blogspot.com

10.0		- 19	
460	244	ш	ı
- TE - 1	- 1	u.	۲

	٥٦ اني لاعطينك الكوثر
	۵۷ انگ تعطین الکوژ
	۵۸ نعطی الکوژ
	۵۹ اتالنعطین الکوژ
	١٠ انالنعطينة الكوثر
	۱۱ ا نالنعطینگ الکوژ
	٦٢ انامعطِي الكوثر
	٦٣ هومعطى الكوثر
7.0	٦٢ انامعطى الكوثر
	۲۵ انت معطی الکوژ
	٣٠ عومعطى الكوثر

"نخ" کے معنیٰ

ا- روى عن على رضى الله عنه (فصل لربك وانحر) قال وضع اليمين على الشمال في الصلوة (اخرجه الدار قطني قرطبي ص٢٢٠ ج ٢٠)-وقال على كرم الله وجهه رفع اليدين قبل الصلوة عادة المستجير العائذ ووضعهما على النحر عادة الخاضع الخاشع- كبير ص١٣٩ ج٣٣

س. وعن ابى صالح عن ابن عباس قال استقبل القبلة بنحرك وقاله الفراء والكلبى وابو الاحوص ومنه قول الشاعر ابا حكم ما انت عم مجالد وسيد اهل الا بطح المتناحر

اى المتقابل قال الفراء سمعت بعض العرب يقول منازلنا نتناحر اى نتقابل نحر هذا ينحر هذا - قرطبي ص٢١٩ ج٢٠٠

مـ يقال استوف الركوع والسجود حتى يبدو نحرك تفسير ابن عباس ص٥٨٣-ج٢مجموعة التفاسير

۵۔ یقال فصل لربك صلاة یوم النحر وانحر البدن- تفسیر
 ابن عباس ص۵۸۴ ح ۲ ـ مجموعة التفاسیر-

۲- قال الواحدي واصل مذه الاقوال كلما من النحر الذي موا الصدر يقال لمذبح البعير النحر لان منحره في صدره حيث يبدو الحلقوم من اعلى الصدر فمعنى النحر في مذا الموضع مواصابة للنحر كما يقال راسه و بطنه اذا اصاب ذلك منه-

ان استعمال لفظة النحرعلى نحر البدن اشهر من استعماله في سائر الوجوه المذكورة فيجب حمل كلام الله عليه واذا ثبت سذا فنقول استدلت الحنفية على وجوب الاضحية بان الله تعالى امره بالنحر ولا بدان يكون قدفعله لان ترك الواجب عليه غير جائز واذا فعله النبي الله وجب علينا

مثله لقوله تعالى (واتبعوه) ولقوله (فاتبعوني يحببكم الله) واصحابنا الي اصحاب الشافعية قالوا الامر بالمتابعة مخصوص بقوله (ثلاث كتبت على ولم تكتب عليكم الضحي والاضخي والوتر) ودلت الآية على وجوب تقديم الصلوة على النحر لقوله عليمه السلام قمال الاكشرون حمله على نحر البدن اولى لـوجوه(احدها) هوان الله تعالٰي كلما ذكر الصلوة في كتابه ذكر الزكوة بعدها وان القوم كانو يصلون وينحرون للاوثان فقيل له فصل وانحر لربك وان سذه الاشياء أداب الصلوة وابعاضها فكانت داخلة تحت قوله (فصل لربك) فوجب ان يكون المراد من النحر غير ها اي صلوة يوم النحر لانه يبعدان يعطف بعض الشئي على جميعه وان قوله(فصل)اشارة الى التعظيم لامر الله وقبول، (وانحر) اشارة الى الشفقة على خلق الله و جملة العبودية لا تخرج عن هذين الاصلين- تفسير كبير ص٣٠ ا ٣٢-

"فَصَلّ" كَمَعْنَىٰ

قال الاسام الرازى في الكبير ص ١٣٠ ج ٣٢ اختلف من فسر قوله (فصل) بالصلوة على وجوه (احدها) الاول انه اراد بالصلوة جنس الصلوة لانهم كانوايصلون لغير الله تعالى و ينحرون بغير الله فاسره ان لا يصلى ولا ينحر الالله (القول الثاني) اراد صلوة العيد والاضحية لانهم كانوا يقدمون الاضحية على الصلوة فنزلت هذه الآية قال المحققون بذا قول ضعيف لان عطف الشئى على غيره بالواولا يوجب الترتيب (القول الثالث) عن سعيد بن جبير صلى الفجر بالمزدلفة وانحر بمنى والاقرب القول الاول لانه لا يجب اذا قرن ذكر النحر بالصلوة أن تحمل الصلوة على ما يقع يوم النحر-

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانُحَرُ

اس آیت مبارکہ کی ماقبل والی آیت کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ اللہ پاک فرماتے ہیں ہیں۔

فرماتے ہیں بینک ہم نے آ پکو خبر کثیر اور ایسے منا قب مت کا ٹر (۱) عطاء فرمائے ہیں کہ ان میں سے ہرایک پوری دنیا کی بادشاہت سے بھی عظیم ترین ہے تو اب آپ اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہوئے۔ اور عبادت دوقتم کی ہے تو عبادت بدنیہ کا تھکم رب کی عبادت بدنیہ کا تھکم (وانحر) میں فرمایا اور عبادت مالیہ کا تھکم (وانحر) میں فرمایا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ صلوق کے بجائے صوم کیوں نہ فرمایا جبکہ صوم بھی عبادت بدنیہ ہا اور ججا عبادت بدنیہ ومالیہ کا مجموعہ ہے؟ اس کا جواب بیہ ہے، اس جگہ شکر ان نعمت کا وہ طریقہ تعلیم فرمایا جو بی تعلیم فرمایا جو بہت ہا۔ جمع اس طرح ہے کہ نماز دیگر انواع عبادات کا مجموعہ ہے۔ قر آق شہاد تین کے کلے یہ زبان کا عمل (۱) ہے اور قیام ورکوع و جودعملی جوارح رب ہے۔ ان کا مجموعہ ہے۔ قر آق شہاد تین کے کلے یہ زبان کا عمل (۱) ہے اور قیام ورکوع و جودعملی جوارح (۲) ہے۔ اخلاص نیت دل کا عمل ہے۔ تفیر کیبر ص ۱۱۱ جس

⁽۱) بہت ہے بلندمر ہے(۲) بعنی نماز میں قرائت وغیرہ کرنا بیز بان کامل ہے(۳)رکوع کیدہ وغیرہ اعضاء کا عمل نیت دل کا تو اس طرح تینوں متم کی عبادات جمع ہوگئیں۔

فصل ربک،ای فاء میں چنداخمال ہیں [1] اول یہ ہے کہ فاءای پر تنبیہ کے لئے ہے کہ نعمت پرشکر کرناعلی الفور (۱) واجب ہے نہ کہ علی التر اخی (۲) - [2] دوسرا احتمال یہ سیکہ اس جگہ فاء کو تعقیب کے معنی میں لیس ۔ اور اشارہ کیا گیا ہے اس طرف جس کو اللہ پاک نے (وصا خلقت الجن والانس الا لیعبدون) میں بیان فرمایا اور اس میں نجی تیاف کو مزید مبالغہ کے ساتھ خاص کیا ہے اور آ پکو خطاب کرتے مرمایا اور اس میں نجی تیاف کو مزید مبالغہ کے ساتھ خاص کیا ہے اور آ پکو خطاب کرتے ہوگا ارشاد ہے (واعبد ربك حتیٰ یا تیك الیقین) تغیر کیر ص ۱۲۹ جس

اب سوال بیہوتا ہے کہ اللہ یاک نے اعطاء'' کوٹر'' کے بعد (فصل اریک) فرمایا ہے حالانکہ اعطاء نعمت کے بعدتو''فاشکر لربك " ہونا چا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ شکر کے معنی تعظیم کے ہیں اور شکر کے تین ارکان ہیں[1] یہ ہے کہ دل ہے شكر كاتعلق ہو يعني بيہ جانتا ہوكہ بينعت اى معطى كى طرف سے ہے كى اور كى عطاء نہيں ہے[2] زبان سے شکرادا کرناہے کہ عطی (دینے والے) کی تعریف کرے۔ [3] تیسرایہ ہے کہ دینے والی کی خدمت اوراس کے سامنے تواضع کیساتھ پیش آئے۔ اور نماز ان امور ثلثہ پرمشمل ہے اور اسکے علاوہ بھی کئی امور تعظیم یائے جاتے ہیں لہذاشکر کے بجائے نماز کاحکم دینا ہی زیادہ احسن واولی وبلیغ ہے۔اوراگر "فاشكر" كهددياجا تا تواس ميں بيوجم ہوسكتا تھا كہ ني اللے شكر كرنے والے نہيں ہیں لیکن سے بات سے نہیں ہے کیونکہ نی سیالیت تو اول امریعنی ابتدای ہے اللہ کی نعمتوں کاشکر کرنے والے اور اپنے رب اطاعت کرنے والے اور اپنے رب کی معرفت (۱)فورا(۲) تا فیر کے ساتھ

ر کھنے والے تھے اور نماز کی نجی الھیے نے بذریعہ و جی معرفت حاصل فرمائی ہے۔

تیسراہیا حمال ہے کہ فصل میں فادوامروں کی سببت کافائدہ دینے کیلئے ہے
اور سے بتانے کیلئے کہ آپ کو جوعبادت کا حکم دیا گیا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ آپ پر
کشرت انعامات الہید نے اللہ کی بندگی وعبودیت میں مشغولی کو واجب قرار دیا ہے اور
دوسرا سے بتانے کیلئے سے لوگ جو آپ کو ' ابنہ '' () کہتے ہیں آپ اسکی پرواہ مت سے بچئے ہم
نے آپ کو کشر خیریں مرحمت کی ہیں آپ تو اپنے رب کی اطاعت میں مشغول
ہوجا کیں۔

اوربیبات بھی جان لینی چاہئے کہ تعت کثیرہ مجبوبہ ہیں اور مجبوب کالازم بھی مجبوبہ ہوا کرتا ہے تو بیا قاء ال بات کو متقاضی (۲) ہے کہ نماز ان نعمتوں کے لواز مات میں سے ہولہذا ہیہ بات بھی ہوئی کہ نماز نجی ہی گئے گئے کی مجبوب اشیاء میں سے ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوق والسلام نے فرمایا ہے (جعلت قرة عینی فی الصلوة) میری آنکھوں کی شندک نماز میں ہے اور دوسری روایت میں ہے (ولقد صلی حتی تورمت قدماہ، فقیل لہ اولیس قد غفر لك ما تقدم میں ذنبك و مانا ہورہ فقیل لہ اولیس قد غفر لك ما تقدم میں ذنبك و مانا ہورہ نہوں کے قدم مبارک پرورم آجاتا تو جب آپ سے مرض کیا گیا کہ کیا اللہ فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک پرورم آجاتا تو جب آپ سے مرض کیا گیا کہ کیا اللہ فرماتے کہ آپ کے آپ کے آپ کے آپ کے آپ کے آپ کے ارشاد فرمایا کہ میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفیر کہیر ص ۱۳۱ ہے میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفیر کہیر ص ۱۳۱ ہے میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفیر کہیر ص ۱۳۱ ہے میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفیر کہیر ص ۱۳۱ ہے میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفیر کہیر ص ۱۳۱ ہے میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفیر کہیر ص ۱۳۱ ہے میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفیر کہیر ص ۱۳۱ ہے میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفیر کیر ص ۱۳۱ ہے میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفیر کیر ص ۱۳۱ ہے میں میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفیر کی سے میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفیر کیر سے اسے میں سے میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفیر کی سے میں سے میں سے میں سے میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ تفید کی سے میں سے

اس سے میبھی معلوم ہو گیا کہ نماز کے اندرشکر نعمت خود بخو دپایا جاتا ہے اور

⁽١)نسل يريده (٢)اسبات كاققاضا كرتى ب

شکر نعمت اداکرنے کا نماز ہی سب سے اعلی اور افضل طریقہ ہے۔ کیونکہ نجی الجائے نے شکر ان نعمت کیلئے ای طریقہ کو پہند فر مایا ہے جوسب سے اعلی وافضل ممکن ہوسکتا تھا۔ لِدَ بَلْكَ

لوبك بين لام نمازاوررب كوملانے كيك ہے جيك كه كالروح للبدن()
ميں جيسا كد سرے پاؤل تك جسم تب اچھا لگتا ہے جبكہ اس ميں روح بھی ہو۔ اور
جب مردار ہوجائے اور روح نكل جائے تو وہ كى قابل نہيں رہتا بلكہ اسكود با ديا جاتا
ہے۔ اى طرح نماز ہے كدركوع و تجود وطويل قيام صورت ميں اچھے ہيں ليكن اگر اس ميں السربك كالام نہ ہوتو پھر منہ پر ماردى جاتی ہے۔ اھ كيرص اسلاج سے جيسا كہ
ايك حديث ميں ہے اور لام السربك ميں اختصاص كيك ہے يعنی صرف اخلاص
كيسا تھا لللہ كے لئے نماز پڑھيں۔ قنوى ص 199 جے

ومن فوائد ها اللطيفة الالتفات في قوله (فصل لربك وانحر) الد الة على ان ربك مستحق لذلك وانت جدير بأن تعبده و تنحرله والله اعلم اه تفسير كبير لابن تيميه ص ٥٠ ج ٤ تو كويا كمالله بإك في گذشته سورة بين فرمايا تها كه وه لوگ رياكارى كيك نماز پڙھتے تھے۔ پس آپ دکھانے كيك نمازنه پڑھك بلكه صرف اخلاص كے ساتھ الله كى بندگى كريں۔

وَانْحَرُ

الله پاک نے اس مقام پروانسے رفر مایا ہے اور واذب وزك من التزكیة نہیں فر مایا بظاہر مناسب انسا اعسطیناك الكوثر فصل لنا وانحر تقالیكن فصل لنا ترک كركے فصل لربك فر مایا ہے اور به كہنے میں چند فوائد ہیں اولی بہے كہ مضمر سے مظہر كی طرف كلام كو پھیرناعظمت كوواجب كرتا ہے۔ قول به تَعَالَى وَ انْحَرُ

البهمون التي هي خيار اسوال العرب و تصدق على المحاويج خلافالمن يدعهم ويمنع منهم الماعون فالسورة كالمقابلة للسورة المتقدمة: حاشية شيخ زاده على البيضاوي صمحه

اوراس جگداذ نح بھی لا سکتے تھے مگراذ نکے بجائے انحرلفظ اس لئے استعمال کیا گیا ہے۔

إِنَّ شَانِئُكَ هُوَ الْاَبْتُرُ

الشانئي بمعنى المبغض فالمعنى ان من ابغضك اي من لا يحبك بل يعاديك مخالفتك له هوا لابتر لبغضه لك. الابتر اى الذي لا عقب له اذلايبقى منه نسل ولا حسن ذكر حاشيه شيخ زاده ص٣٠٠٠ج٣ وفي قوله تعالى (ان شانئك هو الابتر) انواع من التاكيد. (احدها)تصدير الجملة بان (ثانيها) الاتيان بضمير الفصل الدال على قوةالاسناد والاختصاص-

(الثالث) سجئي الخبر على افعل التفضيل دون اسم المفعول-

(الرابع) تعريفه باللام الدالة على حصول هذا الموصوف له بتمامه وانه احق به من غيره-

و نظیره ذا فی التاکید قوله تعالی (لا تخف انك انت الاعلی) اه تفسیر كبير لابن تيميه ۳۵۰۵۰

ابتر کے لفظ کوعرب اس شخص کے متعلق استعال کرتے ہیں جس کی اولا دمیں لڑکے اور لڑکیاں ہوں پھر لڑکے مرجا کیں اور لڑکیاں باقی رہ جا کیں۔ قرطبی ص۲۲۲ج۔

ابتر يستعمل في قطع الذنب ثم اجرى قطع العقب مجراه فقيل فلان ابتر اذا لم يكن له عقب يخلفه قوله تعالى (ان شانئك هو الابتر) اى المقلوع الذكر وذلك انهم زعموا ان محمدا الله ينقطع ذكره اذا انقطع عمره لفقدان نسله فنبهه تعالى ان الذي ينقطع ذكره هوا لذى يشنؤه اه-كذا في المفردات للراغب ص٣٦ج ا

شنائة اوراس كے متراد فات كى تحقيق

شنائشنته اي تقذرته بغضاله ومنه قوله تعالى(ان شانئك هوا لابتر) كذا في المفردات ص٢٦٧ج ا

شانك اى مبغضك وهوالعاص بن وائل- قرطبي ص٢٢٢ج٢

الشنأن هوالبغض والشانئ هوالمبغض كبير للرازي ص١٣٣ - ٣٢

العدو، سعناه عداعليه عدوا اى ظلمه وعدا بنو فلان على بنى فلان اى ظلموهم- العدا، بالفتح والمد، الظلم وتجاوز الحد، قوله تعالى (وقاتلوا فى سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا) كذا فى لسان العرب ص ٣١ج ١٥ قال ابوبكر قول العرب فلان عدو فلان معناه فلان يعدو على فلان بالمكروه ويظلمه لسان العرب ص٣٣ج١.

العدو التجاوز و منافاة الالتئام فتارة يعتبر بالقلب فيقال ك العداوة والمعاداة - العدوضربان، احدهما بقصد من المعادى نحو قول تعالى (وان كان من قوم عدولكم، جعلنا لكل نبى عدوا من المجرمين) والثاني لابقصده بل تعرض له حالة يتأذى بها كما يتأذى مما يكون من العدى نحو قوله تعالى (فانهم

عدولي الارب العالمين وقوله تعالى في الاولاد(عدوالكم فاحذروهم)، اه كذا في المفردات للراغب ص٣٢٦ج ا

المخاصم، سمى المخاصم خصما و استعمل للواحد والجمع و ثنى واصل المخاصمة ان يتعلق كل واحد بخصم الاخراى جانب كذا في المفردات للراغب ص ٢٩ اج ا المبارز معناه خرج اليه فقاتله فتبارزا-

دلائل اعجاز قرآن بصورت تحدى

(۱) شعبی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن الخطاب المیر مغیرہ بن شعبة کولکھا کہ آپ اپنے شہر کے مشہور شعرا آء کے اشعار لکھ کر بھیجیں تا کہ مجھے یہ معلوم ہو کہ مسلمان ہونے کے بعد ان کے کیا خیالات ہیں؟ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے لکھ دیا تو انہوں نے جو اباتح بر کیا کہ زمانہ جاہلیت کے جس قد رچا ہیں اشعار بھے سے لیس مگر مسلمان ہونے کی حالت میں اللہ جل شانہ بن قدر چا ہیں اشعار بھے سے لیس مگر مسلمان ہونے کی حالت میں اللہ جل شانہ نے مجھے قر آن کر یم نعم البدل عطافر مایا ہے اب شعر و شاعری کی طرف مطلق خیال نہ رہا اور فور اُسورۃ البقرہ ایک کاغذ پر لکھ کر بھیج دی۔ حضرت مغیرہ نے بیہ حضرت عمر گئے سو خدمت میں ارسال کر دیا پھر حضرت عمر شنے اغلب شاعر کے وظیفہ میں سے پانچ سو در ہم کم کر کے حضرت لبیر سے وظیفہ میں زیادہ کردیے۔ الاصابۃ للسیوطی در ہم کم کر کے حضرت لبیر سے وظیفہ میں زیادہ کردیے۔ الاصابۃ للسیوطی

فصاحت و بلاغت صرف قواعداورائکی دلیلوں پرمنطبق ہونے پر ہی موقوف

نہیں اصل جو ہرا درشئ ہے جوزبان یاتحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔

وہ ایک ادبی لسانی اور ذوقی کیفیت ہے جوخود ماہر کو ہی اس قدر حظ حاصل کراتی ہے کدازخو درفتہ بن جاتا ہے۔بغیراس ذوق کے نہوہ کیفیت حاصل ہوسکتی ہے نہ بیان کی جاسکتی ہے۔

دیکھئے زبان کا ماہر شاعر ذوق سلیم رکھنے والا تو عمد ہ نظم ونٹر پر بے خودی کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ گر بے ذوق یا غیر زبان والا اس میں کوئی مزہ نہیں پاسکتا بلکہ بے وقوف قرار دیتا ہے کہ اس میں ہے کیا چیز جس پر ناچ پڑے۔ حسن کلام، حسن روانی ،حسن زبان، حسن تلفظ، حسن معانی ،حسن استدلال اصل تو وہی معلوم کرسکتا ہے جوخودان امور کا شدید ذوق رکھتا ہو۔ دوسر ہے کوایک فیصد بھی اس کا حصہ نہیں مل سکتا۔ اگر اس کو معلوم کرنا چاہیں تو ایسے شاعر کے سامنے جو بہت ماہر ہو کوئی بہترین شعر پڑھئے ، پھر معمولی ساپڑھئے کھر دیکھئے اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ بس بہترین شعر پڑھئے ، پھر معمولی ساپڑھئے کھر دیکھئے اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ بس بہترین شعر پڑھئے ، پھر معمولی ساپڑھئے کھر دیکھئے اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ بس بہترین شعر پڑھئے ، پھر معمولی ساپڑھئے کھر دیکھئے اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ بس

ای ہے بے قرار ہوکر ماہر شاعر چلااٹھا" ماھذا قول البیشر" (یہآ دمی کاقول نہیں)

غیرزبان یاغیر ذوق والاتو کمالات میں ایک کا کم ایک کا زائد ہونامعلوم ہی نہیں کرسکتا ہے اہل ذوق ہی کا کام ہے۔

ہم تو سب فن والوں کو یکسال ہی سمجھتے ہیں مگرفن کا ماہر ہی ماہر کوشنا خت کرتا ہے اور جیسے دینوی امور میں ہے اخروی امور میں بھی ہے کہ ولی راولی می شناسد'' (ولی ہی ولی کو پہچانتا ہے) ıry.blogspot.com

اس وقت کے سب اہل ذوق (سلیم العقل فصحاء) نے قرآن کے چینج کے

بعد کہ یہ کاروباری چھوڑ دیا۔ کسی کااس کی مثل پیش نہ کرنا یہ دلیل ہے ان کے عاجز

ہونے کی۔ جیسے فرعون کے زمانہ میں اس نے حضرت موہی کے مقابلہ کیلئے ماہر

جادوگروں کو جع کیا اور مقابلہ میں پیش کیا جب سب برکاررہ گئے تو فوراً ایمان لے

آئے۔ اور ہے ساختہ پکارا تھے۔ آمنا ہوب ھارون و موسیٰ "ای طرح

زول قرآن کے بعد عرب کے بڑے بڑے ماہر میں اہل ذوق شعراء کاوہی حال ہوا جو

حضر لبید نے کیا کہ شعر ہی کہنا ترک کردیا۔ اور قرآن کی تلاوت کو حزز جان بنایا۔ قولہ

تعمالی وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا ہسورۃ من

مئلہ کی سورۃ البقرۃ ہے ا۔

- (۲) قوله تعالى ام يقولون افتراه قل فأتوابسورة مثله وادعوا
 من استطعتم من دون الله سورة يونس پ١١٠
- (۳) قوله تعالى ام يقولون افتراه قل فأتوا بعشر سور مثله
 مفتريات وادعوا من استطعتم من دون الله ـ سورة هود پ١٣٠ ـ
- (۳) قبل لئن اجتمعت الانس والجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لا ياتون بمثله ولوكان بعضهم لبعض ظميراً الآيت كريم مين الجازقرآن كي واضح دليل ب

ف من الناس من يقول اعجازه في النظم على حباله وفي المعانى وترتيبها على حباله و يستدل على ذلك بتحدية في هذه الاية العرب والعجم والجن والانسس و معلوم ان العجم لا

يتحدون من طريق النظم فوجب ان يكون التحدي لهم من جمة المعانى و ترتيبها على هذا النظام دون نظم الالفاظ ومنهم من يابي أن يكون أعجازه الامن جهة نظم الالفاظ والبلاغة في العبارة فانه يقول ان اعجاز القرآن من وجوه كثيرة-منها حسن النظم وجودة البلاغة في اللفظ و الاختصار و جمع المعاني الكثيرة في الالفاظ اليسيرة مع تعرية من ان يكون فيمه لفظ مسخوط او معنى مدخول ولا تناقض ولا اختلاف تضاد و جميعه في هذا الوجوه جار على منهاج واحد و كلام العباد لا يخلواذاطال من ان يكون فيه الالفاظ المساقطة والمعانى الفاسده والتناقض في المعاني و هذه المعاني التي ذكرناها من عيوب الكلام موجودة في كلام الناس من اهل سائر اللغات لا يختص باللغة العربية دون غيرها فجائز ان يكون التحدي واقعال لعجم بمثل هذه المعاني في الاتيان بها عارية مما يعيبهاو يهجنها من الوجوه التي ذكرنا هاومن جهة ان الفصاحة لا تختص بها لغة العرب دون سائر اللغات وان كانت لغة العرب افصحها وقد علمنا ان القرآن في اعلى طبقات البلاغة فجائز ان يكون التحدي للعجم واقعا بان ياتوا بكلام في اعملي طبقات البلاغة بلغتهم التي يتكلمون بها جصاص۔ص۲۸ج۳ (۵) (قبل فاتوا بكتاب من عند الله هو اهدى منهما اتبعه ان كنتم صادقين) اعلم ان التحدى بالقرآن جاء على وجوه احدها (قل فاتوا بكتاب من عند الله هواهدى منهما) و مافيهاقوله (قل لئن اجتمعت الانس والجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لا ياتون بمثله ولوكان بعضهم لبعض ظهيراً)وثالثها قوله (فاتوا بعشر سور مثله مفتريات) ورابعها (فاتوا بسورة مثله)و نظير هذا بعشر سور مثله مفتريات) ورابعها (فاتوا بسورة مثله)و نظير هذا كمن يتحدى صاحبه بتصنيفه فيقول ائتنى بمثله وائتنى بنصفه مائتنى بربعه ائتنى بمسئلة منه وان هذا هوالنهاية فى التحدى وازالة العذر فان قبل قوله (فاتوا سورة مثله) يتناول سورة الكوثر وسورة العصر و سورة قل يا ايها الكافرون و نحن نعلم بالضرورة ان الا تيان بمثله او بمايقرب منه ممكن ـ

فان قلتم ان الاتيان بامثال هذه السور خارج عن مقدور البشر كان ذلك مكابرة والاقدام على امثال هذه المكابرات مما يطرق التهمة الى الدين قلنا فلهذالسبب افترنا الطريق الثانى قلنا المهذالسبب افترنا الطريق الثانى قلنا ان بلغت هذه السورة في الفصاحة الى نهاية الاعجاز فقد فصل المقصود وان لم يكن الامركذلك كان امتناعهم عن المعارضة مع شده دوا عيهم الى توهين امره معجزاً فعلى هذين المعارضة مع شده دوا عيهم الى توهين امره معجزاً فعلى هذين التقديرين يحصل المعجز كبير ص١١٤ ج٠ر

۲) ام يقولون تقوله بل لا يومنون فلياتوا بحديث مثله ان كانوا

صدقين سورة الطور ب٢٠.

فلما عجزت قريش عن الاتيان بمثله و قالت ان النبي بني تقوله انزل الله تعالى (ام يقولون تقوله بل لا يومنون فليأتوابحديث مثله ان كانوا صادقين) ثم انزل تعجيزا ابلغ من ذلك فقال (ام يقولون افتراه قبل فاتوا بعشرسور مثله مفتريات) فلما عجز وا حطهم عن هذا المقدار الى مثل سورة من السور القصار فقال جبل ذكره (وان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة مثله) فافحموا عن الجواب و تقطعت بهم الاسباب و عدلوا في الحروب والعناد- اه قرطبي-ص22ج ا

اورقرطبی ص۲۹ ج اسے ۱۵۸ ج اتک ملاحظه فرمائیں۔ اورامام رازی کی نہایۃ الایجازللا مام الرازی ص ۱۲۱ تاص ۱۲۳ تک ملاحظہ فرمائیں اعطاء کوٹر کے فوائد

الفصل الاول في وجه الاعجاز في سورةالكوثر لجار اللهالعلامة في ذلك رسالة وانا اذكر حاصل مافيها في بذا الموضع قوله تعالى (انا اعطينا ك الكوثر) فيه ثمان فوائد -

(الفائدة الاولىٰ)انه يدل على عطية كثيرة مستندة الى مسعط كبير ومتى كان ذلك كانت النعمة عظيمة

⁽١) الصنبور سعف ينبت في ساق النخلة لا يثمر شيأ اهـ

واراد"بالكوثر" اولاده الى يوم القيامة من امته -جاء فى قراءة عبد الله (النبى اولى بالمؤسنين من انفسهم (وهو ابوهم) وازواجه امهاتهم) وايضاً مااعطاه الله فى الدارين من مزايا الاثرة والتقديم والثواب لم يعرف كنهه الاالله ومن جملة الكو ثرما اختصه به من النهر الذى طينه المسك ورضراضه التوم-وعلى حافاته من اوانى الذهب والفضة مالا تعاده النجوم.

(الفائدة الثانيه) انه نبي الفصل على المبتداء فدل على المخصوصية و تحقيقه ما بينا في باب التقديم و التاخير ان تقديم المحدث عنه أكد لاثبات الخبر

(الفائده الثالثه) انه جمع ضمير المتكلم وسو يشعر بعظم الربويتهـ

(الفائده الرابعة) انه صدر الجملة بحرف التوكيد الجاري مجري القسم_

(الفائده المخامسة)انه اورد الفعل بلفظ المضى دلالة على ان" الكوثر" لم يتناول عطاء العاجلة دون عطاء الآجلة دلالة على ان المتوقع من سيب الكريم في حكم الواقع- (الفائده السادسة) جاء بالكوثر محدوف الموصوف لان المثبت ليس فيه مافي المحذوف من فرط الابهام والشياع والتناول على طريق الاتساع-

(الفائده السابعة) اختار الصفة الموذنة بالكثرة ثم جاء بها مصروفة من صيغتها-

(الفائده الشامنة)اتى بهذه الصيغة مصدرة باللام المعرفة لتكون لما يوصف بها شاملة وفى اعطاء معنى الكثرة كاملة ولحمالم تكن للمعهود وجب ان تكون للحقيقة وليس بعض افرادها اولى من بعض فتكون كاملة وقد دخل فيه الجواب عن كونه غير معقب ابنا لان بقاء الابن بعده لا يخلوا عن امرين اما ان يجعل نبيا و ذلك محال لكو نه خاتم الانبياء اولا يجعل نبيا وذلك يوهم انه خلف سوء فصين عن تلك الوصية بما اعطى من الخير الكثير و هو حصول الغرض المتعلق بهم مع انتفاء الوصية اللازمة لو كانوا ولم يكونوا المتعلق بهم مع انتفاء الوصية اللازمة لو كانوا ولم يكونوا انبياء۔

نماز وقربانی کے حکم کے فوائد

قول عزوجل (فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرُ) فيه ثمان فوائد (الاولى) فاء التعقيب ههنا مستعارة من معنى التسبيب لمعنيين (احدهما) جعل الانعام الكثير سببا للقيام بشكر المنعم وعبادته و (ثانيهما) جعله سببا لترك المبالاة بقول العدوفان سبب نوول السورة أن العاص بن وائل قال أن محمدا

صنبوران.

فشق ذلك عبلسى رسول الله المنطقة فانول الله هذه السورة (الثانية)قصده باللامين التعريض بدين العاص واشباهه بمن كانت عبادته و نحره لغير الله و تثبيت قد مى رسول الله الله على الصراط المستقيم واخلاصه العبادة لوجهه الكريم (الثالثه)اشار بها تين العباد تين الى نوعى العبادات اعنى بهما الاعمال البدنية التى الصلاة اما مها والمالية التى نحر البدن سنامها.

(الرابعة)التنبيه على ما لرسول الله بَنَا من الاختصاص بالصلاة حيث جعلت لعينيه قرة و بنجر البدن التي كانت همته فيه قوية وروى عنه بَنَا انه اهدى ماته بدنة فيها جمل لابي جهل في انفه برة من ذهب.

(الخامسة)حذف اللام الاخرى لدلالته عليها بالاولى (السمادسة) مراعاة حق التسبيح الذي هو من جملة صنعة البديع اذا ساقه قائله مساقا مطبوعا ولم يكن متكلفا ولا مصنوعا

(السابعة)انه قال" لربك" و فيه حسنان وروده على طريق الالتفات التي هي ام من الامهات وصرف الكلام عن

⁽١) الصنبور سعف ينبت في ساق النخلة لايثمر شيئاً

لفظ المضمر الى لفظ المظهر و فيه اظهار لكبرياء شانه وابانة لعزة سلطانه و منه اخذ الخلفاء قولهم يامرك امير المومنين بكذا وعن عمر رضى الله عنه انه حين خطب الازدية الى اهلها قال خطب اليكم سيد شاب قريش مروان بن الحكم و سيدا هل المشرق جرير بحيلة و يخطب اليكم امير المومنين يعنى نفسه.

(الثامنة)علم بهذا ان من حق العبادة ان يخص العباد بها ربهم وما لكهم وعرض بخطاء من عبد مربوبا وترك عبادة ربه-

وقوله (ان شانئك) فيه خمس فوائد

(الاوليٰ) علل الامر بالاقبال على شانئته وترك الاحتفال بشانئه على سبيل الاستناف الذي هو جنس حسن الموقع و قد كثرت في التنزيل مواقعه-

(الثانية)وينجوه ان تجعلها جملة الاعتراض مرسلة ارسال الحكمة لخاتمة الاغراض كقوله تعالىٰ (أن خير من استأجرت القوى الامين) وعنى بالشانى العاص بن وائل(الثالثه)انما ذكره بصفته لاباسمه ليتناول من كان فى مثل حاله فى كيده لدين الحق-

(الرابعة) صدر الجملة بحرف التوكيد وفيه انه لم يتوجه بقيله ولم يقصدب الافصاح عن الحق ولم ينطق الاعن الشنئان الذي سو قريب البغى والحسد وعن البغضاء التي سي نتيجة الغيظ والحرد ولذلك وسمه بما ينبئي عن المقت الاشد.

(الخامسة) جعل الخبر معرفة ليتم البتر للعدو الشانئ حتى كانه الجمهور الذي يقال له الصنبور - ثم هذه السورة مع علو مطلعها وتمام مقطعها واتصافها مما بهو طراز الامر كله من مجيئها مشخونة بالنكت الجلائل مكتنزة بالمحاسن غير القلائل فهي خالية من تصنع من يتناول التنكيت وتعمل من يتعاطى التبكيت آه

قر آن ہزاروں معجزات پ^{مش}مل ہے

في القرآن آلاف المعجزات

علمنا من قبل ان القرآن يزيدعلى مائتى آية وستة آلاف آية وعلمنا ان حبل التحدى قدطال حتى صار بسورة وان السورة تصدق بسورة الكوثر وهى ثلاث آيات قصار وان مقداها من آية او آيات طويلةله حكم السورة وان لاسلوب التنزيل سبع خواص لا توجد واحده منها على كما لها في أى كلام

آخر۔

فيخلص لنا في ضوء هذه الحقائق ان القرآن مشتمل على آلاف من المعجزات لا معجزة واحدة كما يبدو لبعض السندج والسطحين ؟ واذااضفناالي هذا مايحمل القرآن من وجوه الاعجاز التالية تراء ت لنامعجزات متنوعات شتى تجل عن الاحصاء والتعداد وسبحان من يجعل من الواحد كثيرة ومن الفرد امة (او لم يكفهم انا انزلناعليك الكتاب يتلى عليهم ان في ذلك لرحمة وذكري لقوم يؤمنون) (لوانزلنا هذا القرآن على جبل لرأيت خاشعا متصدعاً من خشية الله) (ولو ان قرآنا سيرت به الجبال او قطعت به الارض او كلم به الموتى)اى سيرت به الجبال او قطعت به الارض او كلم به الموتى)اى

قرآنی معجزات ہمیشہ کے لئے ہیں

معجزات القرآن خالدة

وهنا نلفت النظر الى ان القرآن بما اشتمل عليه من هذه المعجزات الكثيرةقد كتب له الخلودفلم يذهب بذهاب الايام ولم يمت بموت الرسول عليه الصلوة والسلام بل هو قائم في فم الدنيا يحاج كل مكذب ويتحدّى كل منكر ويدعو امم العالم جمعاء الى ما فيه من هداية الاسلام وسعادة بنى الانسان

ومن هذايظهر الفرق جليابين معجزات نبي الانسان ﷺ ومعجزات اخوانه من الانبياء عليهم أزكي الصلوة واتم السلام فمعجزات محمد ﷺ في القرآن وحده آلاف مؤلفة وهي متمتعة بالبقاء الى اليوم والى ما بعد اليوم حتى يرث الله الارض ومن عليها اما سعجزات سائر الرسل فمحدودةالعدد قصيرةالامد ذهبت بذهاب زمانهم وماتت بموتهم ومن يطلبها الآن الافي خبركان ولايسلم له شامد بها الاهذا القرآن ؟وتلك نعمةيمنها الـقرأن على سائر الكتب والرسل وما صح من الاديان كافة قال تعالى (وانزلنا اليك الكتاب بالحق مصدقاً لما بين يديه من الكتاب ومميمناً عليه) وقال عزاسمه (أمن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملائكته وكتبه ورسله لا نفرق بين احدمن رسله) أه مناهل العرفان في علوم القرآن ص٢٣٢

ساری د نیا کے لئے چیلنج

سوره هود پ ۱۱ "ام يـقولـون افتراه قـل فـأتـوا بعشـرسـور مثـلـه مفتريات وادعواس استطعتم من دون الله ان كنتم صادقين -

(ترجمہ: یا پہ کہتے ہیں کہ بی میں ہے نے خدا پر قرآن کی تہمت لگائی ہے کہد یجئے ایسا

ہے تو تم دس سورتیں ان جیسی گھڑی ہوئی لاؤ، اور خدا کے علاوہ جس کو چاہویہ دعوت دے سکو، دیدو،اگرتم سچے ہو۔)

ایک سوچودہ سورتوں میں بڑی ہے بڑی اور چھوٹی ہے چھوٹی تک دی سورتوں کے لانے پر پوری دنیا کوچیلنج رہا۔عوام کوہی نہیں خواص سے زیادہ خواص کوبھی خدا تعالیٰ کے سواہر بڑے ہے بڑے کویہ چیلنج چودہ سوسال سے اب تک سب کواور سب کے معبودوں کورہااور کسی کی رگ غیرت نہ پھڑک سکی۔

پھراور گنجائش دی کہ دی سورت نہیں تو ایک ہی سورت لادو۔ سورة ہونس پاامیں ارشاد ہے "ام یقولوں افتراہ قل فاتوا بسورة مثله وادعوا من استنطعتم من دون الله "ترجمہ (یا پیلوگ کہتے ہیں کہ نبی نے تہمت لگائی ہے تو تم ایک ہی ایک سورت لادو)۔ اور سورة بقرہ پامیں ہے"وان کستم فی ہے تو تم ایک ہی ایک سورت لادو)۔ اور سورة بقرہ پامیں ہے"وان کستم فی دیسب مسما نزلنا علی عبد نافاتوا بسورة من مثله "ترجمہ (اگرتم شک دیسب مسما نزلنا علی عبد نافاتوا بسورة من مثله "ترجمہ (اگرتم شک کرتے ہواس میں جوہم نے اپنے بندے پراتارا ہے تو تم ایک ہی سورة مشل لاؤا یعنی ایک جو اس میں جوہم نے اپنے بندے پراتارا ہے تو تم ایک ہی سورة مشل لاؤا یعنی فی سورة نہ لاسکنا۔ دوسرا مجزہ ان جیسے شخص اس جوامی ہوء فی پڑھا لکھا نہ ہو، اس کی لادو۔ اب خیال کریں کہ شاعری و بلاغت کا فطری غرور کس قدر تلملا یا ہوگا کہ ساری دنیا کو تینے ہے اور کوئی بھی نہیں لا سکا۔

شبہ ہوسکتا ہے کہ شاید کوئی لایا ہو مگر نقل نہیں کیا گیا ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ بیہ شبہ ہےاصل ہے کیونکہ کا فروں کی اکثریت تھی اورمسلمان تھوڑ ہے تھے۔ (۱)

⁽۱) مطلب میہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو کفار اسکو ضرور لفل کرتے کیونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ان کافٹل نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ کس نے اس کی مثل آج تک چیش بی نبیس کیانہ آئندہ کر سکے گا۔اافلیل احمر تھا نوی

مبارك بادحفظ قرآن (مولانا) هافظ محموداشرف عثاني پسرمولانا محمرز كي كيفيُّ

خدائے وحدہ کا خاص جب احمان ہوتا ہے

توپتلاخاک کا یوں حافظ قرآن ہوتاہے

قوی ، کمزور حافظ دیکھ کر ایمان ہوتا ہے

كه" يىسرناه للذكر "آج تك اعلان بوتا ب

" فھل من مد کر" کایوں ظہورشان ہوتا ہے

کہ کمن بچہ تک بھی حامل قرآن ہوتاہے

کتاب اتنی برمی اور ہفت سالہ بچہ حافظ ہو

کھلے اعجاز پر حماس دل قربان ہوتا ہے

کلاموں میں کلام اللہ کی اک شان عالی ہے

کہ ہر موجود سے اللہ عالیشان ہوتا ہے

وه دل جس میں کلام اللہ ہوکیایو چھنااس کا

یقینا او ہر اک دل سے بوا ذیبان ہوتا ہے

كلام الله دوزخ مين تجهى جا بى نبيس سكتا

یہ جس رگ رگ میں ہواس کا بھی یوں حفظان ہوتا ہے

خدا کا وعدہ ہے لاریب قرآن کی حفاظت کا

دلِ حافظ خدائی جوہروں کی کان ہوتا ہے

شفاعت جبك خود قرآن كرديتا بحافظك

اعزہ اقربا کا کام بھی آسان ہوتا ہے

AF:164

ملے حافظ کے مال اور باپکوجب تاج نورانی تو پھر ہر شخص کو اس وقت کاار مان ہوتا ہے

تلادت میں جوایک اک حرف پردس نیکیاں ہونگی تو ساری عمر کتنا دیکھئے سامان ہوتا ہے

مبارک ہو میاں محود "تم کو اس قدر نعمت

كهتم پر حق تعالى كابزااحسان موتاب

خدا نے آج تو حافظ بنایا تم کوقرآن کا مگر حافظ وہ ہے جو ماہر قرآن ہوتاہے

> خدا وہ دن کرےتم حافظ وقاری ہوعالم ہو وہ عالم ہو کہ جس پرسابیر حمان ہوتا ہے

کرو تم نام روش خاندان علم وتقویٰ کا وہ رتبہ پاؤ جو علم و عمل کی جان ہوتا ہے مبارک ہوتمہارےسب عزیزوںکومبارک ہو کہ آغاز اب سے تم پرعلم کافیضان ہوتا ہے

(۱) پیظم حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ۔ نے مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیو بندیؒ کے پوتے مولا نامفتی محمد شفیع صاحب دیو بندیؒ کے پوتے مولا نامفتی محمد داشرف عثانی کے ختم قرآن کے موقع پر لکھی تھی جبکہ انہوں نے سات سال کی عمر میں بخیل قرآن تکییم کی سعادت حاصل کی۔مفتی صاحبؒ نے اس تو قرآن تکییم کی سعادت حاصل کی۔مفتی صاحبؒ بن دعاؤں کا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس تو پورا کیا کہ اس وقت کے میاں محمود آج دار العلوم کرا چی میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی مندافقاء پر فائز ہیں اور استاد الحدیث ہیں اور حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ماہر قرآن دعالم بائل بھی ہیں (فلیل)